UNIVERSAL LIBRARY
OU_224301
UNIVERSAL LIBRARY

اگر آپ اب تک اس ناول کے مستقل خریدار نہیں بنے تو ہمہ کا منی آرڈر بھیجکر اب بن جائیے
سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار بذریعہ ڈاک حاضر خدمت ہوتی رہیگی

سترہویں جلد

نظارہ پرستان

جارج ڈبلیو۔ ایم رینالڈس کے سب سے زبردست ناول کا ترجمہ

تیرتھ رام فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن۔ خونی تلوار۔ وطن پرست وغیرہ

سنہ ۱۹۲۵ء

لال برادرس

ڈیرہ دون

ہیڈ آفس :- ۷- پارسنز روڈ نولکھا لاہور

حقوق محفوظ　　　قیمت عمر　　　اشاعت اول

موسم گرما کے دو بڑے دشمن یعنے

ہیضہ اور طاعون

سردی۔ گرمی۔ کف۔ کھانسی وغیرہ تو ہر انسان کے ساتھ لگا ہی رہتا ہے۔ مگر ہیضہ اور طاعون یہ دو ایسے مرض ہیں جس کے ہوتے ہی گھر میں ماتم پڑجاتا ہے وجہ یہ ہے کہ ہیضہ اور طاعون کے مریض بہت ہی کم بچتے ہیں۔

کلکتہ کے نامی ڈاکٹر ایس کے برمن کا

اصل عرق کافور اور طاعون کی گولیاں

اکم برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہورہی ہیں۔ ہیضہ کے لئے اصل عرق کافور ایک ہی دوا ہے ہیضہ کے ہوتے ہی اگر اصل عرق کافور دیا جائے تو ۱۰۰ میں ۹۹ آدمی بچتے ہیں یہی حالت طاعون کی گولیوں کی ہے۔ طاعون کے زمانہ میں ایک گولی روز صبح کو ٹھنڈے پانی کے ساتھ کھا لینے سے خون میں کچھ ایسا اثر ہوتا ہے۔ جس سے پلیگ کے کیڑے نہ ٹھہر سکتے ہیں۔ اور نہ ان کا زہر اثر کرسکتا ہے۔ جب یہ بات ہے تو اصل عرق کافور کی ایک شیشی اور طاعون کی گولیوں کی ایک ڈبیہ ہر گھر گرہست کو ضرور رکھنا چاہیئے۔ قیمت کچھ زیادہ نہیں ہے۔ عرق کافور فی شیشی ۶ر طاعون کی گولیاں۔ ۶۰ گولیوں کی بڑی ڈبیہ عہ ۳۶ گولیوں کی چھوٹی ڈبیہ ۱۲ر محصولڈاک ۶ر

بچے بوڑھے جوان تینوں کے لئے ایک ہی دوا یعنی

لال شربت

اگر آپ اپنے بچوں کو تندرست رکھنا چاہتے ہیں تو

لال شربت

پلائیے۔ کلیجہ کی کمزوری کھانسی دماغی کو دور کرنا چاہتے ہیں تو

لال شربت

پلائیے۔ پیدائش کے وقت سے ہوشیار ہونے تک دوا یکساں فائدہ کرتی ہے۔ پینے میں شیریں اور رنگ سرخ ہونے کی وجہ سے بچے خواہش سے پیتے ہیں۔ آپ بھی اپنے بچوں کو پلا کر آزمائش کیجئے۔ یہ لال شربت بچے سے بوڑھوں تک یکساں فائدہ کرتا ہے۔ قیمت فی شیشی عہ محصولڈاک ۸ر

ڈاکٹر ایس کے برمن پوسٹ بکس ۱۵۲۵ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

ایجنٹ :۔ مینیجر صاحب پیسہ اخبار لاہور

نظارۂ پرستان

سترہویں جلد

باب - ۱۰۸

چور کے گھر مور

ایک کثیف پوش لڑکی نے جو شاید اس گھر کی واحد نوکرانی تھی اور سب کام اسی کے ذمہ تھے۔ دروازہ کھولا اور جوسیتھن کارنابی برگر کے ساتھ اس کمرہ کی طرف ہولیا۔ جہاں اس کا قیام تھا۔ کمرہ وہی تھا۔ جہاں کرسچن ایشٹن ڈیوک آف شابرگ کے عرصہ ملازمت میں رہا کرتا تھا۔ برگر بڑے اطمینان سے اس میں داخل ہوا۔ اور وہیں تھوڑی دیر میں خادمہ دو گلاس ایک بوتل برانڈی کی اور کچھ گرم پانی لاکر رکھ گئی۔ جوسیتھن کارنابی نے جب سے اپنے "معزز دوست" مسٹر جان سمتھ عرف برگر کی زبانی مالک مکان مسٹر جیب کی مذمت سنی۔ اس کی طبیعت افسردہ تھی۔ مگر تیز شراب کے ایک گلاس نے جلدی ہی اس کی اصلاح کردی۔

گلاس ہاتھ میں لیکر برگر نے فاخرانہ انداز سے چاروں طرف دیکھا۔ پھر کہنے لگا: "دوست میرے خیال میں یہاں آپ کو ہر طرح کی آسائش حاصل ہے۔"

"جی ہاں۔ کم از کم شکایت کچھ نہیں"۔ جوسیتھن نے جواب دیا "سونے کا کمرہ اس کے عین اوپر ہے۔"

"مجھے یقین ہے رات کو سوتے وقت آپ دروازہ ضرور بند کر لیتے ہوں گے۔" برگر نے آواز دبا کر کہا۔ "معاف کیجیے۔ میں گھر والوں پر کچھ بدگمانی نہیں کرتا۔ مدعا صرف یہ ہے کہ لندن عجیب طرح کا شہر ہے۔ جہاں چور اور گرہ کٹ بھوتوں کی طرح ساتھ لگے پھرتے ہیں۔ کوئی جگہ ان سے خالی نہیں"

اس اشارہ کے لئے میں شکریہ ادا کرتا ہوں" بڈھے جونیتھن نے اپنا گلاس دوبارہ پُر کرتے ہوئے کہا "مجھے بھی یہاں والوں کے متعلق ایک تلخ تجربہ ہو چکا ہے۔ یہیں کا ایک بدمعاش برکر نامی میرے ہاں ملازم ہوا تھا۔۔۔ کیا آپ نے کبھی اس کا نام سنا ہے؟"

"یاد نہیں" برکر نے بظاہر اپنے حافظہ پر زور دے کر جواب دیا۔ پھر کہنے لگا "یہ شخص کون تھا؟"

"قاتل۔ چور۔ سیاہ کار" جونیتھن نے جواب دیا "میرے خیال میں دنیا کا کوئی برا کام ایسا نہیں۔ جو اس نے نہ کیا ہو۔ ایک بار دیہات میں میرے پاس آیا۔ اور میں نے اُسے نائب رکھ لیا مگر اس احسان کا بدلہ کم بخت نے یہ دیا۔ کہ میرے ہی قتل کے درپے ہو گیا۔ وہ تو تقدیر اچھی تھی۔ کہ وقت پر مدد پہنچ گئی۔ اور وہ نابکار جان بچا کر بھاگ نکلا۔ میں نے سنا تھا دریا میں کود گیا۔ اور خیال تھا۔ غرق ہو گیا ہوگا۔ مگر اس کے چند دن بعد وہ کسی نامعلوم طریقہ سے پھر لندن میں نمودار ہو گیا۔ آپ چونکہ وکیل ہیں۔ اس لئے آپ نے بھی اس واردات کا حال سنا ہوگا جس میں پولیس نے ایک مکان کی تلاشی لی۔ اور شبہ ہونے پر تہ خانہ کا فرش کھودا۔ تو بے شمار انسانی ہڈیاں برآمد ہوئیں۔ معلوم ہوتا تھا اس گھر کے رہنے والے لوگوں کو فریب سے وہاں لا کر قتل کرتے اور وہیں دفن کر دیتے تھے۔"

"جی ہاں میں نے بھی یہ ذکر سنا تھا" برکر نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "اس کا حال اخباروں میں چھپا تھا۔ اور شاید وہیں سے مجھے بھی معلوم ہوا تھا۔"

"غالباً یہ بھی آپ نے سنا ہوگا۔ کہ مجرموں کا سراغ لگانے کیلئے بہت بڑا انعام مشتہر کیا گیا ہے" جونیتھن نے جواب دیا۔ "کاش وہ کم بخت پکڑے جائیں۔"

"خدا کرے" برکر نے تیسرا گلاس پُر کرتے ہوئے اطمینان سے کہا "مگر اس سے تو اور بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو سوتے وقت دروازے بند کرکے اور اپنے روپیہ کو کسی محفوظ مقام پر رکھنے میں کتنا محتاط رہنا چاہیئے۔ میری اپنی حالت یہ ہے کہ پانچ چھ سو پونڈ نقد ہر وقت پاس رہتے ہیں مگر میں انہیں سونے کے کمرہ میں آتشدان کے اندر چھپا رکھتا ہوں۔ کہ چور آئیں بھی تو انہیں اس جگہ کا شبہ نہ ہو۔"

"میں تو اپنا روپیہ بکس میں بند رکھتا ہوں۔" جونیتھن نے کہا "میرے پاس کچھ اتنا سرمایہ نہیں ہے۔ مگر جتنا ہے میرے لئے بہت ہے۔"

"بالکل درست۔ بالکل بجا" برکر نے کہا "روپیہ کتنا بھی ہو آخر روپیہ ہے۔"

تھوڑی دیر اسی طرح باتیں ہوتی رہیں جتنے کہ گرم شراب نے جونیتھن کارنابی کے حواس کو مختل کرنا شروع کیا۔ اب برکر نے کچھ کھانے کی آرزو کی اور کہا "میری عادت ہے اپنے مکان نمبر ۲۴ گراسوینر سکویر میں رات کو سونے سے پہلے ضرور کچھ کھایا کرتا ہوں۔ یقین ہے آپ کل شام پانچ بجے ماحضر تناول کرنے کو ضرور غریب خانہ پر قدم رنجہ فرمائیں گے۔"

بڈھا گورکن طبعاً کنجوس تھا۔ مگر یہ سوچکر کہ ایک ایسے معزز اور فیاض آدمی سے دوستی ہو گئی ہے۔ اس نے اس کی مدارات کرنا فرض سمجھا۔ خود سہ پہر کو پیٹ بھر کر کھانا کھا چکا تھا۔ اس لئے اب کھانے کی رغبت نہ تھی۔ پس دوست کی تواضع کے لئے تھوڑا گوشت منگانے کو گھنٹی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ مگر برکر نے روک دیا۔ اور کہا "دو منٹ ٹھیرئے۔ گھر میں کیا رکھا ہے۔ جو نوکرانی لائے گی۔ میں خود اس کا انتظام کرتا ہوں۔ رات کے کھانے پر مچھلی خوب مزہ دیتی ہے۔ اتفاق سے جس شخص کے ہاں سے میں مچھلی منگاتا ہوں۔ وہ یہیں پاس ہی رہتا ہے۔ اجازت دیجئے کہ خود جاکر اچھا سا ٹکڑا خرید لاؤں۔"

جونیتھن نے بہت اصرار کیا کہ مچھلی کی قیمت میں دوں گا۔ مگر برکر نے بڑے تکلف سے انکار کیا۔ اور رخصت ہوا۔ پاس ہی ایک مچھوے کی دکان پر جاکر عمدہ مچھلی خریدی۔ اور دکاندار سے کہا اس کو مسٹر جیب کے مکان پر بھجوا دو۔ واپس آتے ہوئے رستہ میں ایک دواساز کے ہاں گیا۔ اور اس سے کوئی نیلی چیز خرید لایا۔ کہنے لگا۔ اس کے استعمال کی عادت ہے۔ اس کے بعد مسٹر جیب کے مکان پر واپس ہوا۔ اور جونیتھن کارنابی سے آملا۔

مچھلی واقعی لذیذ تھی۔ اور بڈھے گورکن نے اُسے خوب مزے لے لے کر کھایا۔ خصوصاً اس لئے کہ اس کی قیمت خود ادا نہ کرنی پڑی تھی۔ اتنے میں نوکرانی تھوڑا گرم پانی اور دے گئی۔ ایک بار پھر گلاس پُر کئے گئے۔ اور برکر نے آنکھ بچا کر نشہ آور دوا کے چند قطرے جونیتھن کے گلاس میں ڈال دیے۔ دوا نے اتنا اثر کیا۔ کہ بڈھا گورکن پانچ منٹ کے اندر کرسی کی پیٹھ پر جھک کر بے ہوش ہو گیا۔

برکر نے میدان صاف دیکھا تو جلتی ہوئی شمع ہاتھ میں لی۔ اور اپنی جگہ سے اٹھ کر بڑی آہستگی سے جلتا زینہ کی راہ سے کارنابی کی خوابگاہ کو روانہ ہوا۔ جاتے ہی وہ صندوقچی تلاش کی جس میں جونیتھن کارنابی نے روپیہ کا پتہ دیا تھا۔ اُسے کھولا تو قریباً تیس مُہریں لمبی جراب میں لپٹی ہوئی برآمد ہوئیں۔

برکرنے مہروں کو بڑے اطمینان کے ساتھ جیب میں رکھ لیا۔ اور کہنے لگا۔ "چلو جو مل گیا غنیمت ہے۔ شکر ہے خالی ہاتھ نہیں جانا پڑا۔" اس کے بعد وہ بڑی احتیاط کے ساتھ زینہ سے اُترنے لگا عین اس وقت کسی نے صدر دروازہ پہ زور کی دستک دی۔ برکرنے فوراً شمع گل کر دی اور اسے طاق میں رکھ کر خود دروازہ کھولنے گیا۔ باہر ایک دراز قامت لبادہ پوش آدمی کھڑا تھا جسے برکرنے فوراً پہچان لیا کہ وہی ہے جس کی مداخلت نے موضع وڈبرج میں اسکی کوششوں پر پانی پھیر دیا تھا۔ کوئی اور ہوتا۔ تو اوسان ہار دیتا۔ مگر برکرسکون قائم رکھ کر دروازہ کھولتے ہی باہر نکل گیا۔ اس کے ایک لمحہ بعد لوکانی باہر آئی تو وہ بہت دور جا چکا تھا۔ جیسا ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا۔ دراز قامت لبادہ پوش مسٹر رایکلف کے سوا کوئی اور نہ تھا۔ مگر اُسے ایک لمحہ کے لئے بھی خیال نہیں آیا۔ کہ جو شخص دروازہ کھولتے ہی باہر نکل گیا وہ سیاہ کار برکر تھا۔

گھر سے نکل کر برکر گلی میں ایک طرف چلنے لگا۔ اور موڑ گھوم کر آکسفورڈ سٹریٹ میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر تیز چلا۔ پھر ایک کرایہ کی گاڑی میں بیٹھ کر گاڑیبان کو وائٹ چیپل کے گرجا کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ وہاں پہنچ کر گاڑی رخصت کر دی۔ اور خود چند منٹ اِدھر اُدھر گھومنے کے بعد اس خیال سے ایک شراب خانہ میں داخل ہوا کہ بیٹھ کر آئندہ کا حال سوچے۔ اب حالت سکون میں غور کرنے سے اس کو نئی واردات کا بہت افسوس ہوا۔ خیال آیا اس واقعہ کی خبر بہت جلد پولیس کے کانوں تک پہنچ جائے گی۔ پھر خواہ میری ذات پہ شک ہو یا نہ ہو بہرحال میرا نیا حلیہ ہر طرف مشتہر کر دیا جائے گا۔ پس لازم ہوا کہ اس بھیس کو بھی جتنا جلد ممکن ہو ترک کر دیا جائے۔ مگر سوال یہ تھا کہ نئے کپڑے کیسے پہنے جائیں۔ اور کہاں سے حاصل ہوں۔

شراب خانہ وائٹ چیپل کی ایک تنگ گلی میں بنا ہوا اور بہت چھوٹا سا تھا۔ اندر گیا تو صرف ایک آدمی اور بیٹھا تھا۔ جو اس کے آنے کے بعد فوراً ہی رخصت ہو گیا۔ مگر چند منٹ کے عرصہ میں دروازہ پھر کھلا۔ اور ایک آدمی جس نے چوڑے کنارے کی ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ داخل ہوا۔ اس کے سُرخ بال کسی حد تک ٹوپی سے باہر نکلے ہوئے اور اسی رنگ کے بھاری گلپھے تھے۔ آنکھوں پہ سبز رنگ کا چشمہ تھا جس میں بغلی شیشے بھی لگے ہوئے تھے۔ جیسے دھوپ میں پہننے کی عینک میں ہوتے ہیں۔ گلے میں بھورے رنگ کا ڈھیلا اوورکوٹ جس کے بٹن گریبان تک بند تھے۔ اور اس پر بھی گرم رومال باندھا ہوا تھا۔ خاکی رنگ کی پتلون اوورکوٹ کی طرح قدرے میلی اور پاؤں میں بھاری بوٹ تھے۔ مگر بادی النظر میں اس بات کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔ کہ وہ کس

حیثیت کا آدمی ہے۔ اس کے بیٹھتے ہی شراب خانہ کا نوکر گرم پانی ملی ہوئی جن کا گلاس لے کر حاضر ہوا۔ اور اجنبی نے اُسے ایک پونڈ دے کر بقایا لے لیا۔ نوکر واپس جا رہا تھا۔ کہ برکر نے اپنا گلاس دوبارہ پُر کرنے کا حکم دیا۔ اور اس عرصہ میں نووارد اجنبی کی طرف بغور دیکھتا رہا۔ وہ بھی چھپی نظروں سے برکر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور گو دونوں کی آنکھیں عینکوں کے پردہ میں چھپی ہوئی تھیں۔ تاہم دونو محسوس کرتے تھے کہ ایک کو دوسرا دزدیدہ نظروں سے دیکھ رہا ہے۔

نوکر شراب کا گلاس پُر کر کے چلا گیا۔ تو گھورنے کا عمل پھر شروع ہوا۔ دفعتاً برکر نے زور کا قہقہہ لگایا۔ اور پھر میز پر ہاتھ مار کر کہنے لگا۔ "بھئی واہ! اس صفائی کے کیا کہنے ہیں! جیک، آج تو واقعی تم نے حد کر دی۔"

برکر کے کہنے سے جیک سمڈلے۔ کیونکہ سبز جیٹ والا اجنبی حقیقت میں وہی تھا پہلے گھبرا گیا تھا۔ مگر جب آواز پہچانی۔ تو اس کا اطمینان ہو گیا۔

کہنے لگا۔ "بارنے کیا تم ہو؟" اور پھر اٹھ کر اس سے ہاتھ ملایا۔

"بس اب چپ رہو۔" برکر نے غرا کر کہا۔ "یہ جگہ ایک دوسرے کا نام لینے کی نہیں۔ ہاں یہ ایک بات ضرور کہوں گا۔ تم نے بھیس بدلنے میں مبالغہ بہت کیا ہے۔ سر کے بالوں اور مونچھوں کی رنگت اور بناوٹ بالکل قدرتی نہیں۔ اور ٹوپی تو بالکل وہی ہے۔ جو تم ہمیشہ پہنا کرتے تھے اس کے مقابلہ میں ذرا میری طرف دیکھو۔" اور یہ کہہ کر اس نے اپنے کپڑوں کو انداز تعریف سے دیکھنا شروع کیا۔

"بھئی واللہ تم نے تو بھیس بدلنے میں کمال کر دیا۔" جیک نے کہا۔ "تم نہ بولتے تو میں ہرگز نہ پہچانتا۔ مگر سنو تو کہیں ایسا نہ ہو۔ اس شراب خانہ کا منتظم ہمیں دیکھ کر شک کرے کہ ایسے دو عجیب الوضع عینک دار آدمیوں کی سرگوشیاں کیا معنے رکھتی ہیں۔"

"اچھا یہ تو بتاؤ تم رہتے کہاں ہو؟" برکر نے جلدی سے پوچھا۔

"میں یہیں پاس ہی ٹھیرا ہوا ہوں۔" جیک نے جواب دیا۔ "ایک چھوٹا سا کرایہ کا مکان لے رکھا ہے۔ اور تین چار طرح کے بھیس میرے پاس ہیں۔ جنہیں باری باری بدل کر نکلا کرتا ہوں"

"تب ٹھیک ہے۔" برکر نے کہا۔ "کیوں مگر وہ جگہ کہاں واقع ہے؟ پہلے تم چلو۔ دو منٹ بعد میں بھی آ جاؤں گا۔ وہیں بیٹھ کر باتیں کریں گے۔"

اس تجویز پر عمل کیا گیا۔ اور قریباً نصف گھنٹہ بعد برکر اور جیک سمڈلے ان تاریک

انہی میری گلیوں میں سے ایک میں جو کرشل روڈ سے مختلف اطراف کو جاتی ہیں۔ ایک شکستہ حال عقبی کمرہ میں بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔

" تو کیا بیب کی اب تک کچھ خبر نہیں ملی ؟" برکر نے اس گفتگو کو جاری رکھ کر پوچھا۔ جس کا سلسلہ شراب میں پانی ملانے کے عمل سے تھوڑی دیر کے لئے رُک گیا تھا۔

" بالکل نہیں "۔ جیک سمڈلے نے جواب دیا۔ "تمہیں یاد ہوگا اس روز میں کس عیاری سے ریل کے سٹیشن پر مسافر ساتھیوں کو چکمہ دے کر بچا تھا۔ تبھی سے ان کے ساتھ آنکھ مچولی کا سلسلہ جاری ہے۔"

" مگر کیا خفیہ پولیس والوں کو تمہارا کچھ حال معلوم ہوگیا تھا ؟" برکر نے گھبرا کر پوچھا۔

" شکر ہے اب تک نہیں ہوا " جیک سمڈلے نے پولیس کے نام سے کانپ کر کہا۔ " مگر سچ پوچھو تو یہ بھی کوئی زندگی ہے۔ ہر وقت فکر۔ ہر وقت تشویش اور پھر خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ انجام کیا ہوگا۔ مجھ سے پوچھو تو اس زندگی سے عاجز آچکا ہوں۔ مگر لندن چھوڑنے کی بھی جرأت نہیں ہوتی کیونکہ اس کے برابر محفوظ کوئی دوسری جگہ نہیں ہے۔"

" سچ کہتے ہو۔" برکر نے تسلیم کیا۔ " مگر اس گھر کے اور لوگوں کو تو تم پر کچھ شبہ نہیں ؟"

" بالکل نہیں " جیک سمڈلے نے جواب دیا۔ " میں یہاں مسٹر ولکنز کے نام سے مشہور ہوں اور گھر والے سمجھتے ہیں کہ میں چھٹیوں کے ذریعہ گداگری کرتا ہوں۔ مگر وہ کچھ بھی سمجھیں۔ جب تک میری اصلیت سے بے خبر ہیں مجھے پروا نہیں۔"

" سچ ہے " برکر نے کہا۔ " میں بھی چند دن سے ایک خاص کام میں مصروف ہوں۔ اور اس کے سلسلہ میں یہ نیا بھیس بدلا ہے۔"

" بھیس خوب ہے مگر اس میں بھی تبدیلی کرنا چاہو۔ تو دوسرا سامان حاضر ہے۔" جیک سمڈلے نے کہا۔ اور ایک صندوق کھول کر اس نے کئی طرح کے کپڑے نکالے جن میں سے ہر ایک دوسرے سے مختلف تھا۔ پھر کہنے لگا۔ " مگر تم لندن میں کہاں ٹھیرے ہوئے ہو ؟"

" کہیں نہیں " برکر نے جواب دیا۔ " میں یہاں آج ہی صبح آیا ہوں۔ اور امید نہیں کہ میری آمد نیشنل خبروں میں درج ہوئی ہو۔"

" مگر یہ بھیس ۔ ۔ ۔ یہ چہرہ کی بدلی ہوئی رنگت ۔ ۔ ۔ ؟"

" اوہ یہ سب اسی کام کی تیاریاں ہیں جس میں میں ان دنوں مصروف ہوں۔" برکر نے قطع کلام

کرکے کہا۔ "شاید یہاں ایک دو روز یا ممکن ہے اس سے زیادہ ٹھیرنا پڑے۔ اجازت دو تو میں ان کپڑوں میں سے چند ایک اپنے استعمال کے لیے پسند کروں... مگر یہ کیا! یہودیوں کے پہننے کا چغہ اور لمبی سپید داڑھی..."

"ہاں اور اسی کے مطابق سر کے بال بھی۔" جیک سماٹے نے کہا۔ "بس یہی ایک لباس ہے جسے میں نے اب تک استعمال نہیں کیا... مگر آج رات کیا میرے مکان پر سونا منظور کرو گے؟"

"نہیں جیک ہمارے لیے دو آدمیوں کا یکجا رہنا ٹھیک نہیں۔" برکر نے قطع کلام کرکے کہا "میں عنقریب تم سے رخصت ہوتا ہوں۔ اجازت دو تو یہ لباس بھی لے جاؤں گا۔ کل رات کے لیے کوئی جگہ مقرر کرو۔ کہ میں تم سے مل سکوں۔"

برکر نے یہودی کا چغہ داڑھی اور بالوں کو بغور دیکھنا شروع کیا۔ اور سوچا کہ یہ نیا بھیس خوب ہوگا۔

"تم نے ان چیزوں کو کہاں سے خرید اتھا؟" اس نے احتیاطاً اس خیال سے پوچھا کہ شاید یہ واقفیت کبھی کام آئے۔

"روزمری لین میں ایک کباڑی کی دکان سے" جیک سماٹے نے جواب دیا۔

برکر نے اٹھ کر پہلے کپڑے اتارے۔ ہاتھ منہ دھو کر بدلی ہوئی رنگت صاف کی۔ اس کے بعد ایک چپچپے مصالحہ کی مدد سے جو سماٹے نے مہیا کیا تھا۔ ناٹک والوں کی سی داڑھی مونچھیں لگائیں جن سے بالائی ہونٹ کا نقص اچھی طرح چھپ گیا۔ گھبے ہوئے بالوں کی ٹوپی کی جگہ سپید بال لگا لیے۔ پھر سوچنے لگا کہ عینک لگی رہے یا اتار دی جائے۔ مگر آخری فیصلہ یہ ہوا کہ اب عینک کی بھی ضرورت نہیں چنانچہ اس کو اتار دیا۔ اور اب جو لباس پہنا۔ اس نے اس کی صورت ان پرانی طرز کے یہودیوں کی طرح بنا دی۔ جو بازاروں میں گولیاں ٹکیاں اور صابن بیچتے پھرا کرتے ہیں۔

برکر تبدیل لباس سے فارغ ہوا تو جیک سماٹے نے کہا۔ "بس اب تمہاری صورت ہرگز پہچانی نہیں جاتی۔"

اس کے بعد برکر نے پورٹی بارٹ کی ٹوپی سر پر رکھی۔ اور اس تبدیل ہیئت کے بعد ہنستے ہوئے زور سے قہقہہ لگایا۔ "کیسی اس وقت لکڑی کے خوانچہ میں تھوڑا سا سامان فروخت کا پاس ہوتا تو پھر یہ بھیس ہر طرح سے مکمل تھا۔"

ہر طرح لیس ہو کر اس نے کہا۔ "جیک اب میں جاتا ہوں۔ تم نے مجھے اپنے کپڑے ...

ہیں۔ مگر ان کے عوض میں تم جو کپڑے چھوڑے جاتا ہوں۔ وہ مالیت میں ان سے کم نہیں۔ سچ پوچھو تو سردی اگر تیز ہوتی۔ تو میں یہ خوشنما کالا کوٹ کسی قیمت پر نہ دیتا۔ خیر اب آئندہ کی فکر کرو۔ ہماری دوسری ملاقات کہاں ہو؟

مختصر مشورت سے ایک جگہ طے ہوئی جس کے بعد باربر رخصت ہو گیا۔ وائٹ چیپل میں جا کر وہ اولڈ کینٹ کی طرف روانہ ہوا جہاں ایک سرائے نما تھا۔ اور باربر جانتا تھا کہ اس جگہ رات بسر کرنے کو کوئی چھوٹی چارپائی ضرور مل جائے گی۔ لیکن دفعتاً وہ چلتا چلتا رک گیا۔ اور بے اختیار اس کے منہ سے ایک غلیظ گالی نکلی۔ کیونکہ تبدیلی لباس کے وقت وہ اپنے کوٹ کی جیب سے روپیہ نکالنا بھول گیا تھا گویا وہ نقدی جو ڈیوک آف مانٹ مونٹ نے اسے دی تھی۔ اور وہ جو اس نے جونیتھن کارنابی کے کیس سے حاصل کی تھی۔ اسی کوٹ میں رہ گئی۔ باربر کی جیب میں جسے تبدیل نہ کیا گیا تھا۔ صرف تین یا چار شلنگ اور چند ایک ادھنیاں تھیں۔ اور یہی اس وقت اس کی ساری پونجی تھی!

جلدی سے مڑ کر جیک سیڈلے کے مکان کی طرف جاتے ہوئے اس نے دل سے کہا "امید نہیں جیک اپنے ہی ساتھی پر لعنت اف کرنا منظور کرے گا" مگر یہ الفاظ گویا اس نے دل کی تسلی کے لئے کہہ دیے۔ تاہم دراصل میں وہ سخت بے چینی محسوس کر رہا تھا۔

لمبے چغے کی وجہ سے تیز چلنا مشکل ہو گیا۔ بہرحال نصیب کو سو سو گالیاں دیتا اور اس گھڑی کو کوستا۔ جب اس نے لباس کی تبدیلی منظور کی۔ وہ جہاں تک ممکن تھا تیزی رفتار سے چلتا گیا۔ تھوڑی دیر میں جیک سیڈلے کے مکان پر پہنچ گیا۔ اور بڑے زور سے دروازہ کی کنڈی ہلائی۔ ایک بڑھیا نے جو بظاہر اس گھر کی مالک تھی۔ آکر دروازہ کھولا۔ پھر باربر کی عجیب صورت دیکھ کر غصہ سے کہنے لگی "کیوں جی آدھی رات کو لوگوں کے دروازے کھٹکھٹانا یہ کہاں کی شرافت ہے؟"

"نیک عورت۔ میں اس تکلیف کے لئے معافی چاہتا ہوں" باربر نے قصداً نرم لہجہ میں کہا "مگر مجھے ایک ضروری کام ہے اپنے دوست ... نام بھول گیا ... مسٹر ٹولکنز سے ملنا ہے ..."

"تو جاؤ وہ یہاں نہیں ہے" عورت نے جواب دیا "وہ اپنا اسباب لے کر چلا گیا۔"

"چلا گیا!" باربر نے انداز حیرت سے مبہم آواز میں پوچھا "نہیں تم جھوٹ کہتی ہو۔ میں ضرور اس سے ملوں گا۔ اس لئے پرے ہٹو ..."

"تو کیا جھوٹ کہتا ہے؟" ایک عمر رسیدہ مرد نے جو یقیناً ہر اس عورت کا شوہر تھا۔ ڈیوڑھی میں ایک اندرونی دروازے سے سر نکال کر کہا۔ "تمہارے جانے کے ایک گھنٹہ بعد مسٹر ولکنز ایک کرایہ کی گاڑی لایا۔ اور ایک ہفتہ کی اطلاع کے بدلے تمام کرایہ ادا کر کے اسباب سمیت رخصت ہو گیا۔ اس لیے جاؤ۔ جو میں کہتا ہوں ٹھیک ہے۔ اصرار کرو گے تو پولیس کو بلانا پڑے گا۔"

عین اس وقت برکر نے تھوڑی دور لیمپ کی روشنی میں ایک سپاہی کو اس طرف آتے دیکھا۔ اس ڈر سے کہ شاید معاملہ سچ مچ پولیس تک پہنچ جائے وہ دبی زبان سے ایک غلیظ گالی دے کر سمت مقابل میں تیزی سے چلنے لگا۔ آخر سپاہی کی نظروں سے اوجھل ہوا تو کھڑے ہو کر سوچنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ صاف ظاہر تھا کہ جیک سماٹلے نے سب روپیہ ہضم کر لیا ورنہ اس کے فرار کی اور کوئی وجہ نظر نہ آتی تھی۔ اُف! اس دغا کی کسے امید تھی! کون جانتا تھا کہ اس محنت سے کمایا ہوا روپیہ اس آسانی سے چھن جائے گا۔ بار بار جی میں آتی کہ وہ کم بخت کہیں مل جائے۔ تو اپنا روپیہ کوڑی کوڑی پیسہ پیسہ تک وصول کرنے کے علاوہ ایسا بدلہ لوں کہ عمر بھر یاد رکھے۔ یکایک اس کے دل میں ایک خیال آیا اور پاس ہی گاڑیوں کے اڈہ پر جا کر اس آدمی کو جو گھوڑوں کو پانی پلایا کرتا تھا۔ الگ کر کے اس نے اس کے ہاتھ پر ایک شلنگ رکھا۔ پھر سماٹلے کا حلیہ بیان کر کے پوچھا۔ "پچھلے آدھ گھنٹہ میں تم نے اسے یہاں سے کوئی گاڑی کرایہ پر لیتے دیکھا ہے؟" سقے نے سوچ سوچ کر اس کا جواب اثبات میں دیا۔ اور پھر اس گھر کا پتہ بھی بتایا۔ جہاں وہ گاڑی لے گیا تھا برکر نے معلوم کیا کہ پتہ ٹھیک ہے۔ مگر وہ شخص اس کے آگے اور کچھ نہ بتا سکا۔ اسے معلوم نہ تھا کہ گاڑی کس طرف گئی۔ اور اب کہاں ٹھہری۔

"لیکن اگر آپ کو ضرور ہی اس کا حال معلوم کرنا ہے"۔ سقے نے کچھ سوچ کر کہا۔ "تو تھوڑا انتظار کیجیے گاڑیاں عنقریب یہیں واپس آئیں گی۔ ان سے سب حال معلوم ہو سکے گا۔"

برکر نے مجبوراً اسی طرح کرنے کا فیصلہ کیا۔ اور سقے سے یہ انتظام کر کے کہ جب گاڑیاں آئیں تو یہ فوراً خبر دے۔ پاس ہی ایک شراب خانہ میں جا بیٹھا۔ حالت جوش میں رہ رہ کر خیال آتا تھا کہ ایک بار وہ نابکار مل جائے تو ایسی خبر لوں کہ پھر کبھی دوستوں سے غداری کا نام نہ لے۔ اس انتظار میں ایک گھنٹہ گزر گیا۔ برکر بے چین ہونے لگا تھا کہ عین اس وقت سقہ اسے گاڑیبان کو ساتھ لیے شراب خانہ میں آ گیا۔

اس کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ جیک سماٹلے کو اولڈ سٹریٹ روڈ پر سینٹ لوکس ہسپتال

کے پیچھے ایک گلی میں چھوڑ آیا تھا۔ وہیں اس نے اپنا اسباب ایک مکان میں رکھا جس کے رہنے والے اس کی بے وقت آمد سے بہت مضطرب معلوم ہوتے تھے۔ بکر نے گاڑیبان کو ایک شلنگ انعام دیا۔ اور اس شلنگ میں جو باقی رہ گیا تھا۔ سینٹ لوکس ہسپتال تک چھوڑ آنے کا معاملہ طے کیا۔ اولڈ سٹریٹ کے گرجا نے رات کا ایک بجایا تھا کہ بکر کرایہ کی گاڑی سے اترا۔ اور پیدل چلتا اس مکان تک گیا جس کا پتہ گاڑیبان نے دیا تھا۔ اسے معلوم نہ تھا۔ کہ اس گھر میں کون رہتا ہے۔ بہرحال اس کا یقین تھا۔ کہ یہ گھر کسی معزز شخص کا نہیں۔ اور اس اضطراب سے جس کا ذکر گاڑیبان نے کیا تھا۔ یہ بھی معلوم کیا کہ وہ لوگ غالباً پہلے سے اس کو نہ جانتے تھے۔ مگر یہ بھی خیال آیا۔ کہ ناواقفیت کی صورت میں انہوں نے اسے آدھی رات کو گھر میں آنے کی اجازت کیسے دی ہوگی۔ بہت کچھ سوچ کے بعد آخری نتیجہ جو اس نے اخذ کیا یہی تھا کہ گھر والے ضرور کسی حد تک ہمارے بکر کو جانتے ہونگے۔

بہت جلد ارادہ مضبوط کرکے اس نے دروازہ کی گھنٹی بجائی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ڈیوڑھی میں پاؤں کی چاپ سنائی دی اور فوراً ایک عمر رسیدہ آدمی نیم برہنگی کی حالت میں جلتی ہوئی شمع ہاتھ میں لئے دروازہ کھولنے آیا۔ مگر بکر کی لمبی داڑھی اور ڈھیلا جبہ دیکھ کر حیرت و خوف سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔

”سنو بھائی۔ میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں“۔ بکر نے جلدی سے ڈیوڑھی میں قدم رکھ کر کہا۔

جس شخص نے دروازہ کھولا تھا۔ اس کے چہرہ پر اضطراب کے آثار نمودار ہوگئے۔ اور وہ بناوٹی غصہ کے لہجہ میں کہنے لگا۔ ”کیوں صاحب یہ بے جا مداخلت کیا معنے رکھتی ہے؟“

بکر نے جھٹ باہر کا دروازہ بند کرکے مقفل کر دیا۔ اور کنجی ہاتھ میں لے کر کہنے لگا۔ ”تم کیا مجھے نہیں پہچانتے؟“

”نہیں۔“ شخص مذکور نے بے چینی سے جواب دیا۔

”تو سنو۔ میں خفیہ پولیس کا افسر ہوں۔“ بکر نے دلچسپی سے جواب دیا۔ ”شکی نظروں سے گھورتے ہو۔ دراصل میں نے یہ بھیس ایک آدمی کی تلاش کے لئے بدلا ہوا ہے۔ جسے کئی جگہ ڈھونڈا مگر شکر ہے کہ اب اس کا یہاں پتہ مل گیا۔ بہرحال اطمینان رکھو۔ میں تم سے کچھ نہ کہوں گا۔ البتہ تم نے کچھ حیل و حجت کی۔ یا میرے کام میں مزاحم ہوئے۔ تو پھر تم کو بھی گرفتار کر لوں گا۔ باہر کی

بہر حال میرے چھ آدمی کلکتہ میں جنہیں میں ذرا سا اشارہ کر کے طلب کر سکتا ہوں۔"

اس وقت ایک عورت جو مرد سے قریباً ایک دو سال چھوٹی تھی۔ پاس کے کمرے سے نکلی۔ اس کے چہرے پر بھی خوف و اضطراب کے آثار نمودار تھے۔ معلوم ہوتا تھا۔ اس نے ہر کر کی سب باتیں سن لی ہیں۔

وہ آتے ہی التجائی لہجہ میں کہنے لگی "صاحب ہم سے تو کوئی خطا ایسی نہیں ہوئی جس کے لئے آپ خفا ہو رہے ہیں۔ ہم دونوں میاں بی بی اس گھر میں رہتے ہیں۔ اور کچھ لوگ کرایہ پر رہنے کے لئے بھی آ جاتے ہیں۔ مگر ہر چند ہم غریب ہیں لیکن شکر ہے ہماری عزت پر کبھی حرف نہیں آیا۔۔۔"

"خیر مجھے بھی تم لوگوں سے جھگڑا کرنا منظور نہیں" ہر کر نے قطع کلام کر کے کہا "مجھے تو فقط اس آدمی سے ملنا ہے۔ جو تھوڑی دیر پہلے ایک کرایہ کی گاڑی میں یہاں آیا تھا۔ مہربانی سے بتا دو وہ کس کمرہ میں ہے؟"

یہ الفاظ سن کر عورت اور مرد نے ایک دوسرے کو حیرت بھری نظروں سے دیکھا۔ ان سے ثابت ہو گیا کہ بیشک سیٹھ نے ضرور یہیں ٹھہرا ہوا ہے اور یہ لوگ اس کی حقیقت سے بھی آگاہ ہیں۔

انہیں چپ دیکھ کر ہر کر نے کہا "وقت ضائع نہ کرو۔ ورنہ پھر تمہیں کو نقصان اٹھانا پڑے گا۔"

"صاحب وہ آدمی بالائی منزل کے پچھلے کمرہ میں ٹھہرا ہوا ہے" مرد نے جواب دیا اور پھر بجاتی ہوئی شمع ہر کر کو پیش کی۔

"بس تو میں چونکہ اس کام کو چپ چاپ کرنا چاہتا ہوں" ہر کر نے کہا "اس لئے تمہاری سلامتی بھی اسی میں ہے کہ چپ رہو۔"

"صاحب ہم آپ کے ممنون ہیں" عورت نے کہا "اگر آپ اجازت دیں۔ تو کچھ پینے کے لئے بھی حاضر کر سکتے ہیں۔۔۔"

"خیر اس کا بھی وقت آ جائے گا" ہر کر نے قطع کلام کر کے کہا "درست تم اپنے کمرہ میں جا کر چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔ میں اس کام کو اپنے طور پر کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ کیوں مگر ہماری آواز اس آدمی کے کانوں تک تو نہ پہنچی ہوگی؟"

"یقیناً نہیں" مرد نے جواب دیا۔ "وہ ہماری باتیں اس صورت میں سن سکتا ہے کہ

کمرے سے نکل کر زینے کے وسط میں کھڑا ہو۔ اور یہ ناممکن نہیں۔ اس گھر میں چونکہ ہر وقت مسافر آتے رہتے ہیں۔ اس لئے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سے بھی نہیں جاگتا ہوگا۔"

بکر نے اشارہ سے انہیں رخصت ہونے کے لئے کہا۔ اور میاں بی بی جو حقیقت میں اسے خفیہ پولیس کا افسر سمجھے ہوئے تھے۔ چپ چاپ وہاں سے رخصت ہو گئے۔ ان کے جانے پر بکر شمع ہاتھ میں لئے زینہ کی راہ سے اوپر چڑھنے لگا۔ اور چند منٹ کے عرصہ میں اس عقبی کمرہ کے دروازہ پر جس کا مالک مکان نے پتہ دیا تھا۔ جا پہنچا۔ دستک دیتے ہی اس نے دروازہ کھولا۔ سمنڈلے جو ابھی ان کی نیند سو رہا تھا۔ چونک کر اٹھا۔ پھر جب اس نے بکر کو پہچانا۔ تو اس کے منہ سے بے اختیار کلمہ خوف نکلا۔

"چپ بدمعاش شور نہ کر" بکر نے کمرہ میں داخل ہو کر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔ پھر غصہ سے بھری ہوئی دبی آواز سے کہنے لگا "تو بڑا کمینہ ثابت ہوا۔ اور گو میں جانتا ہوں کہ شرارت تیری گھٹی میں پڑی ہے۔ مگر یہ معلوم نہ تھا کہ تجھے اپنے دوستوں سے بھی دغا کرنے میں عار نہیں۔"

جیک سمنڈلے کا چہرہ لاش کی طرح زرد ہو گیا۔ اور وہ چارپائی پر اکڑو بیٹھا ہوا تھر تھر خوف سے کانپنے لگا۔ سر کے بال صحیح معنوں میں کھڑے ہو گئے۔ گو اس نے بولنے کی کوشش کی مگر نہ بول سکا۔ صدہا خوفناک خیالات دل میں پیدا ہونے لگے۔

بکر تھوڑی دیر اس کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھتا رہا۔ پھر کہنے لگا "جیک سمنڈلے سن اور یاد رکھ اگر میرے روپیہ کی ہر ایک پائی تیرے صندوق سے برآمد نہ ہوئی۔ تو میں تیری جان لئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ خواہ مجھے اس کے لئے پھانسی پر ہی لٹکنا پڑے۔"

"بھائی تمہارا روپیہ محفوظ ہے" بدنصیب ازکوب نے جو فطرتی ہونے کے ساتھ ہی سخت بزدل تھا۔ گھبرا کر کہا۔ "مگر میں منت کرتا ہوں، خدا کے لئے مجھ پر رحم کرو..."

"رحم... تم پر!" بکر نے غصہ سے دانت پیس کر کہا "ابھی جس وقت میں ادھر آرہا تھا تو میں نے اپنے دل میں اس بات کا عہد کیا تھا۔ کہ تمہاری جان لئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ لیکن خیر اگر تم میرا سب روپیہ کوڑی پیسہ تک واپس دے دو۔ تو بہتر ہے میں اس فرض کو سرکاری جلاد کے لئے چھوڑ دوں گا۔ ہاں اتنا پھر کہتا ہوں کہ اس مکار دنیا میں تمہارے برابر شریر کمینے اور بدخصلت آدمی کوئی نہ ہوگا۔ اسی لئے بیب ہمیشہ تم کو نفرت سے دیکھتی تھی۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ سرکاری جلاد کو بھی تمہارے ایسے آدمی کو پھانسی پر لٹکاتے شرم آئے گی۔"

سیٹھ نے برکر کو غضبناک دیکھا تو رونے اور سسکیاں لینے لگا ۔ اتنے میں برکر نے جیب
سے ایک خوفناک شکاری چاقو نکال کر کمرہ میں رکھے ہوئے بکس کی رسیاں کاٹنی شروع کیں ۔ اسے
کھولا تو معلوم ہوا کہ روپیہ بہ طرح محفوظ ہے ۔ اس پر قبضہ کرتے ہوئے اس کی آنکھیں وحشیانہ مسرت
سے چمکنے لگیں ۔ اس نے بکس کی سب چیزوں کو الٹ پلٹ کر دیا ۔ مگر کوئی چیز ایسی نہ تھی جو لائق توجہ
سمجھی جاتی ۔

"اب بتاؤ تمہارا اپنا روپیہ کہاں ہے؟" برکر نے پوچھا ۔ اور یہ کہتے ہوئے اس نے سیٹھ
کی پتلون جو ایک کرسی کی پشت پر لٹک رہی تھی اٹھالی ۔

اس میں کچھ سامان مہر اور کچھ چاندی کے سکے تھے ۔ جب سیٹھ نے دیکھا کہ اپنا روپیہ
بھی ہاتھ سے جا رہا ہے تو اور زیادہ رونے لگا ۔ برکر نے سوچا کہ "اگر اسے حالت احتیاج میں چھوڑ کر جاتا
ہوں ۔ تو عجب نہیں غصہ کی حالت میں کوئی بے جا حرکت کر بیٹھے جس سے کسی نئی مشکل کا سامنا
ہو پس نرمی کا سلوک ہی بہتر جانا ۔

اس نے پتلون کی جیب سے نکالا ہوا روپیہ میز پر رکھ دیا ۔ اور کہنے لگا "بس اب عورتوں کی
طرح شور نہ مچاؤ ۔ ورنہ یاد رکھو تمہیں [illegible] ۔ تمہاری نالی کاٹ دوں گا ۔ دراصل
میں تم جیسے بدمعاش ہو ۔ اور جس طرح تم مجھے بے زر چھوڑ آئے تھے ۔ اسی طرح میں بھی تم کو محتاج
کر دوں تو ٹھیک ہوگا ۔ مگر خیر میں پھر بھی تم پر رحم کرتا ہوں ۔ اور اسی روپیہ کو کافی سمجھتا ہوں
جو میرا تھا ۔ الوداع ۔"

اتنا کہہ کر وہ پیچھے مڑا ۔ اور رخصت ہوا ۔ اس کے چلے جانے پر جیک سیٹھ کو قدرے
اطمینان ہوا ۔ ورنہ پہلے اسے جان کے لالے نظر آتے تھے ۔ برکر سب کام کر کے زینہ کی راہ سے
نیچے اترا ۔ مالک مکان اور اس کی بی بی اس خیال میں تھے کہ وہ نئے مہمان کو گرفتار کر کے ساتھ
لائے گا ۔ کیونکہ وہ اسے خفیہ پولیس کا افسر ہی سمجھے ہوئے تھے ۔ پس جب وہ اکیلا ہی اترا ۔ تو
انہیں سخت حیرت ہوئی ۔ مگر برکر نے معاملہ کی توضیح غیر ضروری سمجھی ۔ اور میاں بی بی سے یہ کہہ
کر کہ اب تم اپنے اپنے کمروں میں جا کر آرام کرو ۔ اس گھر سے رخصت ہوا ۔

باب ۔ ۱۰۹

خادمہ کا عشق

جس رات کے واقعات اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے دوسرے دن سہ پہر کو مسٹر ریڈکلف مہارانی اندرا کے بنگلہ پر گیا۔ اور قریباً دو گھنٹے اس کے پاس ٹھیرا۔ آخر جب رخصت ہو رہا تھا۔ تو سگونہ جو دروازہ کھولنے ساتھ آئی تھی۔ یکایک اس کے بازو پر ہاتھ رکھکر کہنے لگی "میں کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں۔ میری بات سُنے بغیر نہ جایئے گا۔"

ریڈکلف اس انداز گفتگو سے حیرت زدہ ہو گیا۔ اور ایک لمحہ کے لئے اس کو معلوم ہوا۔ کہ ہندوستانی خادمہ کی آنکھوں سے بڑی پُراسرار روشنی خارج ہو رہی ہے۔ جسے اس نے تین چار موقعوں پر پہلے بھی دیکھا تھا۔ مگر اس کا انداز فوراً بدل گیا۔ یکایک نگاہ سے تیزی کی بجائے نرمی اور راحت ظاہر ہونے لگی۔

"سگونہ کیا مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہو؟" ریڈکلف نے پوچھا "مگر ایسی کیا بات ہوگی جو مہارانی کے روبرو نہیں ہو سکتی؟ تمہاری درخواست عجیب ہے۔۔۔"

"کچھ بھی ہو۔ میں آپ سے تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتی ہوں۔" خادمہ نے جواب دیا۔ "مہربانی سے میری درخواست کو رد نہ کیجئے۔ میں صرف چند منٹ لونگی۔ آئیے میرے ساتھ اس کھیت تک چلئے جو باغ کے سرے پر واقع ہے۔ جو کچھ مجھے کہنا ہے۔ وہ علیحدگی میں ہی بیان کیا جا سکتا ہے۔"

اتنا کہہ کر وہ سمت مذکور میں چلنے لگی۔ اور مسٹر ریڈکلف یہ سوچتا کہ آخر وہ کونسا خفیہ معاملہ ہوگا۔ جس پر سگونہ تنہائی میں باتیں کیا چاہتی ہے۔ اس طرف ہو لیا۔

خادمہ کے انداز سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کسی اہم معاملہ پر بحث کرنا چاہتی ہے۔ ریڈکلف نے سوچا کہ بات سُننے میں کچھ ہرج نہیں۔ پس بنگلہ سے نکلکر اس مقام کی طرف جدھر سگونہ گئی تھی اور جو درختوں کے سایہ میں چھپا ہوا تھا۔ روانہ ہوا۔ تھوڑی دیر میں اسے کسی قدر فاصلہ پر سگونہ کا سپید لباس نظر آیا۔ وہ اُسے آتا دیکھ کر تیز چلتی پاس آئی۔ مگر سامنے آکر بے چینی اور اضطراب کی حالت میں رک گئی۔ معلوم ہوتا تھا۔ اس فکر میں ہے کہ معاملہ کا آغاز کس طرح ہو۔

"سگونہ۔ تم اتنی پریشان کیوں ہو؟" آخرکار مسٹر ریڈکلف نے پوچھا۔ "تمہارا انداز عجیب ہے۔ تمہارے ہونٹ پھڑکتے ہیں۔ پاس آکر بتاؤ وہ کون معاملہ ہے۔ جس پر تم اس تنہائی میں

گفتگو کرنا چاہتی ہو؟"

سگونہ کے چہرہ پر ایک رنگ آتا ایک جاتا تھا۔ بدقت تھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگی "صاحب میں نہیں جانتی اپنے خیالات کو کیونکر الفاظ کی صورت دوں؟ کیا ایک ادنے کنیز کی طرح آپ کے قدموں میں گر پڑوں۔ یا وقار قائم رکھ کر آپ کو مخاطب کروں۔۔۔"

مسٹر ریڈ کلف کی حیرت اور بڑھ گئی۔ اس نے خادمہ کے چہرہ کو زیادہ غور سے دیکھا۔ پھر کہا "سگونہ۔ تمہارے الفاظ عجیب ہیں۔ تم میرے قدموں میں گرنے کا ذکر کرتی ہو۔ مگر کیا تم کو معلوم نہیں۔ یہ ایک آزاد ملک ہے۔ جہاں نہ کوئی کسی کی کنیز ہے۔ نہ غلام۔ بالفرض یہاں اب تک غلامی رائج ہوتی۔ تو بھی میں اسے پسند نہ کرتا۔۔۔"

"آہ۔ آپ سمجھے نہیں!" سگونہ نے قطع کلام کر کے کہا۔ "غلامی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک وہ جس کا تعلق دستور سے ہے۔ اور جس کی اجازت قانون دیتا ہے۔ دوسری وہ جو محض ذہنی عقیدت سے وابستہ ہے۔ اور جس میں قانون مزاحم نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک آدمی اپنی مرضی سے دوسرے کا غلام ہو۔ اگر وہ حسن ارادت سے اس کی پابوسی منظور کرے۔ تو اس میں قانون کیا کر سکتا ہے؟۔۔۔"

"میں اب بھی تمہارا مطلب نہیں سمجھا" مسٹر ریڈ کلف نے پریشان ہو کر کہا۔ اور گو ایک لمحہ کے لئے اس کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو گیا تھا کہ اس گفتگو کا ماحصل کیا ہو گا۔ تاہم اس نے فوراً اس کو غیر ممکن سمجھ کر دل سے نکال دیا۔ اور پھر کہا۔ "مہربانی سے اپنا مقصد صاف لفظوں میں بیان کرو۔"

خادمہ ایک قدم اور آگے بڑھی۔ ایک لمحہ کے لیے اس کی تیز آنکھیں جگمگانے لگیں مگر ان کی چمک فوراً ہی مژگان سیاہ کے پردہ میں چھپ گئی۔ آنکھیں جھک گئیں۔ اور تھوڑی دیر کے لیے ایسا معلوم ہوا کہ وہ زنانہ وقار جس کا اس نے بیشتر ذکر کیا تھا۔ نمودار ہوا چاہتا ہے۔ مگر نہیں ان جذبات لطیف کے مقابلہ میں جو خادمہ کے سینہ میں تلاطم پیدا کر رہے تھے تمکنت و وقار کی شکست ہوئی۔ عجز و انکسار پھر غالب آ گئے۔

"مسٹر ریڈ کلف" سگونہ نے تھرائی ہوئی آواز سے کہا۔ "میں ایک ایسے معاملہ میں جس کا تعلق میری دائمی مسرت سے ہے۔ آپ کا مشورہ چاہتی ہوں۔۔"

"مگر یہ مشورہ آپ اپنی نیک دل مالکہ سے کیوں حاصل نہیں کرتیں؟" مسٹر ریڈ کلف نے

پوچھا۔ وہ تم پر مہربان ہیں۔ اور انہیں ان سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھنی چاہئے۔ مجھے یقین ہے وہ ہر بات میں تم کو وہی صلاح دینگی جس میں تمہاری بہتری ہو۔"

"معاف فرمائیے" سگونہ نے جلدی سے کہا "میں کسی حال میں اس معاملہ کا ذکر ان سے نہیں کرنا چاہتی"

"تو پھر مجھ سے کرنا بھی لاحاصل ہے۔" مسٹر ریڈکلف نے سرد مہری سے کہا۔ کیونکہ خادمہ کے اضطراب و تامل۔ بڑھتی ہوئی پریشانی اور چہرہ کی تبدیلی نے جس سے کبھی وفا کبھی انکسار کبھی شرم کبھی عاجزی کا اظہار ہوتا تھا۔ اس شبہ کو جو پیشتر اس کے دل میں پیدا ہوا اور مضبوط کر دیا تھا

"آپ جانتے ہیں۔ میں ایک اجنبی عورت ایک غیر ملک میں رہتی ہوں۔ جہاں کوئی میرا جان پہچان نہیں" سگونہ نے اپنے لہجہ میں وہ درد شامل کر کے کہا۔ جو عورت کے بیان کو موثر بنا دیتا ہے "حیرت ہے آپ مرد ہو کر مجھ سے ہمدردی نہیں کرتے۔ اور ایک اہم معاملہ میں ضروری مشورہ دینے سے ہچکچاتے ہیں۔ اگر اہل مغرب کا یہی شیوہ مروت ہے۔ تو میں ڈرتی ہوں آپ میرے دل کا راز سن کر اور بھی سرد مہری اور بے رخی سے پیش آئیں گے۔۔۔"

"سنو سگونہ" مسٹر ریڈکلف نے قطع کلام کر کے کہا۔ اور اس کا لہجہ فیصلہ کن مگر اس خیال سے نرم تھا کہ شائد میرا گمان غلط ثابت ہو۔ اور چونکہ خود پسندی اسکی طبیعت کے خلاف تھی۔ اس لیئے یقین کامل حاصل کیئے بغیر وہ کسی خیال کو دل میں جگہ دینا نہ چاہتا تھا "اس گفتگو کو اس پیرایہ میں جاری رکھنا ہم دونو کے لئے نامناسب ہے۔ کسی نے دیکھ لیا تو بدنامی ہوگی۔ میں تم پر بے جا سختی کرنا نہیں چاہتا۔ نہ دل رکھنا میرے آئین میں روا ہے۔ پھر بھی مجبوراً درخواست کرتا ہوں کہ جو کچھ تم کہنا چاہتی ہو اُسے بے تامل فوراً کہہ دو۔ بلکہ بہتر یہ ہو کہ ہم اس وقت جدا ہو جائیں اور اس علیحدہ ملاقات کے واقعہ کو بھول جائیں۔۔۔"

"بھول جائیں!" سگونہ نے انداز حقارت سے کہا۔ گو یہ حقارت مسٹر ریڈکلف کی ذات کے لیئے نہیں۔ بلکہ اس خیال کی نسبت تھی جو اس نے ظاہر کیا تھا۔ "کیا میں اسے بھول جاؤں؟ ۔۔ نہیں یہ غیر ممکن ہے۔ آپ کے متعلق کسی بات کو بھول جانا میرے لئے خارج از امکان ہے۔ مگر آپ اس گفتگو کو مختصر کرنا چاہتے ہیں سنیئے میں اپنا راز ظاہر کرتی ہوں۔" یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھیں مشتعل ہو کر فرش زمین کی طرف جھک گئیں۔ پھر اس نے ہلکی آواز سے کہا "مجھے آپ سے محبت ہے"

ایک بار مسٹر ریڈکلف کے جی میں آئی کہ خادمہ کو اس جسارت کے لئے سختی سے ملامت

کریسے۔ اور ہمارا خیال ہے۔ کہ سنگونہ کی بجائے کوئی مغربی عورت مہارانی اندرا کی رقیب بن کر اس سے اظہار محبت کی جرأت کرتی۔ یا اس وعدہ عشق سے ورغلانا چاہتی۔ جو وہ صد قبل سے اندرا کے ساتھ کر چکا تھا تو وہ ضرور ایسا کرتا۔ مگر اس ہندوستانی عورت کی نسبت جو ایک غیر ملک کے رہنے والی اور عادات و خیالات کے لحاظ سے مغربی رواجات سے بے خبر تھی۔ ایسا کرنا نامناسب معلوم ہوا۔ پس اس نے غصہ اور نفرت ظاہر کرنے کی بجائے نرمی اور فیاضی کا لہجہ اختیار کرنا بہتر جانا۔

کہنے لگا "سنگونہ تم نے ایک عجیب دعوے پیش کیا ہے۔ خیر میں اس کی سچائی پر شک نہیں کرتا۔ کیونکہ میں نہیں سمجھتا تم مذاق کرتی یا چڑاتی ہو۔ بہرحال جو کچھ تم نے کہا وہ بے نتیجہ اور غیر ممکن ہے۔ اس لئے بہتر ہو کہ اس بارہ میں ہر طرح کی امید کو دل سے نکال دو..."

"آہ یہ کیسے ہو سکتا ہے" سنگونہ نے بے چین ہو کر کہا "محبت کا دوسرا نام ہی امید ہے جب تک وہ قائم ہے اس کی تمنا بھی ممکن نہیں۔ ایک بات اور بھی قابل ذکر ہے۔ یعنی گو آپ نے مہارانی سے شادی کا وعدہ کر لیا ہے۔ تاہم آپ کو ان سے سچی محبت نہیں۔ پھر کس لئے آپ میرے تحفہ عقیدت کو نامنظور کرتے ہیں؟ کس لئے میرے نخل آرزو کو تباہ کرنا آپ کو مطلوب ہے؟..."

مسٹر ریڈ کلف نے ایک گہری سرد آہ کھینچی۔ اور اس کی نگاہوں سے افسردگی ظاہر ہونے لگی۔ پھر اس نے افسوسناک لہجہ میں کہا "سنگونہ اگر میں یہ کہوں کہ عشق کی قوت میرے اندر مردہ ہو چکی ہے۔ تو شاید تم میرا مطلب نہ سمجھو گی۔ اس لئے ٹھیرو۔ میں ایک اور طریقہ پر سمجھاتا ہوں۔ اس وقت تمہاری عمر غالباً ۲۰ سال کے قریب ہے۔ تم جوان ہو۔ شباب کی خوشیاں اور امیدیں تمہارے حصہ میں آنے والی ہیں۔ پھر میرا یہ بیان بھی مبالغہ آمیز نہیں کہ تم بہتوں سے حسین اور خوبصورت ہو مگر اس کے مقابلہ میں میری کیا حالت ہے؟ عمر ۴۰ سال سے اوپر۔ بدن فکر و غم سے نڈھال۔ چہرہ پر ضعف و نقاہت کے آثار۔ شاید کبھی شکیل تھا۔ مگر اب جوانی کے ساتھ وجاہت کے آخری آثار بھی مٹ چکے ہیں..."

"ٹھیرئے۔ آپ بھول گئے" سنگونہ نے نرمی سے قطع کلام کر کے کہا "آپ بھول گئے کہ میں اس زمانے سے آپ کو جانتی ہوں۔ جب میری عمر چھوٹی اور آپ کے اندر شباب کی تازگی اور جوانی کی خوش عیشی تھی میرا بچپن اندرآباد کے محلات میں بسر ہوا ہے۔ وہ دہلی میں نے جس صورت میں آپ کو بار اول دیکھا تھا۔ اس کی تصویر اس طرح سینہ میں نقش ہو چکی ہے کہ مٹ نہیں سکتی۔ اب بھی آپ کو دیکھتی ہوں۔ تو وہی صورت نظر آتی ہے جو لوح دل پر کندہ ہوئی تھی۔ جسے اثرات زمانہ نابک

مٹا سکے ہیں۔ نہ کبھی مٹا سکیں گے۔ میرے لئے آپ پہلے انگریز تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی میرے اندر وہ دلچسپیاں پیدا ہو گئیں۔ جو ہر نئی چیز سے وابستہ ہوتی ہیں۔ آپ کے اعلیٰ اخلاق نے ان دلچسپیوں کی نشو و نما کی اور زمانہ نے ان کو تقویت دی۔ حتےٰ کہ وہ نہال آرزو اب شجر محبت کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ یاد رکھئے۔" سگونہ نے بڑھتے ہوئے جوش سے کہا "میرا دماغ اب بھی اس زمانہ کی یاد سے پُر ہے۔ جب میں نے کم سنی میں آپ کو دیکھا تھا۔ اور جس کی یاد راحت ہمیشہ میرے دل میں قائم رہے گی۔ آپ سے باتیں کرتے ہوئے میں اپنے تخیل میں دیکھتی ہوں کہ وہی قصر اندر آباد ہے وہی اس کے فراخ صحن اور وہی ایک ڈال سنگ مرمر کے ستون۔ اور میں پندرہ سولہ سال کی چھوٹی لڑکی فوارہ کے پاس بیٹھی ہوں۔ آپ آتے ہیں۔ آپ مجھ سے نرمی کے لہجہ میں گفتگو کرتے ہیں۔ آپ اس ملک کا حال کہتے ہیں۔ جو آپ کا آبائی وطن تھا۔ اور جس کا حال مجھے اس وقت تک معلوم نہ تھا۔ اس کے بعد جب میں آپ کو عہد شباب کی رعنائی سے چلتے دیکھتی ہوں۔ جب آپ کو مہاراجہ کے مشیر با تدبیر کی حیثیت میں اصلاح ریاست کے نیک مشورے پیش کرتے سنتی ہوں۔ جب ہر طرف لوگ آپ کے مداح نظر آتے ہیں تو جو لطف راحت اس وقت سینہ میں پیدا ہوا تھا۔ پھر تازہ ہوتا ہے۔ میں وہی کم سن لڑکی ہوں۔ جو اندر آباد کے پُر فضا باغوں کی سیر کرتے ہوئے آپ کی بانکی صورت کو ادب و منزلت کی نظر سے دیکھتی تھی۔ میری نگاہیں اب بھی اسی جوش کے ساتھ آپ کے پیچھے جاتی ہیں۔ آپ کی محبت اسی شوق سے سینہ میں آتش افروز ہوتی ہے۔ . . ."

سگونہ نے یہ تقریر ایک عجیب پُر جوش لہجہ میں کی تھی۔ اور اگر مسٹر ریڈ کلف کی آنکھیں اندرا کے حسن عالم آشوب کی دیدہ بوسی نہ کر چکی ہوتیں۔ اگر اس کا دل پہلے ہی کسی کی نذر نہ ہو چکا ہوتا مختصر یہ کہ اگر اس کے سینہ میں ہندوستانی خادمہ کے حسن ملیح کا اثر جاگزین ہونا ممکن ہوتا۔ تو وہ ضرور اس سے متاثر ہو جاتا۔ سگونہ کی تیز آنکھوں کی روشنی اس کے خوشنما چہرہ کے گرد ہالہ کی طرح نظر آتی تھی۔ اس کی دراز قامت اور متناسب اعضا ہر لفظ کے ساتھ لچک کھاتے تھے۔ اس کی سپید ساری کے نیچے سینہ کا تلاطم صاف نظر آ رہا تھا۔ اور بازو جو شانہ تک برہنہ تھے۔ اس خوبصورتی کے ساتھ اشاروں سے الفاظ کی تائید کرتے تھے۔ کہ سامع کا ان کی دلربائی سے محفوظ رہنا بعید از قیاس تھا۔

مگر ریڈ کلف اس منزل سے گزر چکا تھا۔ یہ باتیں جو کسی اور کے دماغ میں ہیجان پیدا کر سکتی تھیں۔ اس پر اثر انداز نہ ہو سکیں۔ سکون و وقار قائم رکھ کر اس نے کہا۔ "سگونہ مجھے اس لمبی تقریر

کو سننے کا حق حاصل نہ تھا۔ اور سچ جانو تمہاری بجائے کوئی مغربی عورت ہوتی۔ تو یہ ملاقات آغاز ہی میں ختم ہو جاتی۔ بلکہ عجب نہیں۔ اس کی نوبت ہی نہ آتی۔ مگر تم چونکہ دیار مشرق کی رہنے والی ہو۔ تمہارے آداب اس ملک کی تہذیب سے مختلف ہیں۔ اس لئے میں نے تمہیں اظہار مدعا سے نہیں روکا۔ میں نے تمہارے ہر لفظ کو پوری توجہ سے سُنا۔ مگر اب لازم ہے تم بھی میرے الفاظ کو اسی غور کے ساتھ سنو۔ جو تم چاہتی ہو اس کا پورا ہونا غیر ممکن ہے۔ اس لئے تمہاری چاہت کے دو ہی معنی ہو سکتے ہیں۔ یا یہ کہ تمہاری مالکہ مہارانی اندرا سے بے وفائی کر کے تم سے شادی کر وں یا تمہارے ساتھ ناجائز تعلق منظور کروں۔ مگر میرے لئے یہ دونو باتیں ممکن نہیں۔ کیونکہ آخری صورت میں تم زنانہ وقار کے اس معیار بلند کی تنزل کرتی ہو جس کا کچھ عرصہ پیشتر تم نے ذکر کیا تھا۔ اور پہلی میں تم اپنی نیک دل مالکہ کی عنایات بھول کر اسی کی رقابت کا دم بھرتی ہو۔ کیا تم میرا مطلب سمجھ گئیں؟ اگر ایسا ہو تو مہربانی سے اس جوش جذبات۔ اس شرارہ محبت کو جسے تم نے آج تک اپنے سینہ میں چھپا رکھا تھا ہمیشہ کے لئے تلف کر دو۔ مٹا دو۔ زائل ہو جانے دو۔ اور پھر کبھی مجھ سے اس پیرایہ میں گفتگو کی جرأت نہ کرنا۔ میں تم کو ملامت نہیں کرتا کیونکہ ملامت سے زیادہ تم رحم کی مستحق ہو۔ بہرحال مجھے یقین ہے کہ میری نصیحت تمہارے بہتر جذبات پر اثر انداز ہوگی۔ اور تم سکون و تنہائی میں غور کر کے معلوم کرو گی کہ جو کچھ میں نے کہا وہی واجب اور صحیح ہے۔"

"صاحب آپ کس طرح کی باتیں کہہ رہے ہیں" گوہر نے پُرجوش لہجہ میں کہا۔ "اگر خدا نے آپ کو طاقت سحر عطا کی ہوتی تو میں کہتی اے ساحر مہاراج اپنی غلامی سے آزاد کر۔ جن اثرات نے مجھے تیری ذات سے وابستہ کر رکھا ہے۔ ان کو مٹا دے۔ میرے دماغ سے عہد ماضی کی یاد محو کر دے۔ اور اس تصویر کو جو میرے سینہ میں نقش ہو چکی ہے نکال کے تلف کر دے۔ اب بھی اگر آپ ایسا کر سکتے ہوں تو کیجئے۔ ورنہ بے شک ہمارا ایک دوسرے سے جدا ہونا ممکن ہے۔ پھر میں وعدہ کروں گی۔ کہ آئندہ کبھی آپ سے اس پیرایہ میں گفتگو نہ ہوگی۔ میں جانتی ہوں کہ میری امید یاس سے متشابہ ہے۔ میری راحت مجھ سے بہت فاصلہ رکھتی ہے۔ مگر کیا کروں۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہوں۔ جذبات نے بے بس بنا رکھا ہے۔ اور محبت کو جو آپ کے لئے اس دل میں ہے نہ مٹا سکتی ہوں۔ نہ مٹا سکوں گی۔ خدا کے لئے میرے سامنے ادب و تہذیب کا ذکر نہ کیجئے کیونکہ وہ تبھی رخصت ہو گئے، جب آپ کو دیکھا۔ مہارانی کے احسانات کا بھی ذکر نہ کیجئے۔ کیونکہ میں

واقعی ان کے بار احسان سے سبکدوش نہیں ہوسکتی خصوصاً اس لئے " یہ کہتے ہوئے ایمی کی آواز ہلکی ہوگئی اور لہجے نے وہ پُراسرار حیثیت اختیار کر لی جس کا منشا مسٹر ریڈکلف کے فہم سے بالاتر تھا۔ "اس لئے کہ میں نے ان کی عنایات کا بدلہ ہمیشہ گناہ سے دیا ہے۔ میں نے ان کی نیکیوں کو ہمیشہ نظر انداز کرنے کی کوشش کی ہے۔۔۔"

"مگر سگورنہ" مسٹر ریڈکلف نے اب نگاہ میں سختی اور لہجے میں درشتی پیدا کر کے کہا "موجودہ حالت میں تمہارا اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کرنا لازم ہے۔ میرے دل میں تمہارے لئے محبت نہیں۔ اور نہ ہوگی۔ مجھ پر تم کچھ اثر پیدا کرنے کی امید رکھتی ہو۔ تو اول اس کا ظہور میں آنا غیر ممکن۔ دوسرے وہ نہایت ظالم ہوگا۔ جسے انسان کتنا بھی نرم دل ہو۔ برداشت نہیں کر سکتا سخت گوئی میری عادت کے خلاف ہے۔ مگر مجبوراً کہتا ہوں کہ اگر تمہارا اصرار حد سے بڑھا تو مجھے بھی اس کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ سوچو۔ اگر وہ باتیں جو اس وقت ہمارے درمیان ہوئی ہیں۔ تمہاری مالکہ مہارانی اندرا کے کانوں تک پہنچیں۔ تو کیا وہ ایک لمحہ کے لئے بھی تمہیں اپنے ہاں رکھنا گوارا کریں گی؟ اس لئے سوچ سمجھ اور دانائی کی راہ اختیار کرو۔۔۔"

"دانائی!" سگورنہ نے حالت جوش میں کہا۔ اس وقت اس کی آنکھیں جگمگا رہی تھیں اور صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان الفاظ کو ذاتی تحقیر سمجھ کر بہت مضطرب ہے۔ "کیا قدرت کی آواز دبانے کا نام دانائی ہے؟ کیا ناممکن کو ممکن بنانے کو دانائی کہتے ہیں؟ آپ نے مجھے اپنے جذبات پر قابو پانے کی ہدایت کی ہے۔ مگر آپ ہی کہئے۔ کیا آپ کے الفاظ جلتی آگ کو ٹھنڈا کر سکتے ہیں؟ کیا آپ کے ایماء آتش فشاں پہاڑ کے ملغوبہ کا بہاؤ روکنا ممکن ہے۔ اگر نہیں تو یاد رکھئے قلب انسان کے شعلوں کو سرد کرنا بھی اسی طرح غیر ممکن ہے۔ آپ مجھ کو دانائی کا سبق دیتے ہیں۔ مگر نہیں سوچتے۔ کہ آپ کے اپنے الفاظ اس معاملہ سے کتنے بعید ہیں۔ آپ مجھ کو جبر کا طعنہ دیتے ہیں۔ مگر نہیں جانتے کہ میں ایک بے بس عورت کیا جبر کر سکتی ہوں۔ جبر اس کا نام ہے کہ آپ مجھے انہونی باتوں کی تلقین کرتے ہیں۔ آپ نے میرا مدعا دریافت کیا تھا۔ آپ نے پوچھا تھا کہ تم اپنے دل میں کیا امید رکھتی ہو؟۔۔۔ سنئے میری بات کو بیچ میں قطع نہ کیجئے اس وقت میری باری ہے۔ آپ کو میرا بیان چپ چاپ سننا چاہئے۔ اندرا باد سے رخصت ہوکر میں نے بہت دنیا دیکھی ہے۔ سیر و سیاحت نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ اور میں کئی باتوں کو جن سے پہلے ناآشنا تھی۔ بالکل ہی نئے رنگ میں دیکھ رہی ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ ہمارے درمیان

فاصلہ عظیم حائل ہے۔ مجلسی اختلاف کی خلیج جو ہم دونوں کو جدا کرتی ہے۔ پاٹی نہیں جا سکتی۔ اس لیے اطمینان فرمائیے کہ میں کبھی آپ سے شادی کی خواستگار نہیں ہوں۔ مجھے فقط آپ کی داسی ہونے کی آرزو ہے۔ آپ کے پاس رہتے ہوئے میرا درجہ کچھ بھی ہو۔ میری مجلسی حیثیت کتنی بھی ذلیل کیوں نہ ہو۔ ہر حال میں ہمیشہ آپ کے قدموں پر رہنا چاہتی ہوں۔ یا اس کے علاوہ یہ کہ آپ اندرا سے قطع تعلق کر لیں...۔"

مسٹر ریڈکلف کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا۔ اور اس نے جوش سے کہا۔ "سگونہ..."

"ذرا سنیے۔" ہندوستانی خادمہ نے بڑھتے ہوئے جوش سے کہا۔ اور ساتھ ہی اضطراب سے فرش زمین پر ٹھوکر ماری۔ "آپ کو میرا سب حال سننا ہوگا۔ آپ میری گفتگو کو قطع نہ کر سکیں گے جیسا میں کہہ رہی تھی۔ آپ اندرا سے قطع تعلق کر لیں۔ اور اس سے شادی کا جو وعدہ کیا ہے اسے منسوخ کر دیں۔ اندرا اب مہارانی ہے۔ اور بہت جلد ایک راج تخت کی مالک ہو گی۔ کیا یہ راحت اس کے لیے کم ہے؟ کیا اپنی خادمہ کے لیے وہ اتنی سی رعایت بھی گوارا نہیں کر سکتی۔ علاوہ بریں مسٹر ریڈکلف اگر آپ کو اندرا سے دلی محبت ہوتی۔ تو میں ہرگز آپ کو اس ایثار پر مجبور نہ کرتی نہیں میں آپ کی حالت قابل رحم سمجھتی۔ کیونکہ عشق کے آزار کو میں خود اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ پس جو کچھ میں آپ سے چاہتی ہوں۔ وہ نہ تو ایثار ہے۔ نہ قربانی۔ خود آپ کو دنیاوی عز و جاہ کی پروا نہیں ہے میں جانتی ہوں آپ اس بادشاہت کی آرزو نہیں رکھتے۔ جو اندرا سے شادی کر کے حاصل ہو سکتی ہے۔ دیکھیے میں آپ کے مزاج کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ خیر آپ ہی انصاف سے کہیے۔ میرا سوال کیا ہے۔ محض یہ کہ جس سے آپ کو محبت نہیں۔ اس سے شادی نہ کیجیے۔ بلکہ اسے اپنی کنیز اور باندی بنانا منظور فرمائیے۔ جس کے سینہ میں ہر وقت آپ کی تصویر بستی ہے۔"

"سگونہ جو تم کہتی ہو وہ غیر ممکن ہے... سراسر غیر ممکن ہے۔" مسٹر ریڈکلف نے جواب دیا میں نے تمہیں سمجھانے کی بہت کوشش کی۔ مگر تم نہ سمجھیں۔ ناچار وہ بات کہنی پڑتی ہے۔ جو تلخ مگر سچی ہے۔ تم اسی وقت بنگلہ میں چلی جاؤ۔ کیونکہ مجھے اس ملاقات کو طول دینا منظور نہیں۔ کل آؤں گا تو تمہارے اس وقت کے طرز عمل سے اس بات کا فیصلہ کروں گا۔ کہ اس معاملہ کا حال مہارانی سے بیان کروں یا چپ رہوں۔ اس کے باوجود سگونہ" ریڈکلف نے دفعتاً نرم ہو کر کہا۔ "میں پھر کہتا ہوں۔ تم مجھے اپنا دشمن نہ سمجھو میں تمہارا دوست ہی رہنا چاہتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں تمہارے لیے ہر ممکن رعایت کی کوشش کر رہا ہوں..."

"معاف کیجیے آپ غلط کہتے ہیں" ۔ مگر سگونہ نے پرجوش لہجہ میں قطع کلام کرکے کہا "یہ صحیح نہیں کہ آپ نے میرے لئے کسی رعایت کی کوشش کی ہے۔ اس کے برعکس آپ کا ہر لفظ میرے دل کو مجروح اور سینہ میں ناسور پیدا کرتا ہے۔ شاید آپ سمجھتے ہیں کہ دنیا میں فقط گوری قومیں ذکی الحس ہوتی ہیں۔ ایک غریب ہندوستانی عورت سے جتنی سخت کلامی کی جائے روا ہے۔ شاید آپ سگونہ کو عصمت سے محروم نیکی سے خالی اور پایہ عزت سے گرا ہوا خیال کرتے ہیں۔ مگر یہ آپ کی غلطی ہے میری عصمت بےضبط اور عزت محفوظ ہے۔ ہاں آپ کی خاطر . . . اس محبت کی خاطر جو مجھے آپ سے ہے۔ مجھے عزت و عصمت تک قربان کرنے سے دریغ نہیں۔ کیا ایسا عشق صادق۔ ایسی پرزور محبت اس طرح کے احکام سے جو آپ صادر کر رہے ہیں۔ دب سکتی ہے؟ کیا آپ اس کو ذلیل و حقیر سمجھ کر اس طرح کچل سکتے ہیں؟" یہ کہتے ہوئے اس نے ایک خشک پھول پر پاؤں رکھ کر اسے وحشیانہ جوش سے پامال کر دیا۔

"سگونہ تم نہ سمجھو گی" مسٹر ریڈ کلف نے پریشان ہو کر کہا۔ اور وہ رخصت ہونے کے لئے مڑا۔ مگر سگونہ نے دوڑ کر اس کا بازو پکڑ لیا۔ اور رستہ روک کر کہنے لگی "نہیں اس ملاقات کا خاتمہ یوں نہ ہوگا۔ آپ نہیں جانتے۔ عورت کی سچی محبت کو ٹھکرانا اس کی تحقیر و تذلیل کی انتہائی صورت ہے۔ یاد رکھیے۔ یہی پرجوش محبت آپ کی بے اعتنائی سے خوفناک نفرت میں بدل سکتی ہے۔ میں اس سرد ملک کی رہنے والی نہیں ہوں۔ جو آپ کا وطن ہے۔ میری رگوں میں تیز مشرقی خون بہتا ہے . . ."

"سگونہ تمہارا اصرار بے جا اور فضول ہے۔" مسٹر ریڈ کلف نے قطع کلام کرکے کہا "بخدا تمہاری جگہ کوئی مغربی عورت ہوتی۔ تو میں یہی سمجھتا کہ اس کا دماغ کسی ناٹک کے موحش نظارہ سے چل گیا ہے۔ یا اس نے کوئی عشقیہ ناول پڑھ کر اس کی داستان پر عمل کرنے کی ٹھانی ہے۔ تم سے میں اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ اس ملاقات کا اب خاتمہ ہونا چاہیے۔ میں نے پیشتر کہا تھا۔ کہ سخت گوئی میری طبیعت کے خلاف ہے۔ مگر تم اس پر مجبور کرتی ہو۔ تم مجبور کرتی ہو کہ . . ."

سگونہ دو قدم پیچھے ہٹ کر مسٹر ریڈ کلف کے چہرہ کو ایسی نظروں سے دیکھنے لگی۔ کہ اس کے خیالات کا صحیح اندازہ مشکل تھا۔ معلوم ہوتا تھا۔ اس کی پرجوش محبت اب تیز نفرت میں بدلا چاہتی ہے۔ اور وہ آتش شوق جو اس کی آنکھوں میں اب تک چمک رہی تھی۔ عنقریب نار دوزخ کی طرح شعلہ افشاں ہوگی۔ مگر نہیں اس کے چہرہ کی سختی فوراً ہی رنج و اذیت کے آثار میں بدل گئی

بظاہر وہ اب تک اس امید کا سہارا لیئے ہوئے تھی جسے انسان انتہائی حالت میں بھی ہاتھ سے دینا نہیں چاہتا۔ وہ اس خیال سے چپ ہو گئی۔ کہ مبادا جوش میں کوئی بے جا لفظ مُنہ سے نکل جائے اور واپس لینا ممکن نہ ہو۔ اس وقت ہندوستانی خادمہ کے چہرہ پر متضاد جذبات ظاہر ہو رہے تھے اور رینالڈ کلف کے لیئے اس کے دل کا حال جاننا غیر ممکن تھا۔

یکایک آنکھوں کی جھپک درد سے بدل گئی۔ اور اب وہ نرم آواز سے کہنے لگی "مسٹر ریڈ کلف مجھے ہمیشہ کی مصیبت اور دائمی اذیت میں مبتلا نہ کیجیئے۔ کیا آپ کے پاس میری حوصلہ افزائی کا ایک لفظ بھی نہیں ہے؟ افسوس آپ کتنے سنگدل ہیں کہ کسی کی منتیں بھی اثر پیدا نہیں کرتیں۔ اگر آپ کو میری محبت پر شبہ ہو۔ اگر آپ میرا امتحان لینا چاہتے ہوں۔ تو کوئی مشکل سے مشکل کام میرے سپرد کیجیئے۔ میں اس کے لیئے تیار ہوں۔ اُف! کیا آپ کے دل میں ذرا بھی رحم نہیں ہے؟ آپ کے سامنے ایک عورت خوفناک غار کے دہانہ پر کھڑی ہے۔ اب یہ آپ کے اختیار میں ہے۔ چاہیے اس کو غم کے تحت الثرٰی میں گرا دیں۔ چاہیے راحت کی بلندی تک پہنچا دیں۔ آہ! دماغ جل رہا ہے . . . میں دیوانی ہوئی جاتی ہوں۔ خدا را مجھ پر رحم کیجیئے . . ."

اس نے مسٹر ریڈ کلف کے قدموں میں دوزانو ہو کر دونوں ہاتھوں سے چھاتی کو دبایا۔ اور سسکیاں لینے لگی۔ اس وقت اس کی حالت بہت نازک تھی۔ اس کا مسٹر ریڈ کلف کے دل پر بہت اثر ہوا۔ اس نے جھک کر اُسے اُٹھنے میں مدد دی۔ اور کہا "غریب سگونہ تمہاری حالت قابل رحم ہے۔ مگر میرے پاس رحم کے سوا اور کچھ نہیں . . ."

"آہ۔ کیا ایسی زبردست محبت جو مجھے تم سے ہے" خادمہ نے اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا "محض رحم سے تسکین پا سکتی ہے؟ مسٹر ریڈ کلف میری نذر محبت کو قبول کرو۔ یہ بھی نہیں تو مجھے اپنی داسی بنانا منظور کر لو۔ انکار کرو گے تو یاد رکھو۔ یہ تحقیر میرے سینہ میں سانپ کا زہر پیدا کر دے گی . . ."

"سگونہ اب میں تم سے کوئی بات کہنا نہیں چاہتا" مسٹر ریڈ کلف نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا "اس فقرہ نے ثابت کر دیا کہ تمہاری سرشت میں برائی ہے۔ ایسی بے باک عورت جیسی تم ہو کوئی بات غیر ممکن نہیں۔ پس اب میرا فرض ہے کہ سب حال تمہاری مالکہ سے کہہ دوں . . ."

سگونہ نے دیکھا کہ بات بگڑ گئی۔ جھٹ ادب سے دوزانو ہو کر کہنے لگی "صاحب خدا کے لئے ایسا نہ کیجیے۔ میں نہیں جانتی میرے منہ سے کیا نکل گیا۔ جو کچھ میں نے کہا وہ بے خبری کی حالت

میں تھا۔ سچ جانیئے میں نے تو ناکوئی براکلمہ استعمال نہیں کیا۔

"اس صورت میں میں تم کو معاف کرتا ہوں"! مسٹر ریڈکلف نے کہا "مگر شرط یہ ہے کہ آئندہ تمہارے کسی لفظ یا فعل سے یہ ثابت نہ ہو۔۔۔"

"میں سمجھ گئی"۔ سگونہ نے قطع کلام کر کے کہا "اور اس عنایت کے لئے آپ کی شکر گزار ہوں۔"

اتنا کہہ کر وہ آہستہ سے اٹھکر سیدھی کھڑی ہوگئی۔ اب اس کے چہرہ پر غیر معمولی سکون ظاہر تھا اسی حالت میں اس نے کہا "الوداع مسٹر ریڈکلف اگر میرے منہ سے کوئی بے جا لفظ نکلا ہو۔ تو اسے معاف کیجئے اور بھول جائیے میں اپنے جوش پر بہت نادم ہوں"

"سگونہ میں تم کو معاف کرتا ہوں" مسٹر ریڈکلف نے جواب دیا "خدا تم کو نیک ہدایت دے اور حالت سکون میں تم اپنی بہتری سوچنے کے قابل ہو۔"

سگونہ نے ادب و انکسار سے سر جھکا لیا۔ اور ایک طرف چلنے لگی۔

چند قدم چل کر اس کے چہرہ کی رنگت بدل گئی۔ اگر اس وقت مسٹر ریڈکلف اس کی موٹی سیاہ آنکھوں کی تیز چمک دیکھ سکتا۔ تو اسے معلوم ہو جاتا کہ سگونہ کا حلم و انکسار محض بناوٹ تھا۔ اس کے چند منٹ بعد وہ تیز چلتی بنگلہ کے پچھلی طرف نظروں سے چھپ گئی۔ مسٹر ریڈکلف وہیں کھڑا پہلے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ پھر وہ بھی اس جگہ سے رخصت ہو گیا۔

باب ۔ ۱۱۰

بر کرمیان عمل میں

جھٹپٹا ہو چکا تھا۔ سگونہ بنگلہ میں جا کر اپنے کمرہ میں داخل ہو گئی اور تنہائی میں اپنی حالت پر غور کرنے لگی۔

"مجھے پہلے ہی اس بات کا اندیشہ تھا"۔ اس نے اپنے دل سے کہا "مدت سے یہ خیال ہو رہا تھا۔ کہ وہ میری محبت کو حقارت سے نظر انداز کر دے گا۔ ہر وقت یہ خوف دامنگیر رہتا تھا کہ میں اس کے پتھر دل کو موم نہ کر سکوں گی۔ آج وہ سب اندیشے صحیح ثابت ہوئے میں نے کوشش کی۔ اور ہار گئی۔ اب دوسری کوشش حماقت میں داخل ہو گی۔ مگر افسوس اب میرا

مستقبل کیا ہے؟ دو ہی صورتیں باقی ہیں۔ یا اس داغ محبت کو سینہ میں رکھوں۔ یا اس کی حقارت یاد کرکے خوفناک انتقام لوں۔ مگر محبت کا داغ سینہ میں رکھنا مشکل ہے۔ وہ اس سانپ کی طرح ہے۔ جو دل کے پاس چھپا ہوا ہر وقت اسے چاٹ رہا ہو۔ وہ گرم سرخ کوئلوں کی اس بھٹی کی مانند ہے جس کی تمازت شب و روز جگر اور سینہ کو کباب کرتی رہے۔ نہیں یہ زندگی مجھ سے برداشت نہ ہوگی۔ البتہ انتقام ۔۔۔ اس میں بڑی لذت ہے۔ اور میں جو انتقام لوں گی۔ تو ایک سے نہیں۔ دونوں سے لوں گی۔ یعنی اس سے بھی جس کی بدولت یہ حالت پیش آئی۔"

اپنی جگہ سے اٹھ کر اس نے تین چار مرتبہ کمرہ کا طواف کیا۔ سیاہ ترین ارادے سینہ میں ہیجان کر رہے تھے۔ مگر نیکی کا آخری احساس انہیں دبانے کی کوشش کرتا تھا۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اسے کلیمنٹ ریڈ کلف سے سچی محبت تھی۔ اپنی تحقیر کو یاد کرکے وہ اسے موت کا مستوجب سمجھتی تھی۔ مگر پاس محبت سے اس کے لہو میں ہاتھ رنگنا بھی نہ چاہتی تھی۔

تھوڑی دیر اس کشمکش و پیچ میں رہ کر اس نے یکایک اپنا ارادہ مضبوط کیا اور کہنے لگی "مجھے ایسا ہی کرنا پڑے گا۔۔۔ مجھے ایسا ہی کرنا چاہیئے۔ ایسی محبت جو مجھے اس سے تھی اس حقارت کے بعد جو مجھ سے کی گئی۔ بلا انتقام چین نہیں پا سکتی۔ بس میرا کام وہ صورت پیدا کرنا ہے جس سے وہ اندرا سے شادی نہ کر سکے۔ میں اس کی داسی بن کر رہتی۔ میں اس کے قدموں میں دو زانو ہونا باعث عزت سمجھتی۔ مگر جب اس نے میری سب التجاؤں کو نفرت سے رد کر دیا۔ تو اب میں بھی یہ گوارا نہیں کر سکتی۔ کہ اسے کسی اور کے آغوش محبت میں دیکھوں۔ وہ بھی کون؟ جس سے مجھے دیرینہ نفرت ہے۔ نہیں میں یہ حالت برداشت نہیں کر سکتی۔ میں ضرور اس سے انتقام لوں گی۔ اور ایسا انتقام لوں گی کہ دنیا دیکھے۔ اس کام میں میری طرف سے ذرا بھی کمزوری ظاہر نہ ہوگی۔ میں اسی پہلے استقلال سے کام لوں گی جس سے اندرا پر خنجر کا وار کرتے وقت لیا تھا۔ جس سے چڑیا خانہ کا زہریلا سانپ اس کے پلنگ پر رکھتے وقت لیا تھا۔ اس وقت اگر حالات میرے خلاف ثابت ہوئے یا میری کوششیں کامیابی کا درجہ حاصل نہ کر سکیں تو اس کی وجہ میری کم حوصلگی نہ تھی۔ میں نے اس وقت بھی دلیری سے کام لیا تھا۔ اور اب بھی ایسا کروں گی۔"

کمرہ کے وسط میں کھڑی ہوئی مسگونہ اپنے دل سے اس طرح باتیں کر رہی تھی۔ آخر قصد مصمم کرکے اس نے اپنے آپ سے ایک آخری سوال پوچھا۔ کیا مجھ میں وہ ذہنی طاقت وہ دلیری

موجود ہے۔ جو اس کام کے لئے درکار ہوگی ؟" اس کا جواب بھی اس کو بصورت اثبات ملا۔

"بس اب میں سیدھی کسی مجسٹریٹ کے پاس جاتی ہوں۔" اس نے اپنے آپ سے کہا "وار فوراً ہونا چاہیئے۔ تاخیر ٹھیک نہیں۔ آہ کرسٹینا ایشٹن۔ تم نہیں جانتی ہو۔ کس لئے میں نے اس قدر دہی سے انگریزی سیکھی تھی۔ تم نہیں جانتی ہو۔ کس لئے میں اس شوق سے پرانے اخبار دیکھا کرتی تھی۔ وہ علم جو میں نے تم سے حاصل کیا تھا۔ اب کار آمد ہوگا۔ میں بہت جلد اپنا عمل شروع کردوں گی۔ مگر سب سے پہلا کام یہ ہے کہ میں کرایہ کی گاڑی میں بیٹھ کر کسی مجسٹریٹ کے پاس جاؤں۔"

وہ کمرے سے جا رہی تھی۔ کہ آئینہ میں اپنی صورت دیکھ کر رک گئی۔

"ممکن ہے اس لباس میں مجسٹریٹ تک رسائی نہ ہو" اس نے اپنے دل سے کہا "میں سن چکی ہوں۔ اس ملک میں افسروں تک پہنچنا بہت مشکل ہے۔ ایسی ملاقات کے لئے لباس کی موزونیت ضروری ہے۔ میری جیسا اندرا لباس فاخرہ پہن کر کسی افسر سے ملنے جاتی۔ تو ہر وردی پوش نوکر ادب سے جھکنے اور دروازہ کھولنے کو تیار رہتا۔ اور اسے اعلیٰ حکام تک پہنچنے میں ذرا بھی دقت پیش نہ آتی۔ مگر میری حالت کتنی مختلف ہے۔ اول میری حیثیت ادنیٰ دوسرے وہ داستان جو مجھے بیان کرنی ہے۔ اتنی حیرت خیز کہ کوئی بمشکل اس پر یقین کر سکتا ہے۔ عجب نہیں ہر شخص اس کو مذاق سمجھے۔ حیران ہوں کیا کروں۔"

وہ پھر غور کرنے کے لئے بیٹھ گئی۔ اور تھوڑی دیر سوچ کر اپنے آپ سے کہنے لگی

"میں اگر ایسا کروں تو اس کے بعد کیا پھر اس بنگلہ میں واپس آنے کی جرأت کرسکوں گی؟ کیا یہ خبر فوراً مشہور نہ ہو جائے گی۔ کہ اطلاع میری ہی دی ہوئی ہے؟ اس کے علاوہ میرے اس کام پر دو تین گھنٹے ضرور صرف ہوں گے۔ پس گھر والوں کو میری عدم موجودگی کا ضرور علم ہوگا۔ پھر جب میرا وار اس پر جس نے میری محبت کو حقارت سے نامنظور کیا نازل ہوا۔ تو اندرا فوراً سمجھ جائے گی۔ کہ اس کا محرک کون ہے۔ اس لئے مجھے اس گھر اور اس کی مالکہ کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہنا چاہیئے۔ اور اس میں ہرج بھی کیا ہے۔ انتقام کی خاطر کونسا کام ہے جو انسان نہیں کرتا۔ مگر اس صورت میں مجھے خالی ہاتھ نہ جانا چاہیئے۔ اور لباس بھی ایسا پہننا چاہیئے جس سے کسی مجسٹریٹ تک رسائی حاصل کرنے میں سہولت ہو۔"

یہ سوچ کر سنگینہ کا اطمینان ہوگیا۔ اور وہ کسی بہانہ کر کے نشست گاہ میں داخل ہوئی۔ اس جگہ وہاں رانی اندرا اور کرسٹینا محو گفتگو تھیں۔ اس کے تھوڑی دیر بعد کرسچن ایشٹن بہن سے ملنے آیا تو

سگونہ نے سمجھا۔ کہ اب میرے لئے بہت اچھا موقعہ ہے۔

دن کے وقت اندرا نے وہی نیم مشرقی۔ نیم مغربی لباس پہنا ہوا تھا۔ جس کا ذکر پیشتر ہو چکا ہے۔ مگر تھوڑی دیر پیشتر جیسا اس کی عادت تھی۔ اس نے اسے شام کے لباس میں تبدیل کر لیا اور دن کا لباس اُتار کر اپنے کمرہ میں ایک صوفے پر رکھ دیا۔ سگونہ نے اس کمرہ میں جا کر وہی لباس خود پہنا۔ پھر مہارانی کے زیورات میں سے بعض جو زیادہ قیمتی تھے۔ نیز اس کے ڈیسک میں سے جو غیر مقفل تھا۔ بہت سے نوٹ اور طلائی سکے نکال کر اپنے پاس رکھ لئے۔ اس کام سے فارغ ہو کر اس نے چہرہ پر نقاب اوڑھی۔ اور چپ چاپ بنگلہ کے صدر دروازہ کی راہ سے باہر نکل گئی۔

رات کی تاریکی چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ مگر چونکہ مطلع صاف تھا۔ اس لئے تاروں کے اُجالے میں ہر چیز اچھی طرح نظر آتی تھی۔

دروازہ سے نکل کر سگونہ باغ کی راہ سے ایک طرف کو ہولی مگر اسے یہیں چھوڑ کر ہم ایک اور شخص کا حال بیان کرتے ہیں۔ جو اس ناٹک میں نمایاں حصہ لے رہا ہے۔ ہمارا اشارہ برکر کی طرف ہے جس دن کا حال لکھا جا رہا ہے وہ ان واقعات کے بعد جو برکر کو جنیفن کارنابی اور جیک سماڈلے سے پیش آئے تھے۔ دوسرا دن تھا۔ اس روز شام کے چار بجے برکر دوبارہ مہارانی اندرا کے بنگلہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے جیک سماڈلے کا دیا ہوا یہودی لباس پہنا ہوا تھا۔ اور اس کے پردہ میں اس کی اصل شخصیت اس خوبی سے چھپی ہوئی تھی۔ کہ کوئی تیز نظر جاسوس بھی اس کو پہچان نہ سکتا تھا۔ باغ میں ہر طرف درخت اور جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ ان کے سایہ میں برکر آسانی سے بنگلہ تک پہنچ گیا۔ اور درختوں کے ایک کنج میں جو فوارہ کے پاس تھا۔ چھپ کر کھڑا ہو گیا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد اس نے اندرا کو ایک اور آدمی کے ساتھ جسے وہ پہچانتا تھا باغ میں سیر کرتے ہوئے دیکھا۔ یہ وہی شخص تھا۔ جس نے وڈبرج میں اس کا بزور تعاقب کیا۔ اور جس کی گرفت سے وہ دریا میں کود کر بال بال بچا تھا۔ یہی وہ شخص تھا جسے ایک رات پہلے اس نے مسٹر جیب کے دروازہ پر کھڑے دیکھا تھا۔ برکر اس کی صورت پہچانتا تھا۔ مگر اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ اسی کا نام کلیمنٹ رڈکلف ہے۔ مہارانی اندرا نے اس وقت تک وہی نیم مشرقی نیم مغربی لباس پہنا ہوا تھا۔ جس کا ذکر پیشتر ہو چکا ہے۔ اور جسے برکر اس سے پہلے روز بھی دیکھ چکا تھا۔ درختوں کے سایہ میں چھپے ہوئے اس سیاہ کار بدمعاش نے جلدی ہی معلوم کر لیا۔ کہ اندرا اپنے ساتھی کی طرف انداز محبت سے دیکھتی۔ اور اس سے پیار کی باتیں کر رہی ہے۔ ایک بار پھر اس پر وہی اثر غالب ہونے

لگا۔ جو اندرا کا حسن عالم آشوب اس سنگدل کے سینہ میں بھی پیدا کر سکتا تھا۔ اور جس نے ایک دن پہلے عین اس وقت جب شکار نشانہ کی زد میں تھا۔ اس کا بازو ناکارہ کر دیا۔ مگر آج یہ اثر جلدی ہی زائل ہو گیا۔ کیونکہ درختوں میں چھپے ہوئے برکر نے ان فوائد عظیم پر غور کیا۔ جو ڈیوک آف مارچ مونٹ کے حکم کی تعمیل سے حاصل ہونے ممکن تھے۔ وڈبرج کے واقعہ کی بدولت اس کے دل میں مسٹر ریڈکلف کے خلاف بھی سخت غصہ تھا۔ پس اس نے سوچا کہ ڈیوک کی اس فرمائش کو پورا کر کے جو اس نے اندرا کے قتل کے لئے کی تھی۔ ایک پنتھ دو کاج والا حساب ہوگا یعنی اصلی کام بھی ہو جائے گا۔ اور میں اس شخص سے بھی انتقام لے لوں گا جو بے وجہ میرے درپے آزار ہوا۔ یہی وجہ تھی کہ آج اس کے دل میں وہ قصد مصمم وہ حوصلہ عظیم جو ایسے خطرناک کاموں کے لئے ضروری ہوتا ہے پیدا ہو گیا۔

مگر وہ اندرا پر اس وقت تک وار کرنا نہ چاہتا تھا جب تک ایک مرد اس کے ساتھ تھا ڈر تھا کہ وہ اس کا محافظ نہیں تو مددگار ضرور ثابت ہوگا۔ پس اس نے اس وقت کا انتظار کرنا بہتر جانا۔ جب یہ شخص چلا جائے۔ اور اندرا اکیلی ہو۔ وہ باغ کے گھنے درختوں میں چھپا ہوا اور ہر طرح محفوظ تھا۔ اور یہ بھی خیال تھا کہ جب تاریکی اچھی طرح پھیل گئی۔ تو کسی کو میرا اس جگہ چھپا ہونا معلوم نہ ہوگا۔

بدقسمتی سے عین اس وقت ایک کتے نے باغ میں آ کر اس مقام کے پاس جہاں وہ پوشیدہ تھا زور زور سے بھونکنا شروع کر دیا۔ اس کی آواز سن کر برکر مارے خوف کے کانپنے لگا۔ وہ ڈرا کہ ایسا نہ ہو۔ اس ذریعہ سے کسی کو میری موجودگی کا حال معلوم ہو جائے۔ حالت جوش میں اس نے اس منحوس کتے کو جو اس کی کوششوں کو ناکام بنانے کے درپے تھا۔ بے شمار گالیاں دیں۔ اور کئی بار سوچا کہ یہ کم بخت درختوں کے سایہ میں قریب آ جائے تو یہ لمبا شکاری چاقو سب سے پہلے اس کے پیٹ میں گھونپ دوں۔ مگر وہ پرے ہی رہ کر زور سے بھونکتا رہا۔ حتےٰ کہ اس کی آواز مہارانی اندرا اور مسٹر ریڈکلف کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ اس کے بعد جب وہ دونو اس مقام کے پاس آئے۔ تو ایک لمحہ کے لئے برکر کو خوف ہوا۔ مبادا یہ آدمی یہ معلوم کرنے کی کوشش کرے کہ کتا کیوں بھونکتا ہے۔ مگر اس نے محض کتے کو ہٹانے پر اکتفا کیا۔ آخر جب کتا بھی ہٹ گیا۔ اور وہ دونو بھی چلے گئے تو برکر نے اطمینان کا سانس لیا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد ریڈکلف مہارانی اندرا سے رخصت ہوا۔ اور یہی وہ موقعہ تھا جب سنگونہ سے اسکی وہ ملاقات ہوئی جس کا حال پیشتر بیان کیا جا چکا ہے۔ اس اثنا میں برکر بدستور

درختوں میں چھپا ہوا چپ چاپ کھڑا تھا۔ ارتکاب جرم کے لئے وہ گھنٹوں انتظار کرنے کا عادی تھا۔ اسی لیے اب بھی آسانی سے مایوس ہو کر واپس جانے کا ارادہ نہ رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ چونکہ شہر کے بازاروں اور شراب خانوں میں بھی ہر وقت پولیس کا کھٹکا لگا رہتا تھا۔ اس لئے اس محفوظ جگہ میں چند گھنٹے اور چھپے رہنا کسی طرح باعث زحمت نہ تھا۔

مگر وقت گذرتا گیا۔ شام کی تاریکی رات کی سیاہی میں بدلنے لگی۔ اور اندرا واپس نہ آئی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد آسمان پر تارے بھی نکل آئے۔ بہرحال چونکہ موسم خوشگوار اور مطلع صاف تھا۔ اس لئے تاخیر عظیم کے باوجود برکر نے تھوڑی دیر اور انتظار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

یکایک تھوڑے فاصلہ پر کپڑوں کی سرسراہٹ محسوس ہوئی۔ اس نے دم روک کر آواز سنی۔ سرسراہٹ قریب ہو گئی۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد ایک عورت کی ڈھیلی سکرٹ سبز گھاس پر گھسٹتی نظر آئی۔ اس نے زیادہ غور سے دیکھا۔ اور ساتھ ہی دائیں ہاتھ میں چاقو کو مضبوط پکڑ لیا۔ لباس اندرا کا تھا۔ یعنی وہی نیم مشرقی نیم مغربی لباس جو مہارانی نے اس شام کو اور اس سے ایک دن پہلے پہنا ہوا تھا۔ اور گو اس وقت چہرہ نقاب کے پردہ میں چھپا ہوا تھا۔ تاہم یہ امر شک و شبہ سے بالاتر تھا۔ کہ جانیوالی اندرا ہی ہے۔

اس کے بعد جو کچھ ہوا۔ اس کا بیان مختصر ہے۔ درختوں کی شاخوں میں ذرا سی جنبش۔ نقاب پوش عورت کے منہ سے ہلکی چیخ اور طرفۃ العین میں قاتل کا چاقو بدنصیب نقاب پوش کے سینہ میں کھپ گیا۔ عورت کے منہ سے ایک مدھم کراہٹ نکلی اور وہ دھڑام سے فرش زمین پر گر پڑی عین اس وقت برکر کو درختوں کے سایہ میں کسی کے پاؤں کی چاپ سنائی دی۔ اس نے چاقو کا پھل بڑے زور سے کھینچا۔ پھر رات کی تاریکی میں ایک طرف کو بھاگ نکلا۔ اور باغ کو طے کر کے باڑ پھاند کر پاس کے کھیتوں میں کود گیا۔

اس کے بہت دیر بعد وہ لمبا چکر کاٹ کر ایڈورڈ روڈ کے قریب لندن میں داخل ہوا۔ تو رات کے دس بجے تھے۔ رستہ چلتے ہوئے اس نے اپنے دل سے کہا۔ "ڈیوک سے ملنے کا وقت گیارہ بجے مقرر ہوا تھا۔ اس لئے میرے پاس ابھی کافی وقت ہے۔ اور ایک دو منٹ کی دیر بھی ہو جائے۔ تو امید ہے اس کو اعتراض نہ ہوگا۔"

یکایک خیال آیا کہ میں نے ایک بڈھے یہودی کی شکل بنا رکھی ہے۔ اس لئے بازاروں میں تیز چلنا باعث اشتباہ ہوگا۔ پس فوراً چال مدھم کر دی۔ اور اپنے آپ سے کہنے لگا۔

"کتنے شرم کی بات ہے کہ اس مہذب شہر میں انسان اپنی چال بھی نہیں چل سکتا۔ واہ ری یہی تہذیب ہے!"

تھوڑی دور آگے اس نے ایک نانبائی کی دکان میں گھڑی دیکھی۔ تو ساڑھے دس کا عمل تھا۔ چونکہ بہت دیر سے کھایا پیا کچھ نہیں تھا۔ اس لئے پیٹ کا دھیان ضروری سمجھا۔ اسی خیال سے وہ ایک ادنے شراب خانہ میں داخل ہوا۔ جسے وہ مدت سے جانتا تھا۔ مگر اس کو یقین تھا۔ کہ اس لباس میں میرا کوئی قدیم شناسا بھی پہچان نہ سکیگا۔

شراب خانہ کا کمرہ کثیف دھوئیں سے بھرا ہوا تھا۔ اور پانچ چھ بدمعاش صورت آدمی اطمینان سے بیٹھے ہوئے شراب اور تمبا کو پی رہے تھے۔ برکر یہودی قوم کے لوگوں کی طرح ڈرتے ڈرتے ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گیا۔ اور وہیں سے اپنے لئے روٹی۔ پنیر اور بیر شراب طلب کی۔ مگر ان کو کھاتے ہوئے اس نے اپنا منہ اس طرح چھپائے رکھا کہ حاضرین میں سے کوئی اُسے دیکھ نہ سکتا تھا۔ خود اس نے ان لوگوں کو چھپی نظروں سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا ان میں دو تین ایسے ہیں۔ جنہیں وہ ذاتی طور پر جانتا ہے۔ مگر یہ موقع ان سے گفتگو کرنے کا نہیں تھا۔ حاضرین نے بھی اس کی طرف نظر تجسس سے نہیں دیکھا۔ کیونکہ شراب خانہ میں ہر وضع کے لوگ جمع ہوا کرتے تھے۔ برکر کے آنے پر تھوڑی دیر کے لئے گفتگو رُک گئی تھی۔ اب اس کا سلسلہ پھر شروع ہو گیا۔

"مگر ٹوبی" حاضرین میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ "آخر یہ کام ہوا کیسے؟"

"ارے بھائی اس میں مشکل ہی کیا تھی۔" شخص مذکور نے جواب دیا۔ "اس نے بڈھے کو اتنی شراب پلائی کہ سر پیر کا ہوش نہ رہا۔ اس کے بعد جو ہاتھ آیا لے اُڑا۔"

"یہ بات تو تم نے پہلے بھی بیان کی تھی۔" پہلے آدمی نے کہا۔ "مگر یہ کیونکر معلوم ہوا کہ وہ برکر ہی تھا... اور ے پر دیکھنا۔ اس بڈھے یہودی نے ایک دم کتنی شراب پی ہے۔"

"کیونکر معلوم ہوا۔ یوں کہ صبح جب بڈھے کو ہوش آیا۔ تو اسے سب واقعات یاد آگئے اور اس وقت خیال آیا کہ اس عیار دوست نے کس ہوشیاری سے اس کے روپیہ کا حال معلوم کیا تھا۔ اس وقت یہ بھی خیال آیا کہ اس کی زبان ناقص تھی۔ اور وہ ہاتھ مل مل کر کہتا تھا کہ افسوس میں نے پہلے اس کو نہیں پہچانا۔ مگر وہ بھی سچا تھا۔ اس نے یہی سمجھا کہ ایک معزز آدمی کی دوستی حاصل ہو گئی ہے۔ اس کے دل میں ذرا بھی شک و شبہ پیدا نہیں ہوا۔"

"کیوں ٹوبی تمہیں یہ حال کیونکر معلوم ہوا؟" حاضرین میں سے ایک اور نے پوچھا۔

"میری دراصل اس شخص جیب کی خادمہ سے دوستی ہے۔ بس اسی نے سب حال مجھ سے بیان کیا تھا۔ اسی سے معلوم ہوا۔ کہ ایک شریف آدمی جو کارنابی یعنی اس بڈھے سے ملنے جایا کرتا ہے۔ کل رات جس وقت جیب کے مکان پر پہنچا۔ تو برکر وہاں سے رخصت ہو رہا تھا۔"

"میرا خیال ہے پولیس اس معاملہ کو ہاتھ میں لے چکی ہے۔"

"یقیناً لے چکی ہوگی۔" ٹوبی نے جواب دیا۔ "بہرحال کام بڑی ہوشیاری سے ہوا۔ یہ شخص کارنابی کسی گرجا کا محرر ہے۔ اس لئے اپنے متعلق یہ خبر مشتہر کرنا اسے منظور نہ ہوگا۔ کہ میں کثرت شراب نوشی سے بیہوش ہو گیا تھا۔ اور اس طرح محض اپنی حماقت سے روپیہ کھویا۔"

"بھئی واللہ یہ برکر بڑا ہی عیار نکلا۔" حاضرین میں سے ایک اور نے کہا۔ "کیا بھیس بدلا ہے"

"بدلا ہوگا۔" وہ شخص جس کا نام ٹوبی تھا۔ انداز حقارت سے کہنے لگا۔ "میرے سامنے آئے تو دیکھوں کیسے چھپا رہتا ہے۔"

برکر اس عرصہ میں کھانا کھا کر فارغ ہو چکا تھا۔ اور گو اس نے اپنے خلاف کئی ایک دعوے سُنے تھے۔ تاہم اس کا بہت کم اندیشہ تھا۔ کہ ٹوبی اس لاف وگزاف کے باوجود یہودی کے بھیس میں اس کو پہچان سکے گا۔ شراب نے اسے تازہ دم کر دیا تھا۔ اور وہ دل ہی دل میں یہ سوچ کر خوش ہو رہا تھا کہ جو شخص اپنی تیز نظری پر اتنا بھروسہ رکھتا ہے۔ میں اسی کی آنکھوں میں خاک ڈال کر نکلا جا رہا ہوں۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ آہستگی سے چلتا ہوا باہر کی طرف ہو لیا۔ اور گو ٹوبی نے اس کی طرف قدرے غور سے دیکھا۔ تاہم اس کی نگاہ سے کسی طرح کا شک و شبہ ظاہر نہ ہوتا تھا چنانچہ برکر اپنی کامیابی پر مسرور بڑے اطمینان سے چلتا شراب خانہ سے رخصت ہوا۔

اب اس نے میلکم کی طرف چلنا شروع کیا۔ اور آخر اس وقت کہ پاس کے ایک گرجا نے گیارہ بجائے۔ ایک تنگ و اندھیری گلی میں داخل ہوا۔ گلی کے ایک جانب دیوار تھی۔ جس کے پیچھے ایک عالیشان مکان واقع تھا۔ دیوار پر لوہے کی نوکدار سلاخیں لگی ہوئی تھیں۔ اور گھنے سایہ دار درختوں کے پتے اس دیوار پر دونوں جانب پھیلے ہوئے تھے۔ ان درختوں کے سایہ میں برکر نے ایک آدمی کو رندانہ لاپروائی سے سگار پیتے اور ٹہلتے دیکھا۔ یہ شخص ڈیوک آف مارچ مونٹ تھا۔ برکر نے پاس جا کر سلام کیا۔

مگر ڈیوک آف مارچ مونٹ برکر کو اس کے بھیس میں نہ پہچان سکا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے

کوئی آوارہ گرد یہودی سمجھ کر نفرت سے کہا۔ "تم کون ہو اور کیا چاہتے ہو؟" اس پر جب برکرنے ہلکا گنوارانہ قہقہہ لگایا۔ تو ڈیوک اس کی آواز سن کر چونک گیا اور بولا۔ "اوہ۔ کیا یہ ممکن ہے! کیا تمہیں نے یہ نیا بھیس بدلا ہے؟"

"یہ خادم حضور کا وہی ادنےٰ انکموزر برکر ہے۔" اس نے لہجہ اطمینان میں جواب دیا۔ "البتہ لباس وہ نہیں جو آپ نے دیا تھا۔۔۔"

"پہلے یہ بتاؤ اس کام کا کیا ہوا۔ جو تمہارے سپرد کیا گیا تھا؟" ڈیوک نے فکر سے پوچھا۔

"سرکار کے حسب منشا ہو گیا۔" برکر نے جواب دیا۔

"کیا سچ!" اور یہ کہتے ہوئے ڈیوک کے لہجہ میں امید و بیم کا ایک عجیب اشتراک نظر آتا تھا

"بالکل سچ۔" برکر نے انداز فخر سے جواب دیا۔ "نہ ہوتا تو بندہ کے یہاں آنے کی حاجت کیا تھی۔ کیا آپ ہی نے فیصلہ نہ کیا تھا کہ جس رات خوشخبری لاؤ۔ تو ٹھیک گیارہ بجے یہاں اس مقام پر ملنا۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔" ڈیوک نے جلدی سے کہا۔ اور اس وقت اس کے سینہ میں متضاد جذبات پیدا ہو رہے تھے۔ کچھ اس بات کی خوشی تھی۔ کہ ایک جانی دشمن سے نجات حاصل ہو گئی۔ کچھ خوف بھی دامنگیر تھا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ یہ نیا جرم میرے لیے تازہ مشکلات پیدا کر دے۔

"مائی لارڈ" برکر نے آخر کار کہا۔ "میں نے اپنا کام کر دیا۔ اب حسب وعدہ انعام دے کر ممنون فرمائیے۔۔۔"

"سنو۔ یہ جگہ ایسے معاملات طے کرنے کے لیے موزوں نہیں۔" ڈیوک نے قطع کلام کر کے کہا۔ "تم تھوڑا فاصلہ دے کر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔"

اتنا کہہ کر ایج مونٹ پیچھے مڑا۔ اور بلگریو سکوئر کی طرف چلنے لگا۔ مگر رستہ میں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد پیچھے مڑ کر دیکھ لیتا تھا۔ کہ برکر ساتھ آتا ہے یا نہیں۔

باب ۔ ۱۱۱

محفل رقص ۔ انعام

اس رات ڈیوک آف ایج مونٹ کے قصر فلک بوس واقع بلگریو سکوئر میں عظیم الشان جلسہ دعوت کا

اہتمام تھا۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ کی بیگم ڈچس لیونیا حسین و خلیق عورت تھی۔ اور گو یہ امر واقعہ ہے کہ اس غریب نے ڈیوک سے شادی کرکے ایک دن بھی چین نہ پایا تھا۔ تاہم ہر نیک عورت کی طرح وہ سمجھتی تھی کہ میری جگہ اپنے شوہر کے قدموں میں ہے۔ ڈیوک نے جو خوفناک سازش اس کے خلاف کچھ عرصہ پیشتر تھسراوک لینڈس میں کی تھی۔ اس کے لئے وہ اسے تہ دل سے معاف کر چکی تھی۔ گو اس واقعہ کی یاد کو دل سے محو کرنا اس کے لئے بھی غیر ممکن تھا۔ بہرحال چونکہ طبعاً فیاض اور عالی ظرف خاتون تھی۔ اس لئے اپنے طریق عمل سے اس نے ڈیوک کو یہ جاننے کا کبھی موقعہ نہیں دیا تھا کہ اس واقعہ کی کسک اب تک سینہ میں باقی ہے۔ وہ اس سے سچی محبت کرتی تھی۔ اور خانگی زندگی سے کسی کو یہ جاننے کا موقعہ نہیں ہوتا تھا کہ میاں بی بی میں کسی طرح کی کشاکش باقی ہے۔ اسی ظاہرداری کو قائم رکھنے کے لئے وہ مختلف اوقات پر اس قسم کی شاندار دعوتوں کا اہتمام کرتی تھی۔ جو اس کے بلند مجلسی رتبہ کی وجہ سے لازم تھیں اور ڈیوک بھی اس بناوٹ سے کام لیکر جو اس کی فطرت میں داخل ہو چکی تھی ایسی مصروفیتوں پر اظہار پسندیدگی کیا کرتا تھا۔

موجودہ زمانہ میں وہ اس طرح کے جلسوں کا خصوصیت سے شائق تھا۔ کیونکہ وہ چاہتا تھا دوست احباب یہی سمجھیں کہ اس کے اوقات فرصت زیادہ تر ان مجلسی مصروفیتوں میں ہی بسر ہوتے ہیں۔ قاعدہ ہے کہ جو شخص جرم کرتا یا کسی کو اقدام جرم پر اکساتا ہے۔ وہ اپنی طرف سے ہمیشہ اس بات کا پورا خیال رکھتا ہے کہ کسی کے دل میں اس کے صحیح انہماک کا شبہ پیدا نہ ہو۔ اس غرض کے لئے وہ اس قسم کے ثبوت فراہم کرنا چاہتا ہے۔ جن سے معلوم ہو کہ اس کے خیالات اور باتوں کی طرف لگے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ جس وقت ڈیوک آف مارچ مونٹ حقیقت میں اس ہولناک جرم کا نتیجہ معلوم کرنے کو بے چین تھا جس کا ارتکاب اس نے برک کے سپرد کیا تھا۔ وہ بظاہر لوگوں پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتا تھا کہ اس کا وقت طلب عیش و راحت میں بسر ہوتا ہے۔ اور اپنے محل واقع بلگریو سکوئر میں احباب کی خاطر و مدارات سے پل بھر کی فرصت نہیں ہوتی۔

جیسا ہم نے بیان کیا ہے۔ شب زیر بحث کو مارچ مونٹ ہوس میں ایک ایسی ہی پر تکلف دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اور فیشن۔ تمول اور خوبصورتی کے سہ گونہ نمائندے شریک جلسہ تھے۔ محل کے ایک حصہ میں رقص و سرود کی محفل گرم تھی۔ دوسرے میں تاش اور گنجفہ کا شغل جاری تھا۔ اور ایک اور میں شیشہ کی پریاں اپنے شیدائیوں کے نرغہ میں گھری ہوئی تھی۔ ڈچس آف مارچ مونٹ ہرچند اپنے دل میں شوہر کی بد سلیقگی۔ لاپروائی۔ انتہا یہ کہ اس کے تغافل سے ہر وقت آزردہ و پریشان رہتی تھی۔ تاہم اس

وننت مہانوں کی خاطر خوش خوش نظر آتی تھی - اور ڈیوک نے بھی جہاں تک ممکن تھا اپنے صحیح جذبات کو چھپا رکھا تھا ۔ یہی وجہ تھی کہ جب محل کے روشن اور آراستہ کمروں سے گذرتا ہوا وہ مہانوں کی انفرادی تواضع کا فرض انجام دیتا ۔ جب وہ اخلاق آمیز تبسم پیدا کر کے ہر کسی سے پوچھتا کہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ۔ تو لوگ ایک دوسرے کی طرف پر معنی نظروں سے دیکھتے اور دبے لفظوں میں کہتے تھے خدا ہم نے ڈیوک کو مدت دراز سے کبھی اتنا خوش نہ دیکھا تھا ۔

گیارہ بجے سے تھوڑی دیر پہلے وہ اس مجلس طرب سے تھوڑی دیر کے لئے رخصت ہوا ۔ اور اوور کوٹ پہن کر محل کے عقبی دروازہ کی راہ سے اس مقام کی طرف ہو لیا ۔ جہاں برکر سے جائے ملاقات مقرر تھی ۔ اس ملاقات کا حال پیشتر درج ہو چکا ہے ۔ اس کے بعد اب وہ تو آگے پیچھے چلتے ۔ بلکہ پویکوٹر والے محل کی طرف جا رہے تھے ۔

یکا یک ڈیوک آف مارچ مونٹ ایک بند دروازہ کے سامنے رکا ۔ جو محل کی عقبی دیوار میں بنا ہوا تھا ۔ اور اسے کنجی سے کھول کر برکر کا انتظار کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا ۔ جب وہ پاس آیا ۔ تو ڈیوک اسے ساتھ لے کر اندر داخل ہوا ۔ اور دروازہ کو بدستور بند کر کے کئی کمروں اور غلام گردشوں کو طے کرتا ہوا کروں سے آگے بڑھتا کتب خانہ میں جا پہنچا ۔ چونکہ ڈیوک نے محل کے ہر حصہ میں روشنی کرنے کا حکم دیا تھا ۔ اس لئے اس کمرہ میں بھی شمعیں جل رہی تھیں ۔ کمرہ میں ہوائے سرد کے جھونکے روکنے کے لئے کھڑکیوں کے سامنے پردے لٹکے ہوئے تھے ۔ مگر اب جس وقت مارچ مونٹ برکر کو ساتھ لے کر کمرہ میں داخل ہوا ۔ تو ایک عورت ۔ جو پہلے سے اس جگہ موجود تھی ۔ جھٹ پردہ میں چھپ گئی ۔ ایک لمحہ کیلئے اس کے لباس اور پردہ کی سرسراہٹ ہوئی ۔ مگر آواز اتنی ہلکی تھی ۔ کہ ڈیوک اور اس کے ساتھی دونوں نے نہیں سنی ۔ اسی بے خبری میں ڈیوک نے اندر جا کر دروازہ بند کیا ۔ اور ایک کرسی پر بیٹھ کر انداز فکر سے کہنے لگا ۔ "اب بتاؤ وہ واقعہ کیونکر ہوا ؟"

"سرکار والا اس کا حال بہت مختصر ہے" ۔ برکر نے جواب دیا ۔ "بہرحال اطمینان فرمائیے کہ کام آپ کے حسب منشا ہو گیا ۔ کل میں دن بھر اس نرگلہ کے پاس باغ میں چھپا رہا ۔ مگر وار کرنے کا موقعہ نہ ملا ۔ کچھ اس عورت کی خوبصورتی کا بھی میرے دل پر اثر ہوا ۔ یہاں تک کہ ... آپ کیا پردہ ہے ... ایک بار تو میرے استقلال میں بھی لغزش آ گئی تھی ۔ اس کے بعد کل رات بعض حالات نے مجھے تبدیل لباس پر مجبور کیا اور اب میں آپ ہی سے پوچھتا ہوں ۔ ان دو ترکیبوں میں کونسا بہتر سمجھتا ہے ؟"

ڈیوک نے اس بیکار تفصیل کو سن کر ہاتھ سے بے صبری کا اشارہ کیا ۔ اور کہا "خدا کے لئے یہ بکواس

چھوڑو۔ اور سیدھی طرح معاملہ کی طرف آؤ۔ میرے پاس وقت کم ہے۔۔۔"

"بہت اچھا۔ بہت اچھا" برکر نے جلدی سے کہا۔ "آج سہ پہر کو میں پھر اسی بنگلہ میں گیا۔ دیکھا تو وہ عورت حسب معمول سیر کرتی پھر رہی تھی۔ مگر اس وقت اس کے ساتھ ایک مرد تھا۔ پس میں نے انتظار کرنا بہتر سمجھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد وہ تنہا باہر آئی۔ اس وقت میں نے جھٹ اپنا شکاری چاقو اس کے سینہ میں گھونپ دیا۔ اور واہ دیکھئے یہ کام اس پھرتی سے کیا کہ اُسے کراہنے تک کا موقعہ نہیں دیا۔"

"سچ کہتے ہو؟" ڈیوک نے فکر سے بے چین ہو کر پوچھا۔ "کہیں مجھے دھوکا تو نہیں دیتے؟۔۔۔ مگر ٹھیرو تمہارے اس بیان کی تصدیق کیونکر ہو؟"

"جیسے جی چاہے کر لیجئے۔" برکر نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "خواہ اپنا آدمی بھیجکر معلوم کرا لیجئے خواہ کل تک انتظار کیجئے۔ یقین ہے سب حال کل کے اخباروں میں نکل جائے گا۔"

"مگر اس کا تم کو یقین ہے کہ وار کاری تھا؟" ڈیوک نے پوچھا۔

"اس سے بھی ایک درجہ آگے" برکر نے کہا۔ اور پھر چاقو نکال کر کہنے لگا۔ "دیکھئے اس کا پھل کتنا لمبا ہے۔ اور میں نے اسے مٹھی تک اس کے سینہ میں گھونپ دیا تھا۔ دیکھئے دیکھئے اس پر اب تک لہو کے نشان باقی ہیں۔ اور وہ رومال بھی حاضر ہے جس سے میں نے اسے چلتے چلتے پونچھا تھا۔"

"بس ہو گیا۔" ڈیوک نے اس خوفناک شہادت کو دیکھ کر نفرت سے منہ پھیرتے ہوئے کہا۔

"یہ عورت لیڈی اندورا۔۔ یا جو کچھ بھی اس کا نام ہے۔ اتنے زیورات پہنا کرتی تھی جن سے کسی اچھے جوہری کی دکان بھر جائے۔" برکر نے سلسلہ بیان جاری رکھ کر کہا۔ "پس میرے جی میں آئی کہ ان میں سے چند ایک اُتارے چلوں۔ مگر جیسے ہی میں نے وار کیا۔ بنگلہ کی طرف سے کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اور چونکہ اس نے مجھے دیکھ کر ایک ہلکی چیخ ماری تھی۔ اس لئے خیال ہوا شاید کوئی نوکر اسی آواز کو سن کر آیا ہے۔ اس لئے میں نے زیور کا خیال چھوڑ کر بڑی دقت سے چاقو نکالا۔ اور پھر جتنی تیزی سے ممکن تھا۔ بھاگ نکلا۔ بس یہی سارا حال تھا۔ جو میں نے بیان کر دیا۔ اب لائیے میرا انعام۔"

ڈیوک اپنی جیب سے مروں اور نوٹوں کا بھرا ہوا بٹوہ نکالا چاہتا تھا کہ پردہ کے پیچھے سے خراش ہوئی جس سے دونوں چونک گئے۔ مگر برکر سے زیادہ ڈیوک آف مارچ مونٹ خوف زدہ نظر آتا تھا چہرہ بے رنگ۔ آنکھیں بے نور اور ہاتھ پاؤں بے طاقت تھے۔ حالت فکر میں چپ چاپ سوچتا رہا کہ یہ کیسی آواز تھی۔ پھر جلدی سے اُٹھ کر کھڑکی کی طرف گیا۔ اور حالت جوش میں پردہ کو ایک

طرف ہٹا دیا۔ ایک ہلکی چیخ کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈیوک نے ایک عورت کو جسے وہ بالکل پہچانتا تھا چھپے ہوئے دیکھا۔ برکر کے منہ سے بے اختیار کلمہ جوش نکلا۔ اور اس کا ہاتھ پھر ایک بار شکاری چاقو کی طرف بڑھا۔ مگر عورت ڈیوک کے قدموں میں دوزانو ہو گئی۔ اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگی "خدا کے لئے رحم کرو۔ رحم کرو۔ آپ لوگوں کا راز ہمیشہ میرے دل میں محفوظ رہے گا۔"

اس کی نگاہ سے خوف عظیم ظاہر ہوتا تھا۔ وہ کچھ تو اس ہولناک داستان کو سن کر اور کچھ برکر کی ڈراونی صورت سے بے حد سہمی ہوئی تھی۔ ڈیوک آف مارچ مونٹ کا رنگ فق ہو گیا معلوم ہوتا تھا۔ دنیا بھر کی آفتیں اس کو نرغہ میں لے رہی ہیں۔ اس کے دماغ میں "تاریکی چھانے لگی۔ نظر دھندلی ہو گئی۔ اور وہ لڑکھڑا کر اس طرح چند قدم پیچھے ہٹا۔ گویا ضرورت سے زیادہ شراب پی گیا ہے۔

عورت نے برکر کی طرف سہمی ہوئی نظروں سے دیکھا۔ پھر ڈیوک کے پاس جا کر منت آمیز لہجہ میں کہنے لگی "خدا کے لئے اس خوفناک آدمی کو رخصت کر دیجیے۔ میں نے کچھ نہیں سنا... اور جو سنا ہے۔ اسے کسی پر ظاہر نہ کروں گی... میں سچ کہتی ہوں۔ آپ کا راز ہمیشہ میرے دل میں رہیگا۔"

اس کا لہجہ مضطرب اور الفاظ اکھڑے ہوئے تھے۔

کچھ اس کی باتوں سے حوصلہ پا کر اور کچھ اس نئی الجھن کو سلجھانے کے خیال سے ڈیوک نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور ایک بٹوہ اور کنجی نکالی۔ یہ دونوں چیزیں برکر کو پیش کر کے اس نے کہا۔ "جاؤ ابھی رخصت ہو جاؤ۔ اس بٹوے میں میرے کئے ہوئے وعدہ سے بہت زیادہ انعام ہے۔ اسی رستہ چلے جاؤ۔ جدھر سے آئے تھے۔ اور جتنا جلد ممکن ہو۔ لندن چھوڑ کر انگلستان کی حد سے باہر نکل جاؤ۔ دیر خطرناک ہے۔"

یہ الفاظ ڈیوک آف مارچ مونٹ نے جلدی سے گلوگیر لہجہ میں کہے تھے۔ اس کے ساتھ ہی کتب خانہ کا دروازہ کھول کر اس نے برکر کو اپنے ہاتھ سے باہر دھکیل دیا۔ بدمعاش نے بٹوے کا وزن جانچا۔ اور اسے ٹٹول کر بھی دیکھا۔ معلوم ہوا۔ اس کا ایک حصہ طلائی سکوں اور دوسرا بنک نوٹوں سے پر تھا۔ اب اس کے لئے ٹھہرنا بے سود تھا۔ سلام تک کئے بغیر رخصت ہوا اور نوکروں سے آنکھ بچا کر عقبی دروازہ کی راہ سے باہر نکل گیا۔

اس کے جانے پر کتب خانہ میں فقط ڈیوک آف مارچ مونٹ اور وہ عورت باقی رہ گئے

جس نے پس پردہ سب باتیں سن لی تھیں۔ مگر جس کا نام تک ڈیوک آف مارچ مونٹ کو معلوم نہ تھا
تنہا رہ جانے پر ڈیوک نے دروازہ کو اندر سے مقفل کر لیا۔ اور اس کے بعد اس عورت کی طرف دیکھا۔ تو چہرہ انتہا درجے زرد اور آواز فرط خوف سے کھو کھلی تھی۔ کہنے لگا "اب بتاؤ تم کون ہو۔ اور یہاں کیوں آئی ہو؟"

عورت بظاہر فطرتاً دلیر تھی۔ ہر کرکے جاتے ہی زیادہ مطمئن ہو گئی۔ اور اوسان بحال کرکے کہنے لگی "مائی لارڈ۔ میں نے سب حال سن لیا۔ مگر اطمینان رکھئے کہ آپ کا راز میرے سینہ میں محفوظ رہیگا۔" پھر اپنی خوشنما سیاہ آنکھوں کو ڈیوک کے چہرہ پر جما کر اس نے کہا "شرط یہ ہے کہ آپ بھی اس راز کی حفاظت کے بدلے قدرے قلیل انعام سے دریغ نہ کریں۔"

"منظور ہے" ڈیوک نے جلدی سے کہا "اگر یہ معاملہ تمہاری ذات تک ہے۔ تو یقین دلاتا ہوں کہ جیبا لگو گی دوں گا۔"

"اس صورت میں ہمارا معاملہ جلد طے ہو جائے گا" عورت نے کہا۔ "مگر سب سے پہلے دروازہ کھول دیجئے۔ کیونکہ آپکے نوکروں میں سے ایک کو میرے یہاں ہونے کا علم ہے۔ کیا عجب وہ اتفاقاً ادھر آ جائے۔ اس صورت میں دروازہ بند ہونے سے بدگمانی ہوگی۔"

اتنا کہہ کر وہ اطمینان سے کرسی پر بیٹھ گئی۔ اور ڈیوک بھی دروازہ کھول کر اس کے پاس جا بیٹھا۔ بظاہر وہ اس کے بیان کو پوری توجہ سے سننے کے لئے تیار تھا۔

اب تک پریشانی میں ڈیوک نے اسکی صورت اچھی طرح نہ دیکھی تھی۔ مگر اب اسے غور سے دیکھنے کی مہلت ملی تو اس نے معلوم کیا کہ اس کی عمر قریباً ۳۰ سال قامت دراز اور صورت مقبول ہے۔ چہرہ خوشنما۔ کاکل سیاہ۔ آنکھیں متوالی اور خط وخال سے جذبات بہیمیہ کا اظہار ہوتا تھا اس کی نگاہ میں بھی ایک عجیب بیباکی نظر آتی تھی۔ اس نے نفیس کا دلکش لباس پہنا ہوا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ ڈیوک کے مہمانوں میں سے ایک ہے۔ اور کسی نامعلوم طریقہ پر اس کمرہ میں چلی آئی ہے۔

کہنے لگی "میں اپنا سب حال آپ سے مفصل عرض کرتی ہوں۔ مگر اس کا پھر ایک بار یقین دلاتی ہوں کہ میری طرف سے ہر طرح مطمئن رہئے۔ صرف اس خیال سے کہ ہم ایک دوسرے سے بہتر واقف ہو سکیں۔ میں اپنے حالات بے کم وکاست بیان کرتی ہوں۔ ایک زمانہ میں میرا گارد فوج کے ایک افسر سے تعلق تھا۔ بعد ازاں ایک مالدار بیرونٹ کے پاس رہنا ہوا جس کا

پچھلے دنوں اپنے دیہاتی مکان متصل رامسگیٹ میں انتقال ہوگیا ہے۔ میری شادی ہوچکی ہے مگر ایک ایسے بڈھے کھوسٹ سے جو عمر میں میرا باپ بلکہ دادا ہونے کے لائق ہے۔ ہم غریب ہیں...."

"آہ یہ بات ہے۔ تو میں تم کو مالدار۔ بہت مالدار بنا دوں گا۔" ڈیوک نے جلدی سے کہا "میرے پاس دولت کی کمی نہیں۔ مگر آگے کہو۔"

"کچھ ایسی تجاویز میرے پیش نظر تھیں۔" عورت نے سلسلہ داستان جاری رکھ کر کہا۔ "جن سے کافی روپیہ حاصل ہونے کی امید تھی۔ مگر بدقسمتی سے وہ سب ناکام رہیں۔ میں اپنے دوستوں کے پاس جنہیں آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ یعنی سر جیمز اور لیڈی وامر کے ہاں ٹھہرنے کو لندن چلی آئی۔ ان سے میری ملاقات برائٹن میں ہوئی تھی۔ مگر وہ میری زندگی کے تاریک پہلو سے بالکل واقف نہیں ہیں۔ آج شام کو آپ کی بیگم صاحبہ نے انہیں دعوت دی۔ تو وہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے آئے۔ بعض وجوہ سے ہمیں یہاں آنے میں دیر ہوگئی۔ اور آخر اس وقت یہاں آئے۔ جب آپ کسی کام کے لئے باہر جا رہے تھے۔ آپ کی غیر حاضری میں بیرونٹ کے فرزند کپتان وامر نے شرکت رقص کے لئے میرا تعارف ایک ادھیان سے کرایا۔ جو اتفاق سے وہی فوجی افسر نکلا جس سے چند سال پیشتر میرا تعلق رہ چکا تھا۔"

"یعنی کون؟" ڈیوک نے جلدی سے پوچھا۔

"کرنیل ٹریسیلین" عورت نے جواب دیا۔

"اور تمہارا کیا نام ہے؟"

"مسز آکسنڈن" اس نے کہا۔ "خیر جب اس طرح مجھے اتفاقاً کرنیل ٹریسیلین کے پیش کیا گیا۔ تو میں نے اوسان بحال رکھ کر دل میں سوچا۔ کہ وہ خود اپنی نیک نامی کے پاس سے میرا راز کسی پر ظاہر نہ کرے گا۔ اس نے بھی مجھ سے وہی برتاؤ کیا۔ جو ایک اجنبی کو دوسرے سے کرنا چاہیے۔ اس سے میرا اطمینان ہوگیا۔ اس نے مجھے بازو پیش کیا۔ مگر کمرہ رقص میں لے جانے کی بجائے ایک اور حصہ میں لے گیا۔ جہاں ہم دونوں اکیلے تھے۔ اس جگہ اس نے بناوٹ ترک کرکے میری طرف کڑی نظروں سے دیکھا۔ اور انداز نخوت سے مخاطب کیا۔ معلوم ہوا۔ یہ شخص میرے بہنوئی سر ایڈگر بورلے کو جانتا ہے۔ چونکہ سر ایڈگر اپنی دلہن سمیت ان دنوں لندن میں مقیم ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ کرنیل نے اس کی زبانی میرے خلاف کئی ایک بھی بری باتیں سنی ہیں۔ بہرحال اس وقت ٹریسیلین نے ناراضی کے لہجہ میں مجھے فوراً کمرہ رقص سے چلے جانے کا حکم دیا۔ اور کہا۔ کہ اگر

نہ جاؤ گی۔ تو میں تمہارا راز سب پر فاش کردوں گا۔ چونکہ پیشتر ہمارے تعلقات قریبی رہ چکے تھے اس لیے اس کا طرز عمل یقیناً شرافت سے بعید تھا۔ میں نے اُسے بہت سمجھایا۔ مگر کچھ اثر نہ ہوا آخر کار میں نے التجا کی۔ کہ کم از کم سر جیمز اور لیڈی فامر سے میرا حال ظاہر نہ کیا جائے۔ مگر چونکہ وہ ان کا بھی دوست تھا۔ اس لیے زیادہ۔ سے زیادہ اسی قدر وعدہ کر سکا۔ کہ اگر تم کل تک ان کے مکان سے چلی جاؤ۔ تو بہتر ہے میں اس عرصہ میں تمہارا حال ان سے نہ کہوں گا۔ اس گفتگو کے بعد میں وہاں سے چلی آئی۔ اور ایک نوکر مجھے یہاں چھوڑ گیا۔ اس جگہ میرا ارادہ اس وقت تک ٹھیرنے کا تھا جتنے کہ سر جیمز وامرا اور ان کی بیگم واپس جانے کو تیار ہوں۔ نوکر سے میں نے ناسازی طبع کا عذر کیا اور کہا تم مجھے ایک علیحدہ کمرہ میں بٹھا دو۔ مگر اس کا حال میرے دوستوں سے نہ کہنا۔ کہ میں ان کا عیش منغص کرنا نہیں چاہتی۔ اب آپ کا نوکر ان کی گاڑی لانے گیا ہوا ہے۔ پہلے گاڑی آنے کا وقت رات کے دو بجے کے لیے تھا۔ مگر اب مجھے اس نوکر کی واپسی کا ہر لحظہ انتظار ہے۔"

"اور تمہارا شوہر کہاں رہتا ہے؟" ڈیوک آف مارچ مونٹ نے پوچھا۔

"برائٹن میں" مسز آکسنڈن نے جواب دیا۔ "مگر مجھے اس کی ذرا بھی پروا نہیں۔ میں تو خدا سے چاہتی ہوں کہ اس سے ہمیشہ کے لیے نجات ہو جائے۔ بہرحال میں نے آپ کو ان حالات سے واقف کر دیا۔ جو میرے اس کمرہ میں آنے کا باعث ہوئے تھے۔ مگر مجھے یہاں آئے بہت دیر نہ ہوئی تھی۔ کہ دروازہ کھلا۔ اور آپ لوگوں کی آواز سنائی دی۔ میں ڈری کہ اگر کوئی یہاں آ گیا۔ تو مجھ سے کئی طرح کے سوالات پوچھے جائیں گے۔ اس لیے آواز سن کر کھڑکی کے پردہ میں چھپ گئی۔ تعجب ہے آپ کو میرے لباس یا پردہ کی سرسراہٹ بھی سنائی نہ دی۔"

"خیر یہ تو ہوا۔ اب بتاؤ میں تمہارے لیے کیا کر سکتا ہوں؟" ڈیوک نے پوچھا "روپیہ پیسہ کی میرے ہاں پروا نہیں ہے۔ جتنی دولت چاہو۔ دے سکتا ہوں ..."

"مگر ٹھیرئیے۔ میں ابھی کچھ حال اور بیان کرنا چاہتی ہوں" مسز آکسنڈن نے قطع کلام کر کے کہا "میں نے اپنے بڈھے شوہر سے محض اس لیے شادی کی تھی۔ کہ آئندہ عزت کی زندگی بسر کر سکوں گی۔ مجھے اپنی چھوٹی بہن سے بہت محبت تھی۔ اور میں اس کی خاطر نیک بننے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن جیسا میں نے پیشتر بیان کیا ہے۔ بعض وجوہ سے وہ تجویزیں جو میں نے سوچی تھیں خاک میں مل گئیں۔ اور وہ بہن جس کی مجھے خاطر منظور تھی۔ ہمیشہ کے لیے مجھ سے جدا ہو گئی۔ اب میں اپنے بڈھے شوہر کے پاس واپس جانا نہیں چاہتی۔ نہ باعزت زندگی کی

نسل تمام رکھنے کی خواہش ہے۔ رامسگیٹ سے رخصت ہوتے وقت میں نے اپنا ارادہ مصمم کر لیا تھا۔ سر جیمز وامر نے کچھ مدت پیشتر مجھے لندن آنے کی دعوت دی تھی۔ میں بھی اس خیال سے یہاں چلی آئی کہ اس شہر میں عیش و آرام کی زندگی کے بہت موقعے ہیں۔ دیکھیے میں سب حال صاف صاف عرض کر رہی ہوں۔ کیونکہ میں نہیں چاہتی ہمارے درمیان کوئی راز باقی رہے۔"

"تمہارا خیال بہت اچھا ہے۔" ڈیوک نے جواب دیا۔ مگر دل میں ایک ایسی بے حیا عورت سے تعلق سے پہ سخت نفرت تھی جسے اپنی معصیت پر ناز تھا۔ اور جو بعض حالات سے واقف ہو کر ان سے ناجائز فائدہ اٹھانے کو تیار تھی۔

"بس مائی لارڈ میری داستان ختم ہوتی ہے۔" مسز آکسنڈن نے کہا۔ "اب میں زیادہ افلاس کی زندگی سے تنگ آ گئی ہوں۔ اور آرزو یہ ہے کہ کسی مالدار آدمی سے تعلق پیدا کر کے آرام کی زندگی بسر کروں۔ لندن آنے سے میرا مقصد حلقۂ فیشن میں قدم رکھنا تھا۔ یہاں حالات غیر معمولی مفید ثابت ہوئے ۔۔۔"

"مسز آکسنڈن" ڈیوک آف مارچ مونٹ نے جواب دیا۔ "سب کام تمہارے حسب منشا ہو جائے گا۔ کل تم سر جیمز اور لیڈی وامر کے مکان سے چلی آؤ۔ میں قبل دوپہر تمہارے نام ایک رقعہ بھیجوں گا جس میں لکھا ہو گا کہ میں نے تمہارے رہنے کا کس جگہ انتظام کیا ہے۔ وہاں تم حسب خواہش راحت و آرام کی زندگی بسر کر سکو گی۔ مگر یاد رہے۔ یہ راز جو تم کو معلوم ہوا ہے ۔۔۔"

"ہمیشہ محفوظ رہیگا۔" مسز آکسنڈن نے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ "البتہ اس کا آپ بھی وعدہ کریں کہ آپ ہمیشہ مجھ سے فیاضانہ سلوک کریں گے۔"

اس وقت کتب خانہ کا دروازہ کھلا۔ اور نوکر نے اطلاع دی کہ سر جیمز وامر کی گاڑی جو مسز آکسنڈن نے طلب کی تھی۔ آ گئی ہے۔

ڈیوک آف مارچ مونٹ بڑے اخلاق سے اُسے گاڑی تک چھوڑنے گیا۔ ان کی آنکھوں ہی آنکھوں کچھ باتیں ہوئیں جس کے بعد گاڑی رخصت ہو گئی۔

لیکن ہر چند اس گنہگار حسینہ کو گاڑی تک لے جاتے ہوئے ڈیوک کے بشرہ سے سکون و اطمینان ظاہر ہوتا تھا۔ تاہم اس کا دل سخت بے چین تھا۔ اس اضطراب کو رفع کرنے کے خیال سے ہی وہ تھوڑی دیر کے لئے پھر کتب خانہ میں واپس گیا۔ مگر سینہ میں وہ آگ مشتعل ہو چکی تھی۔ جس کے شعلوں کو فرو کرنا سہل نہ تھا۔ خیال آیا وہ جرم جو بر کر کی وساطت سے ہوا تھا۔ بالکل بے سود

کیونکہ میں ایک عورت کے قابو سے نکل دوسری کے جنگل میں پڑ گیا ہوں۔ اس تھوڑے عرصے میں اس نے مسز الکسنڈن کی فطرت سے جو واقفیت حاصل کی تھی۔ اس سے ظاہر تھا کہ آئندہ اس کے تقاضے کتنے شدید ہوں گے۔ اور وہ کیسی سختی سے حکومت کیا کرے گی۔ بدنصیب ڈیوک نے صحیح حالات کو نظر انداز کرنے کی بہت کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ رہ رہ کر یہ خیال بے چین کرتا تھا کہ میرے جرموں نے میرے لئے وہ جال تیار کیا ہے۔ جس سے نکلنے کی ہر کوشش مجھے اور زیادہ سختی سے اس میں الجھا رہی ہے۔ سب حالات سوچ کر وہ تپ لرزہ کے مریض کی طرح کانپنے لگا۔ اس وقت وہ اپنی حالت پر اس قدر متاسف تھا کہ اگر کوئی دو جہان کی دولت لے کر اسے پھر وہی زندگی جو وہ بحیثیت لارڈ کلیمنڈن کی حیثیت میں بسر کیا کرتا تھا۔ اور جب افلاس و تنگدستی کے باوجود اس کے ہاتھ جرم کی آلائش سے پاک تھے۔ واپس دے سکتا۔ تو وہ اس سودے کو خوشی سے منظور کر لیتا۔

بڑے جبر سے جمع خاطر کر کے۔ ان خوفناک و روح فرسا اندیشوں کو جو دل میں پیدا ہوتے تھے خارج کرنے کی تاحد امکان کوشش کرتے ہوئے وہ کتب خانے سے نکل کر اس حصہ مکان کی طرف چلا۔ جہاں رقص و سرود کی محفل گرم تھی۔ یہاں اس نے دکھاوے کے لئے حاضرین کی خوش عیشی میں حصہ لینے کی کوشش کی۔ مگر جس طرح شکم سیر آدمی کو الوان نعمت بھی بدذائقہ اور بے مزہ معلوم ہوتے ہیں۔ اسی طرح ڈیوک کے لئے ہر قسم کی خوشیاں بمنزلہ بار تھیں۔ تیز مدہوشی دماغ میں جگہ پیدا کرتی تھی۔ مہمانوں کی خوش گپیاں طبیعت کو پریشان کر رہی تھیں۔ اور تمکنت حسینوں کا جمال دلفریب آتش اضطراب کو دوبالا کرنے کا موجب تھا۔ اس کے منہ سے بے محل باتیں نکلتی تھیں۔ کئی بار وہ بے وجہ ہنسنے لگتا تھا۔ حالت جوش میں خون پگھلا ہوئے سیسہ کی طرح حرکت کرتا تھا۔ چہرہ پر بخار کی سرخی چھائی ہوئی تھی۔ اور ذہنی حالت کی اذیت ناقابل بیان تھی۔

اس کے زرد چہرہ پر جوش کی سرخی صورت کو اور زیادہ بھیانک بنا رہی تھی۔ مگر مہمانوں کو اپنے انہماک میں اس طرف توجہ دینے کا موقعہ نہیں ملتا۔ انہیں کیا معلوم میزبان کی دماغی حالت کیسی افسوسناک ہے۔ وہ اس کے چہرہ کی سرخی کو کثرت شراب نوشی پر محمول کر کے اس خیال سے مسکرانے لگتے تھے۔ کہ حضرت کسی ملکہ حسن کی محبت میں ضرورت سے زیادہ پی کر بہک رہے ہیں۔

آخر رات کے ساڑھے بارہ بجے تھے۔ کہ ڈیوک آف مارچ مونٹ کمرہ رقص سے تاش کھیلنے کے کمرہ کی طرف چلا۔ مگر باہر نکلا ہی تھا کہ نوکر نے چاندی کی طشتری پر رکھا ہوا ایک بند خط پیش کیا لفافہ کا پتہ خوشنما زنانہ تحریر میں لکھا ہوا تھا۔ مگر حرفوں کی بگڑی ہوئی ساخت راقمہ کے جوش و

اضطراب کا پتہ دیتی تھی۔

"یہ خط کس نے بھیجا ہے؟" ڈیوک نے جس کا گنہگار ضمیر ہر بات میں سامان خوف پیدا کر دیتا تھا گھبرا کر پوچھا۔ غالباً اس ذریعہ سے وہ اس بات کا اطمینان کرنا چاہتا تھا۔ کہ یہ خط کسی نئی مصیبت کا پیش خیمہ تو نہیں ہے۔

"حضور مجھے اس کا حال معلوم نہیں" نوکر نے عرض کیا۔ "ایک اوسط عمر کا آدمی جس نے سادہ لباس پہنا ہوا تھا۔ اور صورت سے کسی اچھے خاندان کا داروغہ یا نگادل معلوم ہوتا تھا۔ لے چھوڑ گیا کہتا تھا اسے پہلی فرصت میں حضور کے حوالہ کر دیا جائے۔"

ڈیوک کے لئے خط کی پراسرار آمد اور زیادہ باعث اضطراب ہوئی۔ اور بے اختیار اس کا بدن شدت خوف سے کانپنے لگا۔ خط ہاتھ میں لے کر وہ ایک خالی کمرہ میں گیا۔ جہاں اس نے دھڑکتے ہوئے دل اور کانپتی ہوئی انگلیوں سے لفافہ چاک کیا۔ سب سے پہلے اس کی نظر راتھ کے نام پر پڑی مگر اسے دیکھتے ہی آنکھیں جل اٹھیں۔ منہ سے خوفناک چیخ نکلی۔ دماغ میں چکر آگیا۔ اور وہ لڑکھڑا کر فرش زمین پر گرا چاہتا تھا کہ دایاں ہاتھ ایک کرسی کی پشت پر جا لگا۔ کرسی کا سہارا لے کر وہ کسی قدر سنبھلا اور پھر نقاہت اور ضعف حالی سے اس پر بیٹھ گیا۔ مگر اب اس کا چہرہ کتنا بھیانک تھا اب رخساروں کی وہ سرخی بھی جو مریض دق کی طرح صحت کی بجائے حدت خون کا نشان تھی زائل ہو گئی ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے۔ اور منہ سے ہلکی کراہنے کی آواز نکلی۔ اس دھند کو رفع کرنے کے لئے جو آنکھوں کے سامنے چھا گئی تھی۔ اس نے پیشانی پر ہاتھ پھیرا۔ اس کے بعد خط کا مضمون پڑھا دفعتاً رقعہ ہاتھ سے گر گیا۔ اور وہ بیہوش ہو کر نہیں۔ فکر و غم سے مغلوب ہو کر کرسی کی پیٹھ پر جھک گیا۔

اور اس عرصہ میں مارچ مونٹ ہوس کے زرنگار کمروں میں رقص و سرود کی محفل اسی طرح گرم تھی۔ ذی عزت مرد اور خوبصورت عورتیں اسی طرح ایک دوسرے سے ہنسی ٹھٹھا کر رہے تھے۔ اور کھانے کے کمرہ میں بیشمار وردی پوش خادم تن دہی سے سامان اکل و شرب آراستہ کرنے میں مصروف تھے۔ کافوری شمعوں کی روشنی قرمزی پردوں سے چھن کر باہر چوک تک پہنچتی اور رستہ چلنے والوں کی نگاہوں کو خیرہ کرتی تھی۔ اور کئی بے کس اور بے خانماں محتاج اس راہ پہ چلتے ہوئے ڈیوک کے فلک بوس محل کے سامنے کھڑے ہو کر اس چکا چوند کی طرف نظر حسرت سے دیکھتے اور لمبے لمبے سانس لے کر کہتے تھے "کاش ہم بھی ڈیوک آف مارچ مونٹ ہوتے!"

لیکن اگر دستِ قدرت نے انہیں طاقت غیب دانی عطا کی ہوتی۔ اگر وہ اس محل کی چار دیواری کے اندر کا حال جان سکتے۔ اگر ان کو معلوم ہوتا کہ اس قصرِ عالی شان کا مالک جسے ترقی دولت و ثروت کی خواہش نہیں۔ نہ اس کے پاس عز و جاہ کی کمی ہے۔ حسرت و یاس کی تصویر بنا۔ بار الم سے مغلوب ایک کرسی پر بُت کی طرح بیٹھا ہے۔ ہاں اگر کوئی روحانی آدہ زان کو اس کی صحیح ذہنی حالت سے خبردار کرسکتی۔ تو ان کی زبان سے وہ الفاظ جو اوپر لکھے گئے ہیں۔ ہرگز ادا نہ ہوتے بلکہ وہ بارگاہ ایزدی میں دست بدعا ہو کر سچے دل سے کہتے "شکر ہے کہ ہم ڈیوک آف مارچ مونٹ نہیں ہیں۔"

باب ۔ ۱۱۲

زخمی سگونہ

آئیے اب پھر تھوڑی دیر کے لئے مہارانی اندرا کے بنگلہ پر چلیں۔

جس وقت سگونہ مہارانی کا لباس پہن کر باغ کی طرف روانہ ہوئی۔ تو اندرا زیریں منزل کے ایک آراستہ کمرہ میں کرسچن اور کرسٹینا کے پاس بیٹھی تھی۔ موسم گرم اور حابس تھا۔ اثنائے گفتگو میں کرسچن اندرا کا اشارہ پاکر کھڑکی کھولنے کے لئے اٹھا۔ مگر جیسے ہی اس نے کھڑکی کا دروازہ کھولا باغ سے ایک دبی ہوئی چیخ کی آواز سنائی دی۔ جو کرسچن کے علاوہ مہارانی اور کرسٹینا کے کانوں تک بھی پہنچی۔ وہ اسے سنتے ہی اٹھ کر کھڑی ہوگئیں۔

کرسچن سب سے پہلا کھڑکی سے باغ میں کودا۔ اس کے بعد اندرا اور کرسٹینا بھی دروازہ کھول کر اسی طرف ہولیں۔ رات کا اندھیرا سر طرف چھایا ہوا تھا۔ مگر تاروں کی مدھم روشنی ہر چیز کو نمایاں کر رہی تھی۔ کرسچن بے تحاشا اس طرف دوڑا۔ جدھر سے چیخ کی آواز سنائی دی تھی۔ مگر تھوڑی دور گیا تھا۔ کہ دیکھا فوارہ کے پاس باغ کی روش پر کوئی بیہوش پڑا ہے۔ کرسچن نے جھک کر دیکھا۔ تو اسے مہارانی کا لباس پہچان کر بہت حیرت ہوئی۔ اتنے میں اندرا اور کرسٹینا بھی آگئی تھیں۔ انہیں بھی اس لباس کو دیکھ کر تعجب ہوا۔ مگر ان کی حیرت اس وقت اور بڑھ گئی جب کرسچن کے نقاب ہٹانے پر معلوم ہوا۔ کہ یہ تو سگونہ ہے۔

کرسچن نے جو میں اس کے پاس دو زانو ہو کر سر کو سہارا دیا۔ اور اٹھایا۔ مگر یہ دیکھ کر کہ اس کے

بدن سے خون کی باریک دھار بہ رہی ہے۔ سب کے منہ سے کلمہ خوف نکلا۔ اتنے میں داروغہ مارک اور دوسرے نوکر بھی موقعہ پہ جمع ہوگئے تھے۔ مارک کو فوراً ڈاکٹر کی طرف بھیجا گیا۔ اور چند آدمی سگونہ کو اٹھا کر بنگلہ میں لے چلے۔ وہ اب تک بیہوش تھی۔ مگر زندگی کے آثار باقی تھے۔ معلوم ہوا اس کی دائیں چھاتی میں گہرا زخم آیا ہے۔ اور اس میں سے خون بہ رہا ہے۔ نوکروں نے اسے ایک کمرہ میں لٹا دیا۔ اور مہارانی کی دو خادماؤں نے جلد جلد اس کے کپڑے اتارنے شروع کئے۔ اس وقت اندرا اور کرسٹینا وہیں پاس کھڑی رہیں۔ مگر کرسچن پاس ادب سے باہر چلا آیا۔ اور آخر ڈاکٹر کے آنے پر اس کے ساتھ کمرہ میں داخل ہوا۔

تحقیقات سے معلوم ہوا کہ سگونہ کا زخم اگرچہ گہرا اور خطرناک ہے۔ تاہم مہلک نہیں پھر بھی موجودہ حالت میں ڈاکٹر کے لئے یہ کہنا بہت مشکل تھا۔ کہ وہ اس زخم کے اثر سے بچ جائیگی یا نہیں بہرصورت جو تدابیر ایسے موقعوں پر عمل میں لائی جاتی ہیں وہ فوراً شروع کر دی گئیں۔ اور تھوڑی دیر میں سگونہ کی مرہم پٹی کا عمل مکمل ہوا۔ اس کے بعد ڈاکٹر نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی۔ کہ زخم کیونکر آیا۔ مگر نوکروں میں سے کوئی اس بارہ میں تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ عام خیال یہ تھا کہ وار کرنے والا حقیقت میں مہارانی اندرا کی جان لینا چاہتا تھا۔ کیونکہ سگونہ نے اسی کے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور اس کا چہرہ نقاب میں چھپا ہوا ہونے کی وجہ سے نظر نہیں آتا تھا۔

کپڑوں کی تلاشی لینے سے ایک بات اور بھی معلوم ہوئی جس کا ذکر ڈاکٹر سے نہیں کیا گیا بلکہ مہارانی نے کرسچن کرسٹینا اور نوکروں کو بھی حکم دیا۔ کہ وہ سب اس بارہ میں خاموش رہیں۔ خیال یہ تھا کہ اگر سگونہ بچ گئی تو وہ غالباً اس نئی دریافت کے متعلق کوئی معقول وجہ بیان کر سکے گی۔ اور اگر مر گئی تو مہارانی کو جو طبعاً فیاض تھی۔ اسے بدنام ہوتے دیکھنا منظور نہ تھا۔ دریافت جس کا ذکر کیا گیا ہے یہ تھی۔ کہ جامہ تلاشی پہ سگونہ کے کپڑوں سے مہارانی کے کئی زیور اور بے شمار طلائی سکے برآمد ہوئے۔

زخمی عورت کی مرہم پٹی کے بعد ڈاکٹر یہ کہکر رخصت ہوگیا۔ کہ میں ایک دو گھنٹے تک دوا تیار کرا کے واپس آؤنگا۔ اس کی غیر حاضری میں مہارانی کو کرسچن اور کرسٹینا سے اس خوفناک واقعہ کے متعلق اظہار خیالات کا موقعہ مل گیا۔

"میرا دل کہتا ہے کہ یہ وار دشمنوں نے آپکے لئے سوچا تھا۔" کرسٹینا نے مہارانی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر محبت سے چومتے ہوئے کہا۔ "شکر ہے خدا نے آپ کی زندگی بچائی۔ مگر اس ہولناک

سابنہ کو میں اب تک نہیں سمجھی کہ وار کس نے اور کیوں کیا ؟"

"میں خود حیران ہوں سگونہ نے میرا لباس کیوں پہنا - اور یہ زیورات کیوں اپنے ساتھ لئے" اندرا نے کہا "کیا وہ بدنصیب عورت چوری کر کے بھاگی جا رہی تھی . . . ؟"

"سب حالات ظاہر یہی نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے" کرسچن نے کہا - "کیونکہ حضور اپنی طبعی فیاضی سے کتنی ہی رعائت کریں سگونہ کے اس بھیس اور اس حالت میں چھپ کر جانے کا مطلب اور کچھ نہیں ہو سکتا -"

"میرا ہمیشہ سے یہ خیال تھا کہ سگونہ کوئی عجیب عورت ہے . . ." کرسٹینا کہنے لگی -

"کم از کم میں اسکو ہمیشہ وفادار سمجھتی تھی" - مہارانی نے کہا - "یہاں تک کہ میں اس کی وفاداری کی قسم کھانے کو تیار تھی - اور اس کا تو بھولے سے بھی خیال نہ آسکتا تھا کہ وہ ایسی بے جا حرکت کرے گی -"

"حیرت ہے - سخت حیرت ہے" کرسٹینا نے بظاہر اپنے دل سے کہا - اور اس کے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی بات کو سوچ کر حیران ہو رہی ہے -

"کیوں کرسٹینا کیا سوچتی ہو ؟" مہارانی نے پوچھا -

کرسٹینا نے خیال کیا اس موقعہ پر سگونہ کے چند ہفتے پیشتر رات کو تنہا پھرنے اور اسے فہمائش کرنے کے واقعہ کو چھپانا نامناسب ہوگا - پس اس نے وہ سب حال بیان کیا اور کہا "ایک رات میں نے اسے آپ کے حکم کے خلاف اخبار ٹائمز کا فائل پڑھتے ہوئے دیکھا تھا - اور ایک اور موقعہ پر وہ دبے پاؤں آپ کی خوابگاہ میں بھی داخل ہوئی تھی -" اندرا نے اس بیان کو حیرت و خوف سے سُنا اور بہت دیر چپ چاپ اس پر غور کرتی رہی - پھر اس کے سوال پر کرسٹینا نے وہ عذرات بیان کئے جو سگونہ نے ان موقعوں پر پیش کئے تھے -

کہنے لگی - "اخبار ٹائمز کے متعلق اس نے کہا تھا کہ میں اس ذریعہ سے انگریزی کے مطالعہ کو ترقی دینا چاہتی ہوں - اور اس وقت میں نے اس بیان کو صحیح بھی سمجھا - پھر جب میں نے اسے رات کو آپ کی خوابگاہ میں داخل ہوتے دیکھا - اور اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کئی طرح کے توہمات باطلہ کا ذکر شروع کر دیا - اس پر میں نے اُسے سختی سے فہمائش کی - اور آئندہ اس طرح راتوں کو آوارہ پھرنے سے منع کیا - اس پر سگونہ کہنے لگی کہ میں جانتی ہوں رات کے وقت اندھیرے میں کئی طرح کی خبیث روحیں آوارہ پھرا کرتی ہیں - مجھے چونکہ مہارانی سے گہری محبت ہے - اس لئے رات کو ان کی پاسبانی کیا کرتی ہوں - میں نے یہ سمجھ کر کہ اس کی خطا محض جاہلیت سے تعلق رکھتی ہے - ورنہ

اس کی نیت فاسد نہیں۔ معاملہ کو نظر انداز کر دیا۔ اور آپ کے کانوں تک پہنچانا ضروری نہ سمجھا۔ گو اب یہ سوچ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ کیوں میں نے اس کا ذکر آپ سے نہ کر دیا ۔۔۔"

"پیاری کرسٹینا کسی معذرت کی ضرورت نہیں۔" مہارانی نے کہا "میں اچھی طرح جانتی ہوں تم نیک دل اور فیاض ہو۔ اس لئے تم سے مجھے قطعی بدگمانی نہیں۔ سگونہ کی حرکات پراسرار ضرور ہیں۔ تاہم سردست میں اس کی نیت پر بھی شک نہیں کرتی۔ کیونکہ بارہا انسان کے نیک کام بھی مشکوک صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ خصوصاً ایسے حالات میں کہ ان کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی گئی ہو۔"

اتنا کہہ کر مہارانی اندرا پھر چپ ہو گئیں۔ اور تھوڑی دیر کمرہ میں گہری خاموشی رہی۔

یکایک کرسٹینا نے کہا "نیک دل بانو! کیا آپ کو یاد ہے۔ ایک بار مسٹر ریڈ کلف نے آپکے نام خط لکھا تھا جس کی نسبت آپ نے فرمایا تھا کہ اس میں بعض خطروں کا ذکر کیا گیا ہے ۔۔۔"

"مجھے یاد ہے۔" اندرا نے کہا "اور اس وقت اسی خط کا مضمون سوچ رہی تھی۔"

"آہ یاد آگیا!" کرسچن نے یکایک اپنی جگہ سے اُٹھ کر کہا۔ "اس معاملہ میں ایک فرض ابھی سرانجام دینا باقی ہے۔ اس ہولناک واقعہ کی پریشانی میں میں بالکل ہی بھول گیا۔ کہ ہمیں اس واقعہ کی اطلاع پولیس کو بھی دینی چاہئے ۔۔۔"

"تسلی رکھو کہ اسکی اطلاع پولیس کو بھیجدی گئی ہے۔" مہارانی نے قطع کلام کر کے کہا "شاید تم نے نہیں سنا میں ڈاکٹر سے اسی مضمون پر گفتگو کر رہی تھی۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اس واقعہ کو ضرورت سے زیادہ مشتہر نہ کیا جائے۔"

"اس صورت میں امید ہے افسران انصاف بہت جلد یہاں آجائیں گے۔" کرسچن نے کہا۔ "پس لازم ہے میں جا کر مسٹر ریڈ کلف کو بلا لاؤں۔ ہمیں ان کے مشورہ کی ضرورت ہو گی۔"

اس وقت کسی نے صدر دروازہ پر دستک دی۔ اور داروغہ مارک نے آکر بیان کیا کہ ایک تھانہ دار پولیس کے سپاہی کو ساتھ لے کر آیا ہے۔ اور آپ سے ملنا چاہتا ہے۔ مہارانی نے حکم دیا۔ انہیں آنے دو۔ مگر اس جگہ ہم ناظرین کو پھر ایک بار یاد دلانا چاہتے ہیں۔ کہ عوام کو اب تک مہارانی اندرا کی صحیح اصلی حیثیت کا علم نہ تھا۔ یہی سمجھا جاتا تھا کہ وہ کوئی مالدار ہندوستانی خاتون ہے۔ اس میں شک نہیں کرسچن کرسٹینا اور داروغہ مارک اس کے سب حالات سے واقف تھے۔ تاہم اوروں کے سامنے وہ بھی اسے مہارانی کے خطاب سے مخاطب نہ کرتے تھے۔

افسر پولیس سپاہی کو ساتھ لئے اس کمرہ میں داخل ہوا جس میں اندرا کرسچن اور کرسٹینا کے

پاس بیٹھی تھی - اور کہنے لگا "ہمیں مسٹر کلارک سن کی زبانی ... یہ اس ڈاکٹر کا نام ہے جسے بلایا گیا تھا - ... معلوم ہوا ہے - کہ آپ کے بنگلہ میں ایک عورت پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہے کہ بعض وجوہ سے آپ اس واقعہ کو مشتہر کرنا نہیں چاہتے - بہرحال اس معاملہ کی تحقیقات کرنا ہمارا فرض ہے - اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس بارہ میں جو واقفیت مہیا کر سکتے ہوں بہم پہنچائیں "

مہارانی نے ان سے سگونہ کے زخمی اور بیہوش پائے جانے کا سب حال بیان کیا - اور کہا اس کے شانہ اور چھاتی کے درمیان گہرا زخم آیا ہے - اس کے بعد کرسچن نے بیان کیا - کہ زخمی عورت کو بنگلہ میں لے جانے کے بعد میں نے اس جگہ کی جہاں وار ہوا اچھی طرح دیکھ بھال کی تھی - مگر کوئی دھاردار آلہ جس سے وار کیا گیا تھا نہیں ملا - بعد ازاں پولیس کے آدمی خود اس جگہ کو دیکھنے گئے اور کرسچن بھی ان کے ساتھ ہولیا - لیکن گو اب چاند نکل آیا تھا - اور اس کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی - تاہم داروغہ مارک احتیاطاً ایک روشنی لالٹین لے کر ان کے ساتھ ہولیا - پولیس کے آدمیوں نے دیکھا کہ گھاس پر اور روش کے پاس پاس بھاری بوٹوں کے نشان بنے ہوئے تھے - اس سے معلوم ہوا کہ قاتل درختوں کے اس جھنڈ میں چھپا ہوا تھا - جس کے پاس حملہ کیا گیا - یہ لوگ ان قدموں کے نشان پر چلتے اس آہنی باڑ تک گئے - جو بنگلہ کے گرداگرد بنی ہوئی تھی - مگر نشان باڑ کے دوسری جانب کسبت میں بھی تھے - جس سے ثابت ہوا کہ ملزم اسے پھاند کر دوسری طرف نکل گیا ہے - اس سے آگے دیکھتے رہے ہوتے ہوئے یہ نشان ایک سڑک تک پہنچتے تھے - مگر اس جگہ مسافروں کی آمد و رفت سے ان کا سراغ مٹ چکا تھا - سب حال معلوم کرنے کے بعد تھانہ دار اور سپاہی بنگلہ پر واپس آگئے -

تھانہ دار نے ضابطہ کی کارروائی پوری کرنے کے لئے مہارانی اندرا سے کہا "کیا آپ کو کسی آدمی کے خلاف شک ہے - جو آپ کی ہندوستانی خادمہ یا آپ سے کسی طرح کا انتقام لینے کے لئے یہ جرم کر سکتا تھا ... "

"صاحب اگر میں اس آدمی کا نام بتا سکتی - تو یقین فرمائیے کہ اس کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لانا بعید از انصاف نہ ہوتا" مہارانی نے قطع کلام کر کے کہا - "مگر کیا کیا جائے اس معاملہ کے متعلق بعض واقعات ایسے ہیں - جن کا انکشاف اس راز کو اور پیچیدہ بنا دے گا - میں اس جرم کے بعض حالات سے واقف ہوں - مگر ان کی بنا پر ابھی تک یہ نہیں کہہ سکتی کہ قاتل کون تھا - آخر میں آپ سے میری دوستانہ گذارش ہے - کہ اگر اس معاملہ کو زیادہ مشہور کیا گیا - تو پھر ان صحیح حالات

کا روشنی میں آنا جن کی بدولت یہ معمہ حل ہو سکتا ہے - اندر مشکل ہو جائے گا۔"

"بانو جو آپ کہتی ہیں، شاید درست ہو۔" تھانہ دار نے کہا "لیکن اگر زخمی عورت مرگئی - یا ہم نے کسی شخص کو شبہ میں گرفتار کر لیا - تو بصورت اول افسر تحقیقات مرگ کی عدالت میں اور بصورت آخر صاحب مجسٹریٹ کے روبرو آپ کو وہ سب حالات بیان کرنے پڑیں گے جن کا اس وقت آپ نے مبہم لفظوں میں ذکر کیا ہے۔"

"میں اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔" اندرا نے جواب دیا۔ "در اس ملک میں رہتے ہوئے مجھے اس کے قواعد و ضوابط پر عمل کرنے سے بھی انکار نہیں۔ تاہم بعض امور ایسے ہیں . . ."

"جن کے متعلق" تھانہ دار نے تسلی کن لہجہ میں کہا "ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ کی خاطر ہم پوری رازداری سے کام لیں گے - آپ خود ہی اچھی طرح سمجھ سکتی ہیں کہ اپنی سرکاری حیثیت میں ہم کوئی ایسا فعل کرنے کی بجائے جس سے عمل انصاف میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہو۔ اُسے تا حد امکان مدد دینے کی کوشش کریں گے - اس لئے کیا آپ بتا سکتی ہیں . . . ؟"

"میری رائے میں بہتر ہو کہ سردست آپ مجھ سے زیادہ سوالات نہ پوچھیں" مہارانی نے قطع کلام کر کے کہا "جو کچھ مجھ کو بیان کرنا تھا کر دیا۔ اس سے زیادہ کے لئے میں ابھی تیار نہیں ہوں"

"پھر بھی ایک بات ایسی ہے جس کی آپ کو بہرحال توضیح کرنی ہوگی" تھانہ دار نے کہا "یعنی یہ کہ جب وار ہوا تو خادمہ نے آپ کا لباس پہنا ہوا تھا۔"

واضح ہو مسٹر کلارکسن نے ان کپڑوں کا حال افسران پولیس سے کہہ دیا تھا - گو سگرنہ کے زیورات اور طلائی سکے چرانے کا حال نہ ڈاکٹر کو معلوم تھا - اور نہ پولیس کو۔

"میں یقین دلاتی ہوں کہ اس معمے کا حل اب تک مجھ کو بھی معلوم نہیں" اندرا نے کہا "لیکن خواہ اس نے غلطی سے میرے کپڑے پہنے یا کسی خاص مقصد کے لئے - بہرحال اس غلطی کی اس کو کافی سزا مل گئی ہے۔"

"گویا آپ اس پر کوئی الزام عائد نہیں کرتیں؟" افسر نے پوچھا۔

"کیا میں!" اندرا نے قدرے غصہ ظاہر کرتے ہوئے کہا "بالکل نہیں"

اس موقعہ پر کرسن نے تھانہ دار کے کان میں آہستہ سے کہا "اب اس ملاقات کو ختم کیجئے" اور اس کے ساتھ ہی چپکے سے دو پونڈ افسر مذکور کے ہاتھ پر رکھ دیے۔

"بہت اچھا - بہت اچھا" تھانہ دار نے مٹھی گرم ہونے پر انداز اطمینان سے کہا - اور اس

نے وہ رقم جیب میں ڈال لی۔ "اطمینان رکھیے۔ ہم بے وجہ کسی کو دق کرنا نہیں چاہتے۔ اور جب تک آپ کی طرف سے مزید ہدایات موصول نہ ہوں گی۔ ہم اس بارہ میں کوئی نئی کارروائی اپنے طور پر نہ کریں گے"

اس کے بعد تھانہ دار اور سپاہی رخصت ہو گئے۔ ان کے چلے جانے پر مہارانی نے کرسچن سے کہا "اب تم جا کر سب حال مسٹر رڈیکلف سے کہہ دو۔ میں نوکر کو حکم دیتی ہوں۔ وہ تمہارے لیے گاڑی تیار کر کے لے آتا ہے۔"

آخر رات کے دس بجے تھے۔ جب کرسچن گاڑی میں بیٹھ کر بنگلہ سے رخصت ہوا۔ مسٹر رڈیکلف مارٹیمر سٹریٹ والے مکان ہی پر تھا۔ جب اس نے سب حال سُنا۔ تو پہلے بہت پریشانی ظاہر کی۔ پھر گاڑی میں بیٹھ کر کرسچن کے ساتھ بنگلہ پر آ گیا۔ رستہ میں کرسچن نے اس واقعہ کے مفصل حالات بیان کیے۔ اور مسٹر رڈیکلف نے خصوصیت سے وہ باتیں دریافت کیں۔ جو افسران پولیس سے ہوئی تھیں اس کے بعد دونو چپ ہو گئے۔ اور بنگلہ پر پہنچنے تک کوئی بات نہیں ہوئی۔

اس اثنا میں سگونہ بدستور بیہوش پڑی تھی۔ ڈاکٹر دوا تیار کر کے لے آیا تھا۔ اس نے سگونہ کی حالت دیکھ کر بیان کیا کہ زخم اگرچہ گہرا ہے۔ تاہم کسی طرح کا فوری خطرہ درپیش نہیں۔ کرسٹینا رات کے واقعات سے بہت مضطرب ہو گئی تھی۔ مسز مہارانی نے آرام کرنے کے لیے اپنے کمرہ میں بھیج دیا۔ اور آپ سگونہ کے سرہانے بیٹھی رہی۔ بیہوش خادمہ کو کیا خبر کہ وہی عورت جس کے میں کلیمنٹ رڈیکلف سے انتقام لینے کے سلسلہ میں درپے آزار تھی۔ اس تکدہ جانکاہی سے میری تیمارداری کر رہی ہے۔

مسٹر رڈیکلف کے آنے پر مہارانی کی اس سے تھوڑی دیر باتیں ہوتی رہیں۔ بظاہر دونو جانتے تھے۔ کہ یہ ہولناک جرم کس کے ایما سے ہوا۔ اور اس کا نشانہ کون تھا۔ یہ سمجھنا ذرا بھی دشوار نہ تھا۔ کہ معاملہ کی تہ میں ڈیوک آف مارچ مونٹ کا ہاتھ کام کرتا ہے۔ مگر سوال یہ تھا کہ وار کس نے کیا۔ اور وہ کون تھا۔ جو اندرا کے بدلے سگونہ کی جان لینا چاہتا تھا۔ اس سے پیشتر مسٹر رڈیکلف نے جو حالات بیان کیے تھے۔ ان سے اندرا کو معلوم ہو چکا تھا۔ کہ یہ کام مسٹر ولسن سٹینہوپ کا نہیں ہے۔ اس لیے اس نے افسران پولیس سے کہا تھا۔ کہ میں سردست کسی کا نام نہیں لے سکتی۔ مسٹر رڈیکلف کا اپنا خیال بھی یہی تھا۔ کہ یہ کام سٹینہوپ کا نہیں۔ کیونکہ جو واقعات اس نے قصر ادک لینڈس کے پودہ خانہ میں چھپ کر دیکھے تھے۔ نیز قلب انسانی کے مدوجزر کا جو حال اس کو معلوم تھا۔ اس کی بنا پر وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ سٹینہوپ کتنا سیاہ کار ہے۔ بہرحال ایسے انتہائی جرائم پر آسانی سے آمادہ نہیں ہو سکتا۔ صاف ظاہر تھا کہ ڈیوک آف مارچ مونٹ نے کسی اور شخص کو اپنا آلہ کار بنایا ہے۔ اور

اس نے مہارانی اندرا کے دھوکے میں سگونہ پر وار کیا ہے۔ لیکن موجودہ حالات میں اس جرم کو ڈیوک کے خلاف ثابت کرنا مشکل تھا۔ اسی لئے اندرا نے پولیس کے روبرو ڈیوک کا نام لینا بھی نامناسب سمجھا تھا۔

"اندرا!" آخر کار مسٹر ریڈکلف نے مہارانی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر محبت سے دباتے ہوئے کہا۔ "یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ وار جس سے تم بال بال بچی ہو۔ محض اس لئے تم پر ہونے والا تھا۔ کہ تم از راہ عنایت و فیاضی میرے معاملات میں غیر معمولی دلچسپی لے رہی ہو۔ بہرحال شکر ہے کہ قادر مطلق نے اپنی حکمت کاملہ سے تمہیں خطرہ سے محفوظ رکھ کر ایک اور کو اس وار کا نشانہ بنایا۔ میری رائے میں وہ وقت ابھی دور ہے۔ جب ہم اس شخص کا نام کھلا کھلا لے سکیں گے جس کے ذکر سے ہی نفرت اور کراہت ہوتی ہے۔ پھر بھی اس کی کوششوں کو ضائع کرنے اور اس کے دل میں کوئی تازہ خوف پیدا کرکے آئندہ ایسی قاتلانہ حرکتوں سے روکنے کے لئے ہمیں ضرور کوئی تدبیر کرنی چاہئے۔"

"ہاں پیارے کلیمنٹ" اندرا نے جواب دیا۔ "ایسا کرنا ضروری ہے۔ گو میرے خیال میں معاملات کی الجھن رفتہ رفتہ یقینی طور پر خود ہی رفع ہوگی۔ جیسا کچھ عرصہ سے ہو رہی ہے اور اس کے بعد ....

"اندرا جو تم کہتی ہو ٹھیک ہے" ریڈکلف نے قطع کلام کرکے کہا۔ "مگر جیسا میں نے بیان کیا تھا ہمیں اس دوران میں بعض انسدادی تدابیر اختیار کرنا بھی لازم ہے۔ سگونہ کے جو حالات مس الیشٹن کی زبانی معلوم ہوئے ہیں۔ یعنی کس طرح ایک رات اس نے اسے اخبار پڑھتے دیکھا۔ اور ایک بار وہ دبے پاؤں اس کے سامنے تمہارے کمرہ خواب میں داخل ہوئی۔ یہ باتیں کئی طرح کے شبہات پیدا کرتی ہیں۔ اور اس عجیب واقعہ کی روشنی میں جو میرے اور سگونہ کے درمیان پیش آیا تھا۔ میں ایک حد تک ان کا مطلب بھی سمجھ گیا ہوں۔ اس واقعہ کو میں ہرگز ظاہر نہ کرتا۔ مگر آج کے حالات نے اس کے ذکر پر مجبور کر دیا ہے۔"

یہ کہہ کر مسٹر ریڈکلف نے اس گفتگو کا سب حال بیان کیا جو اس کے اور سگونہ کے درمیان ہوئی تھی۔ اس کے اقرار محبت۔ اظہار جوشش اور آخر میں انتقام کی دھمکی کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ اس سے پہلے بھی بعض موقعوں پر مجھے اس کی نگاہ میں ایک عجیب بھیانک روشنی نظر آتی تھی۔ اندرا اس بیان کو نفرت اور حیرت کے ساتھ سنتی رہی۔ مگر چونکہ طبعاً عالی ظرف اور فیاض تھی۔ اس لئے اس کے دل میں خادمہ کی طرف سے کسی طرح کا جوش رقابت یا غصہ اور ناراضی پیدا نہیں ہوئی۔

اس نے سب حال سن کر فقط اتنا کہا۔ "اندرا ان واقعات سے تم کیا نتیجہ اخذ کرتے ہو؟"

"یہی کہ سگونہ میرے راز سے واقف ہو چکی ہے۔" مسٹر ریڈ کلف نے جواب دیا۔ "اخبار نامہ کے پرانے پرچے دیکھنے سے اس کا مدعا زمانہ گذشتہ کے ان حالات کو جاننا تھا جو اسے معلوم نہ تھے میرا خیال ہے وہ مجھے بس میں لانا اور قابو میں رکھنا چاہتی تھی۔ میں اس کی فطرت اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ چونکہ میں نے اس کی محبت قبول نہیں کی۔ اس لئے اب وہ مجھ سے سخت نفرت کرتی ہے۔ پہلے نرمی سے کام نکالنا چاہتی تھی۔ اب سختی پر آمادہ ہے۔"

مہارانی کے چہرہ پر درد و اذیت کے آثار نمودار ہوئے۔ کہنے لگی۔ "آہ کسے خبر تھی کہ سگونہ ایسی روباہ خصال ثابت ہوگی۔ پیارے کلیمنٹ میں سخت نادم ہوں کہ محض میری لاپروائی سے اسکو تمہارے حالات سے واقف ہونے کا موقعہ ملا۔ نہ میں ان اخباروں کو اس لاپروائی سے رکھتی نہ اسے ان کو دیکھنے کا موقعہ ملتا۔ اور میں کتنی بے وقوف تھی۔ کاش مجھے پہلے سے علم ہوتا۔۔۔"

"اندرا تم ناحق رنج و ملال ظاہر کرتی ہو۔" مسٹر ریڈ کلف نے محبت سے اس کا ہاتھ دباتے ہوئے کہا۔ "تم نے جو کیا میری بہتری کے لئے تھا۔ اور دیکھو قادر مطلق کا اپنا ہاتھ ہمارا مددگار ہے۔ اسی نے اپنی شکتی کا مظاہرہ۔ سگونہ کو خنجر کا نشانہ بنایا۔ کیونکہ وہ یقیناً میرے یا تمہارے خلاف کوئی شرارت کرنے کے لئے ہی جا رہی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنی جیبیں تمہارے زیوروں اور طلائی سکوں سے بھریں اور اپنے کپڑوں پر تمہارا لباس پہنا۔ اس بھیس کی تبدیلی کے متعلق میری دو رائیں ہیں۔ یا وہ اس ذریعہ سے اپنی شخصیت چھپانا چاہتی تھی۔ یا اپنے کسی فعل سے تمہیں بدنام کرنے کا ارادہ رکھتی تھی۔ مگر خدا کا انصاف دیکھو کہ پہلا قدم اٹھاتے ہی اس کو اتنی سخت سزا مل گئی۔"

"مگر کسے خیال آسکتا تھا کہ یہ عورت ایسی ناسپاس ہوگی۔" اندرا نے حسرت سے کہا۔ "میں اسے اپنا سچا معتمد اور وفادار سمجھتی تھی۔ مجھے اس سے دلی محبت تھی۔ اسی لئے میں اس سے کوئی بات چھپا کر نہ رکھتی تھی۔"

"بہرحال اب وہ بستر نقاہت پر دراز ہے" مسٹر ریڈ کلف نے کہا۔ "اور سردست یہ کہنا مشکل ہے کہ اس سے جیتی اٹھے گی یا نہیں۔ اٹھی بھی تو کامل صحت یابی کے لئے بہت عرصہ درکار ہوگا۔ گویا سردست وہ مجھے یا تمہیں کسی طرح کا ضرر نہیں پہنچا سکتی۔ اندرا میں نے ایک سے زیادہ موقعوں پر محسوس کیا ہے کہ قادر مطلق خود آپ ہماری مدد کر رہا ہے۔ اب اگر سگونہ اس زخم کاری سے جانبر نہ ہوئی۔ تو سمجھنا چاہیے۔ کہ ایک سانپ تھا جسے خدا نے اپنی حکمت کاملہ سے ہمارے رستہ سے

ہٹا دیا۔ اور اگر بچ گئی تو امید کرنی چاہیئے۔ کہ وہ ایک مدت تک کسی طرح کا ضرر پہنچانے کے قابل نہ ہوگی اور اس عرصہ میں وہ الجھن جنکے رشتوں کو سلجھانے کی ہم کوشش کر رہے ہیں۔ دور ہو جائے گی پھر میرے لئے انکشاف راز کا اندیشہ بھی باقی نہ ہوگا۔ لیکن یہ باتیں وقت چاہتی ہیں۔ فوری ضرورت کے لئے ہمیں کوئی ایسا کام کرنا چاہیئے۔ جو ہماری حفاظت اور سلامتی کے لئے ضروری ہو۔"

"پیارے کلیمنٹ" مہارانی اندرا نے نرم لہجہ میں کہا۔ "کچھ بھی ہو پرماتما کے لئے آئندہ کوئی بات ایسی نہ کرنا جو تمہارے لئے نا پاک یا تمہارے فرائض کے خلاف ہو۔ تم اچھی طرح جانتے ہو" یہ کہتے ہوئے اس نے ریڈکلف کی طرف کچھ محبت سے دیکھا۔ "اگر تم پر ذرا آنچ آئی تو میں بھی اپنی جان پر کھیل جاؤں گی۔"

مہارانی کے ان لفظوں کا مسٹر ریڈکلف کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ اور وہ تھرائی ہوئی آواز سے کہنے لگا۔ "اندرا میں جو تمہارے احسانات سے تا زیست سبکدوش نہیں ہو سکتا ایسا خود غرض نہیں ہوں کہ اپنے لئے تمہاری سلامتی کو خطرہ میں ڈال دوں۔ بس کوئی نیک تدبیر بہت جلد عمل میں لانی چاہیئے۔ . . . آہ میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا ہے۔ تم ذرا قلم دوات لے کر بیٹھ جاؤ۔ اور جس طرح کہتا ہوں لکھو۔"

مہارانی نے اس حکم کی تعمیل کی۔ اور اسی کمرہ میں ایک میز کے پاس جس پر سامان نوشت رکھا ہوا تھا۔ بیٹھ گئی۔ مسٹر ریڈکلف آہستہ آہستہ کمرہ میں ٹہلنے لگا۔ اور اسی حالت میں اس نے حسب ذیل مضمون لکھایا۔ مگر اس کو لکھاتے ہوئے اس کے چہرے نے کئی رنگ بدلے۔ اور اس کی صورت سے کئی طرح کے جذبات کا اظہار ہوا۔

صاحب تم نے مجھے قتل کرانے کی کوشش کی۔ مگر میں بچ گئی۔ اور ایک بدنصیب عورت میری سجا اس وار کا نشانہ بنی۔ تم یہ سن کر چونک جاؤگے۔ تمہاری صورت سے خوف و اضطراب ظاہر ہوگا۔ اور تمہارا گنہگار ضمیر فوراً کہیگا۔ کہ قادر مطلق کا اپنا ہاتھ میری حفاظت اور تمہاری تخریب کے درپے ہے۔ تم یہ بھی معلوم کروگے۔ کہ انسان اپنے پچھلے گناہوں اور سابقہ جرموں کے خمیازہ سے بچنے کے لئے خواہ کتنی کوشش کرے بے سود ہے۔ یہ سب باتیں تم آپ محسوس کروگے۔ مگر جو کچھ میں تمہیں بتانا چاہتی ہوں۔ یہ ہے کہ حالات کا جال تار عنکبوت کی طرح تمہارے گرد بڑی مضبوطی سے کسا جا رہا ہے۔ اب میں نہیں کہتی۔ کہ تم اپنے گناہوں اور جرموں کا اقرار کرکے باقی عمر ان کی تلافی کی کوشش میں بسر کرو۔ نہ یہ بھی کہتی ہوں۔ کہ اپنی خطاؤں پر خود ہی نادم اور شرمندہ ہو۔ کیونکہ میں جانتی ہوں

جس رتبہ اعلیٰ کو حاصل کرنے کے لئے تم نے ہر قسم کے جرم و گناہ کا بوجھ اپنے سر لیا۔ اس سے آسانی دست بردار نہیں ہو سکتے۔ لیکن خبردار آئندہ مجھ پر طاقت آزمائی نہ کرنا۔ کیونکہ میں تمہاری سب باتوں سے آگاہ اور ہر قسم کی چالوں کے مقابلے کے لئے تیار ہوں۔ آئندہ میرے خلاف ذرا بھی حرکت کرو گے۔ تو وہ سارے حالات جو مجھے معلوم ہیں۔ بے کم و کاست دنیا پر ظاہر کر دوں گی۔ اور وہ ہاتھ جس نے ایک یادگار موقعہ پر مسز اوک لینڈ کی خوابگاہ میں خنجر خونخوار دکھایا تھا۔ مکر وریا کی اس نجس چادر کو جس کے پردہ میں لاکھوں گناہ چھپے ہوئے ہیں۔ تار تار کر دے گا۔ وہ ہاتھ تمہارے اصلی حالات کی تفصیل لکھ کر ملکہ معظمہ کے نام بھیجے گا۔ جس کے بعد دنیا میں تمہارا کہیں ٹھکانہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے سنبھلو اور غور کرو کہ تم کیسے خطرناک مقام پر کھڑے ہو۔ اپنے گناہوں کو یاد کر کے ڈرو۔ کانپو اور یاد رکھو کہ اگر تم کسی کو صفحہ ہستی سے محو کرنے کی کوشش کرو گے۔ تو وہ بھی تمہارے خلاف ایسی تدابیر اختیار کرے گا۔ جن سے تم مر سکو گے نہیں۔ مگر ذلیل و رسوا۔ خراب و خستہ۔ تباہ و برباد ہو کر خود اپنے ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ کرنے پر مجبور ہو گے۔ یہ میری آخری تنبیہ تھی۔ اس سے فائدہ اٹھانا نہ اٹھانا تمہارا کام ہے۔

جس وقت مہارانی مسٹر ریڈ کلف کے کہنے پر یہ سطریں تحریر کر رہی تھی۔ اس کے ہاتھ کو کئی بار لرزش ہوئی۔ اور مسٹر ریڈ کلف کے چہرہ پر بھی پے در پے کئی رنگ ظاہر ہوئے۔ یہ عبارت لکھاتے وقت اس کی آواز گہری اور سنجیدہ تھی۔ اور بیچ میں دو تین مرتبہ اس نے حالت اذیت میں اپنے ہاتھ سے پیشانی کو دبایا۔ معلوم ہوتا تھا ان الفاظ کے بیان و تحریر سے کلیمنٹ ریڈ کلف اور مہارانی اندرا دونوں کے دل میں بعض خوفناک واقعات کی یاد تازہ ہو رہی تھی۔ آخر مضمون ختم ہوا۔ تو اندرا نے رقعہ کو تہہ کر کے ایک لفافہ میں بند کیا۔ اور اس پر ڈیوک آف ایرج کا پتہ لکھا۔ اس کے بعد اس نے پوچھا "کلیمنٹ کیا تمہارا ارادہ اس خط کو بھیجنے کا ہے؟"

"میرے عزیز ایسا کرنا نہایت ضروری ہے" ریڈ کلف نے جواب دیا۔ "بہتر ہو یہ خط وارڈن مارکس کے حوالہ کر دیا جائے۔ اور تم اسے کہو کہ وہ آج ہی رات اسے بلگریو سکوئر والے مکان میں پہنچا دے۔ مگر نہ یہ بتائے کہ خط کہاں سے آیا ہے۔ نہ اس کے جواب کا انتظار کرے۔"

اسی طرح کیا گیا۔ اور اس کے تھوڑی دیر بعد مسٹر ریڈ کلف کرسچن ایشٹن کے ساتھ سیز واٹر کے بنگلہ سے رخصت ہوا۔

باب ۱۱۴

عورت کی محبت

اس خط کا بدنصیب ڈیوک آف مارچ مونٹ پر جو اثر ہوا۔ اس کا حال ناظرین کو پہلے معلوم ہو چکا ہے جس عبارت کے لکھنے اور لکھوانے سے مہارانی اور ریڈکلف کے دل میں لاانتہا خوفناک واقعات کی یاد تازہ ہوئی۔ اور مختلف جذبات نے ان کے چہروں پر جانگداز اثرات پیدا کئے تھے۔ اسکے مطالعہ کا ڈیوک کے دل پر جو اثر ہو سکتا تھا۔ وہ اور زیادہ تفصیل کا محتاج نہیں۔ قریباً نصف گھنٹہ وہ شدت حیرت و خوف سے بت کی طرح بے حرکت بیٹھا رہا۔ منہ کھلا اور نگاہ معطل ہو گئی تھی۔ نہ ہاتھ پاؤں میں دم نہ سر میں ہوش و حواس۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ نیند میں کوئی بھیانک خواب دیکھ رہا ہے۔ یکایک عالم اضطراب میں کرسی سے اٹھ کر اس نے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو زور سے پیشانی پر مارا۔ گویا اس ذریعہ سے دماغی پریشانیوں کا خاتمہ کرنے کے لئے کاسہ سر کو توڑ دینا چاہتا تھا۔ اس وقت جیسی پریشانی جیسی اذیت جیسی تکلیف اس بدنصیب شخص نے محسوس کی۔ اس کا اندازہ تخیل انسانی سے بعید ہے۔ لوگ کئی باتوں کو اذیت کی انتہائی صورت قرار دیتے ہیں۔ اور سچ پوچھئے تو تماشہ گاہ عالم میں ہر فرد بشر مختلف اوقات میں مختلف قسم کی ذہنی تکلیفیں برداشت کر کے انہی کو سب سے زیادہ خوفناک سمجھا کرتا ہے۔ لیکن جو عذاب جہنم جو زہر کی گداز تکلیف بدنصیب ڈیوک کو اس وقت محسوس ہوئی۔ وہ شائد کبھی کسی شخص نے برداشت نہ کی ہوگی۔ اس کا کچھ اندازہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی جس کو سزائے موت کا حکم سنایا جا چکا ہے۔ اس وقت کا انتظار کر رہا ہے۔ جب اسے پھانسی پر لٹکایا جائیگا۔ ایک اور آدمی بستر مرگ پر دراز ہے حکیم اور ڈاکٹر جواب دے چکے ہیں اور وہ جانتا ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اسے دست اجل سے محفوظ نہیں رکھ سکتی۔ ایک تیسرا آدمی زور کے رن میں گھرا ہوا اکیلا دشمن کا مقابلہ کر رہا ہے۔ آس پاس گولیاں سنسناتی ہوئی گذرتی ہیں۔ دشمن کی جمعیت سیاہ بادل کی طرح محیط ہے اور وہ جانتا ہے کہ انتہائی شجاعت اور بسالت ظاہر کر کے بھی زندہ واپس نہیں جا سکتا۔ اب اگر ان تینوں شخصوں کی ذہنی تکلیف کو جمع کر کے اسے کئی گنا ترقی دی جائے اور اس کے مجموعہ سے وہ عنصر لطیف جو ہر سہ حالات میں موجود ہے خارج کر دیا جائے تو جو باقی بچے وہ بھی اس خوف کے مقابلہ میں جو اس وقت ڈیوک آف مارچ مونٹ کو محسوس

ہوتا تھا۔ ہیچ اور ناقابل ذکر ہو گا۔ لوگ اربیلا۔ فرسیلیا۔ واٹرلو۔ اور بنکر ہل کے معرکوں کو بہت خونریز اور ہولناک بیان کرتے ہیں۔ مگر امید و بیم اور سکون و ہراس کی جو خوفناک جنگ اس وقت ڈیوک آف مانچسٹر کے دماغ میں ہو رہی تھی۔ جو اذیت و تکلیف اس وقت اس بدنصیب کی روح کو محسوس ہوتی تھی۔ ان معرکوں کی تفصیل اس کا شائبہ تک ظاہر نہیں کر سکتی۔

مگر اس پریشانی میں بھی وہ اپنی حالت پر غور کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ سوچتا ہے۔ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ آپ حیران ہو کر پوچھتے ہیں۔ کیا ایسے خوف و ہراس میں فہم و ادراک باقی رہ سکتا ہے؟ کیا فراست مصیبتوں کے اس بار عظیم کی متحمل ہو سکتی ہے۔ جو ڈیوک کے سر پر تھا؟ شاید۔ بہرحال جیسا ہم نے لکھا تھا۔ وہ اپنی جگہ سے چونک کر اٹھا۔ اور اپنا ہاتھ بڑے زور سے پیشانی پر مار کر چند قدم ادھر ادھر ٹہلا۔ مگر ٹانگیں کسی عادی میخوار کے اعضا کی طرح لڑکھڑاتی تھیں دماغ خیالات کی رہنمائی سے معذور تھا۔ درد سے کراہتا اور سرد آہیں بھرتا پھر وہیں بیٹھ گیا۔ نگاہیں دوبارہ اس رقعہ پر پڑیں۔ جو ہاتھ سے چھوٹ کر فرش زمین پر گر پڑا تھا۔ ڈیوک نے جھک کر اسے اٹھایا۔ اور پھر پڑھا۔ واقعی یہ حالت خواب نہیں۔ ناقابل حقیقت تھا۔ رقعہ کا مضمون وہی تھا۔ جو گرم سرخ لوہے کے پیدا کردہ نشانات کی طرح اس کے دماغ میں جم چکا تھا۔ رقعہ کو ہاتھ میں لئے وہ پھر اٹھا اور کاغذ کا ایک سرا شمع کی لو سے لگا دیا۔ کاغذ جلنے لگا۔ تو ڈیوک نے اسے آتشدان پر پھینک دیا۔ اسے راکھ ہوتے دیکھ کر اس نے پہلے ہلکا اطمینان کا سانس لیا۔ پھر اپنے آپ سے کہنے لگا۔ اب مجھے سب باتوں پر غور کرنا چاہیئے"

خیالات جمع کرنے کے لئے دونوں کہنیاں میز پر ٹیک کر اس نے اپنا زرد چہرہ کھلے ہاتھوں میں اس طرح چھپا لیا۔ کہ انگلیاں بند آنکھوں کو دبائے ہوئے تھیں۔ بظاہر اس کا خیال تھا۔ کہ خارجی چیزوں سے دھیان ہٹا کر باطنی غور و فکر کا بہتر موقعہ مل سکتا ہے۔ اس سکون و سکوت کی حالت میں اس نے محسوس کیا۔ کہ میری حیثیت اس جرنیل کی طرح ہے۔ جو ایک چھوٹے شہر میں محصور ہو۔ دشمن بے تحاشہ بڑھا آتا ہو۔ اس کی خندقیں اور دمدمے سامنے دکھائی دیتے ہوں سرنگیں کھد رہی ہوں۔ اور توپخانہ آگ اگل رہا ہو۔ اور اس حالت میں وہ بدنصیب نہ جانتا کہ آخری حملہ کب ہوگا۔ دشمن کے آلات حرب کیا ہیں۔ اور اس کے مقابلہ کی کونسی صورت ممکن ہے اس محصور جرنیل کی طرح ڈیوک بھی جتنا زیادہ اپنی حالت پر غور کرتا۔ اسی قدر دماغی پریشانی بڑھتی اور خیالات کی الجھن ترقی کرتی تھی۔

"اندرا کو کئی باتیں معلوم ہوگئیں"۔ اس نے اپنے دل سے کہا "بلکہ عجب نہیں وہ سب حالات سے واقف ہو چکی ہو۔ بہرحال اس میں تو کسی طرح کا شک نہیں رہا۔ کہ وہ میرے اکثر معاملات سے خبردار ہے۔ پھر وہ کس لئے تامل کرتی ہے؟ کیوں آخری وار کرنے سے ڈرتی ہے؟ ایسا تو نہیں کہ اس کے نزدیک یہ باتیں ابھی تک محض شک کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اور وہ ان کے بارہ میں ثبوت جمع کرنے کی کوشش کر رہی ہے... مگر وہ کون ہے؟ کیوں میرے کاموں میں اتنی دلچسپی لیتی ہے؟ اور وہ جسے میں نے چند مرتبہ خواب کی طرح دیکھا ہے۔ کیا یہ سچ ابھی تک زندہ ہے؟ افسوس! میں کتنا بے وقوف تھا۔ کہ آج تک حقیقت کو نظر انداز کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ کیا میں نے ان آنکھوں سے اسکو نہیں دیکھا؟ مگر اس کا اس عورت سے واسطہ؟ کیا وہ اندرا سے ملا ہوا ہے؟ کیا ان میں کسی طرح کا تعلق قائم ہو چکا ہے؟ ایسا ہو۔ تو وہ ضرور اس کے گھر رہتا ہوگا۔ کیا عجب وہ اس سے شادی کر چکا ہو.. یا شاید دونوں میں ناجائز تعلق ہو۔ اس کا صحیح حال کس کو معلوم ہے۔ مگر کچھ ہو میرا فرض ہے۔ کہ ایک آخری زبردست اور خوفناک وار کروں... میں اسے انصاف کے حوالہ کردوں اور... مگر نہیں۔ جلد بازی ٹھیک نہیں۔ تعجیل کار شیطان ہے۔ مجھے بڑی احتیاط کرنی چاہیئے۔ ورنہ میرے وار کا اثر الٹا مجھی پر ہوگا... اور وہ کون ہے جس پر اندرا کی سچا وار ہوا؟ حیرت ہے پر کرنے ایسی غلطی کیوں کی؟ اُف یہ باتیں میرے دماغ میں وحشت پیدا کرتی ہیں۔ سینہ میں آگ سی بھڑکتی ہے۔ دل جلتا ہے۔ سینہ کباب ہوا جاتا ہے۔ رگوں میں خون نہیں پگھلا ہوا سیسہ بہہ رہا ہے۔ سر میں دماغ نہیں۔ کھولتا ہوا تیل بھرا ہے۔ ہائے! کیا اسی کا نام جہنم کی اذیت ہے! او خدا اگر اس دنیا میں انسان کے لئے ایسی تکلیفیں موجود ہیں۔ تو بعد مرگ کیا حال ہوتا ہوگا..."

اپنے ہی خیالات سے ڈر کر بدنصیب ڈیوک نے چہرہ سے ہاتھ ہٹائے۔ اور آنکھیں کھول کر کانپتے ہوئے تلملائی ہوئی نظروں سے چاروں طرف دیکھا۔ بظاہر خوف تھا۔ کہیں شیطان نار دوزخ کا لباس پہنے جہنمی شکوہ کے ساتھ پاس نہ کھڑا ہو۔

"تازہ مصیبت اس عورت نے پیدا کردی ہے"۔ اس نے پھر ایک بار اپنے دل سے باتیں کرتے ہوئے کہا۔ "اس ناہنجار مسز آکسڈن کو بھی اسی وقت نمودار ہونا تھا۔ سوچتا ہوں کیا روپیہ کے لالچ سے چپ رہے گی؟ میرے خیال میں یہی طریقہ ممکن ہو سکتا ہے۔ مگر آہ! کیسے بھیانک خطرے سکتنے عجیب حالات مجھے نرغہ میں لئے رہے ہیں۔ میں سچ مچ ایک بارود خانہ

میں گھبرا رہا ہوں۔ فقط ایک چنگاری۔ ایک ہلکا سا شرارہ اُسے آگ دکھا کر مجھے ختم کر سکتا ہے ... کیا عجب وہ شیطان"... اب اس کا اشارہ بریگز کی طرف تھا... "اتفاقاً پکڑا دیا ہے۔ اور سب حال کہہ دے۔ اس وقت اگر میں حقارت و نفرت سے اس کا بیان رد کرنے کی کوشش بھی کروں۔ تو وہ آسانی سے کہہ سکتا ہے کہ میری گواہ مسز آکسٹن ہے۔ اسے تلاش کر کے اس کی شہادت حاصل کرنی چاہیئے اُف! اُف!..."

یکایک کمرہ کا دروازہ کھلا۔ اور ڈچس آف مارچ مونٹ داخل ہوئی۔ حسین و خلیق لیونیا اس وقت اکیلی تھی یعنی خواصوں میں سے کوئی اس کے ساتھ نہ تھی۔ وہ ڈرتے ڈرتے رک رک کر آگے بڑھی۔ اس کا چہرہ فکر و تشویش ظاہر کرتا تھا۔ دو قدم چل کر وہ اپنے شوہر کی بھیانک زرد صورت دیکھ کر دروازہ میں ہی کھڑی ہو گئی۔

ڈیوک نے اُسے دیکھ کر جمع خاطر کی کوشش کی مگر ناکام رہا۔

"پیارے جیوف!" لیونیا نے آہستہ سے اس کی طرف آتے ہوئے کہا۔ "آخر کس خوفناک واقعہ نے تمہیں اتنا پریشان کر رکھا ہے؟..."

"واقعہ!... خوفناک!" ڈیوک نے ترش و غضب آلود لہجے میں کہا۔ "کیا کہتی ہو!..."

"پیارے شوہر ناراض نہ ہو۔" بیگم نے اپنا نازک سپید ہاتھ ڈیوک کے بازو پر رکھ کر اس کے چہرہ کو التجائی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "سچ جانو میں ہر وقت تمہاری خوشی اور بہبودی کے لیے کوشش کرتی ہوں۔ میں کبھی ایک لمحہ تمہاری بہتری سے غافل نہیں رہی..."

"بے شک" ڈیوک نے انداز حقارت سے ہنس کر کہا۔ "اور شاید اس وقت بھی یہ کہنے آئی ہو کہ میں تمہاری بھلائی کا اعتراف کر چکی ہوں۔ مگر یہ بات تم اس سے پہلے بارہا کہہ چکی ہو۔ کیا اب مجھے دوزانو ہو کر تمہارا شکریہ ادا کرنا چاہیئے؟"

"نہیں۔ پیارے شوہر" ڈچس نے جس کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔ جواب دیا۔ "مجھے ایسی باتوں کی تمنا نہ چاہیئے تھی بلکہ ... میں اس کی بھی خواہش نہیں رکھتی کہ تم میرے سامنے لہجہ انکسار اختیار کرو۔ کیونکہ یہ فرض قدرت نے میرے ذمہ ڈالا ہے۔ جو تمہاری منکوحہ بیوی ہوں تم کتنے سنگدل ہو۔ میں ان وعدوں کو نہیں بھول سکتی۔ جو میں نے بوقت شادی کر جانے کیے تھے۔ میں عورت ہوں۔ اور عورت کا کام اپنے شوہر کی فرمانبرداری اور اطاعت گذاری ہے..."

"خیر ان فضول باتوں کو جانے دو،" ڈیوک نے قطع کلام کر کے کہا "میں تم عورتوں کی چالیں خوب سمجھتا ہوں۔ اپنے فرضوں کا ذکر کر کے تم جتانا چاہتی ہو کہ مجھ پر بحیثیت مرد کے بھی فرض عائد ہوتے ہیں۔"

"پیارے ہیو میں نے یہ لفظ ہرگز اس نیت سے نہیں کہے تھے۔" حسین و خلیق ڈچس نے روتے ہوئے کہا "نہیں معلوم تم اتنے بدگمان کیوں ہو؟ پیارے میں التجا کرتی ہوں اپنی داسی کی نسبت غلط خیالات کو دل میں جگہ نہ دو۔ میں تمہاری ادنےٰ کنیز ہوں۔ اور اپنی جان تک کو تم پر نثار کرنا فرض جانتی ہوں۔ یقین نہ ہو تو جس طرح چاہو امتحان لے لو۔ ہاں تمہیں آزردہ اور پریشان دیکھ کر میرا دل مضطرب ہوتا ہے۔ سچ کہو۔ تم اتنے غمگین کیوں ہو؟ تم اپنا سب حال مجھ سے کہو۔ کہ میں تسکین کے آب سرد سے تمہارے رنج و اضطراب کی آگ فرو کر سکوں۔"

"مگر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں غمگین ہوں؟" ڈیوک نے جلدی سے پوچھا "میں تمہارے لفظوں کا مطلب بالکل نہیں سمجھا۔"

"پیارے تم اپنی حالت کو چھپانے کی کتنی بھی کوشش کرو۔ تمہاری صورت۔ تمہارا انداز تمہاری نگاہ سب کہے دیتی ہے کہ تمہارے دل پر ضرور کچھ بوجھ ہے۔" ڈچس نے تقریر جاری رکھ کر کہا "سچ کہتی ہوں۔ تمہارا آرام مجھے اپنے آرام سے بدرجہا عزیز ہے۔ میں تمہیں ایک لمحہ اداس و پریشان دیکھنا گوارا نہیں کر سکتی۔ تم اپنے غموں کو چھپاتے ہو۔ مگر میں دیکھتی ہوں۔ کہ جب تم ہنستے ہو۔ تو یہ ہنسی مصنوعی ہوتی ہے۔ کچھ کہتے ہو۔ تو منہ سے بے جوڑ الفاظ نکلتے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر گذری میں نے ایک نوکر کو دوسرے سے کہتے سنا کہ آقا کے نام ایک خط آیا تھا جس کے بعد ان کی طبیعت بے حد افسردہ اور غمگین ہے۔۔۔"

"آہ! یہ بات تم نے سن لی!" ڈیوک نے جھلا کر کہا۔ اور انتہائی ضبط کے باوجود اپنے جوش کو دبانے سے قاصر رہ کر اس نے زور سے فرش زمین پر ٹھوکر ماری "اس کے معنی یہ ہیں کہ تم چھپ کر میری حرکات دیکھتی اور پوشیدہ طور پر میری گفتگو سننے کی کوشش کرتی ہو۔۔۔"

"پیارے میں اس خطا کے لئے معافی چاہتی ہوں۔" ڈچس نے منت آمیز لہجہ میں کہا "خدا جانتا ہے۔ میں تمہیں ناراض کرنا نہیں چاہتی۔ بارہا جب میں نے تمہارے چہرہ پر رنج و الم کے آثار دیکھے تو بے اختیار دل میں خیال آیا کہ تمہیں صرف میری وجہ سے رنج ہے۔" لیونیا نے نرم لہجہ میں کہا "مگر آج تمہاری صورت اتنی غمگین۔ تمہارا انداز اتنا عجیب اور تمہاری حرکات اتنی بے ربط ہیں اور

اس میں کسی دوسری عورت نے نہیں اتنا پریشان کر رکھا ہے کہ میں بڑی کوشش کے باوجود نہ رہ سکی۔ اور مجبوراً دیانت حال کی جرأت کی۔ اس کے لئے میں پھر تم سے معافی چاہتی ہوں۔ امید ہے میری نیک نیتی دیکھ کر معاف کر دو گے۔ پیارے میرے" اس نے ڈیوک کی طرف اشک آلود آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا "اگر میں کسی طرح تمہارے بار رنج کو ہلکا کر سکوں۔ اگر میرا کوئی لفظ تمہارے رنج و الم کا ازالہ کر سکے تو حکم دو میں ہر طرح کی خدمت کے لئے تیار ہوں۔ یا اگر میری موجودگی ہی بار خاطر ہو۔ تو کہہ دو کہ میں اپنا منحوس وجود لیکر کہیں چلی جاؤں۔۔۔"

"آہ۔ کیا تم بھی مجھے چھوڑنے کی فکر کر رہی ہو!" ڈیوک نے اس جوش کی حالت میں جب وہ دیکھتا تھا۔ کہ سارے دوست آشنا ایک ایک کرکے میرا ساتھ چھوڑ رہے ہیں یہ نہ جانتے ہوئے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ طنزیہ کہا "تم بھی میرے دشمنوں سے ملنا چاہتی ہو؟"

"خدا نہ کرے" لیونیا نے پُر نور لہجہ میں کہا "پیارے ایسا نہ کبھی ہوا ہے۔ اور نہ ہوگا مگر تمہارے لفظوں سے معلوم ہو گیا کہ تمہارے بعض دشمن ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ان کا حال مجھ سے بیان کرو۔ مجھے بتاؤ ان کی دشمنی کس بنا پر ہے؟ میری محبت کے امتحان کا یہ اچھا موقعہ ہے۔ تم دیکھو گے کہ میں عہد ماضی کو بالکل بھول گئی ہوں۔۔۔"

"اگر ایسا ہے تو پھر تم بار بار اس زمانہ کا ذکر کیوں کرتی ہو؟" ڈیوک نے بے صبری سے پوچھا "پیارے میں نے یہ الفاظ طنز یا ملامت کے لئے نہیں کہے تھے"۔ لیونیا نے لہجہ انکسار سے کہا۔ "اگر انہی الفاظ کی وجہ سے رنج پہنچا ہو۔ تو میں پھر معافی چاہتی ہوں۔ میرا مطلب فقط یہ ظاہر کرنا تھا۔ کہ میں اب بھی ویسی ہی فرمانبردار و جانثار کنیز ہوں جیسی کبھی تھی۔ اور تمہارے منہ سے نکلا ہوا محبت کا ایک لفظ سابق کی طرح اب بھی مجھے رشتہ ممنونیت سے جکڑ سکتا ہے"۔

کہتے ہیں عورت کی محبت میں بڑی طاقت ہے۔ بارہا دیکھا گیا ہے۔ کہ سخت ترین گناہ گار اور سنگدل آدمی کا دل بھی اس سے متاثر ہو جاتا ہے۔ عورت کی محبت اس راحت بخش مرہم کی طرح ہے۔ جو زخموں کے اندمال میں اثر سحر رکھتا ہے۔ خواہ وہ زخم اپنے گناہوں اور جرموں نے ہی پیدا کئے ہوں۔ یہی حالت اس وقت ڈیوک آف مارچ مونٹ کی تھی۔ یکایک اس کی طبیعت میں انقلاب عظیم واقع ہوا۔ ایک عرصہ سے اسکو بیگم سے دلی نفرت تھی۔ آجتک وہ اس سے سرد مہری اور تغافل کیا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اس کے وقار نسوانی کو صدمہ پہنچا سکے۔ تو اس سے کبھی دریغ نہ کرتا تھا۔ مگر آج اس کی گفتگو نے ڈیوک کے پتھر دل کو بھی موم کر دیا۔ اس نے بیگم کی طرف

دیکھا۔ اب تک اس کے رخساروں پر رنج و غم کے آنسو بہتے تھے۔ اس وقت مارچ مونٹ نے محسوس کیا۔ یہ آنسو میری پھوٹی ہوئی تقدیر پر بہائے جا رہے ہیں۔

مجبور ہو کر کہنے لگا "لیونیا پر شدید مصیبتوں اور فکروں کے ہجوم نے مجھے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔ مجھے چاروں طرف دشمن ہی دشمن نظر آتے ہیں۔ تم بہت ہمدردی کرتی ہو تمہارا سلوک امید سے بڑھ کر عنایت آمیز ہے۔ سچ جانو میں ان نیکیوں کا مستحق نہیں ہوں۔"

"زبان سے پیارے شوہر" ڈچس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں سے گرمجوشی سے لگاتے ہوئے کہا "تمہارے الفاظ میرے لئے رنج و راحت کا دوگونہ اثر رکھتے ہیں۔ ان سے ایک طرف خوشی اور دوسری طرف رنج ہوتا ہے۔ خوشی اس لئے کہ ان سے محبت اور اعتماد کی بو آتی ہے۔ رنج اس لئے کہ تم دشمنوں کے زعم کا ذکر کرتے ہو۔ پیارے وہ دشمن کون ہیں؟ اگر ان کی دشمنی تمہاری کسی خطا سے تعلق رکھتی ہے۔ تو کیا ایک کمزور عورت کی التجا ان کے دلوں پر کچھ اثر پیدا نہیں کر سکتی؟ یا اگر ان کی خصومت بے وجہ ہے تو کیا عورت کی فہمائش کچھ کام نہ دے گی؟ اس موقعہ پر میری خدمات کچھ بھی فائدہ دے سکتی ہوں۔ تو اجازت دو کہ میں اپنی منت و التجا سے ان کو دشمنی سے باز رکھنے کی کوشش کروں۔ کیونکہ سچ پوچھو تو وہ تمہارے نہیں میرے ہی درپے آزار ہیں۔ وہ تم پر نہیں بالواسطہ مجھی پر سختی کر رہے ہیں۔"

ڈیوک تھوڑی دیر چپ رہ کر کچھ سوچتا رہا۔ پھر یکایک کہنے لگا "لیونیا تم اگر چاہو تو واقعی مجھے بچا سکتی ہو۔ ہاں تم چاہو۔ تو میرے لئے بہت کچھ کر سکتی ہو۔"

"اس صورت میں حکم دو۔ اور میں فوراً عمل کروں گی۔" ڈچس نے زوردار لہجہ میں کہا۔ "تمہاری خدمتگذاری میرا فرض منصبی ہے۔ تمہاری پیشانی سے غم کے بادل ہٹانا تمہارے قلب مضطرب کو اطمینان دلانا یہ میری زندگی کا مقصد اول ہے۔ بتاؤ میں کیا کر سکتی ہوں۔ اور میں اس کے لئے تیار ہوں۔ اس کے ساتھ ہی پھر کہتی ہوں کہ اگر تمہاری باتوں سے کسی خطا یا کمزوری کا اظہار ہو تو مت سمجھو کہ میں اپنے وعدہ سے پھر جاؤں گی۔ یا اس فرض کی ادائیگی میں جسے اپنے ذمہ لے چکی ہوں۔ کوتاہی کروں گی۔"

"لیونیا اچھی طرح سوچ کر جواب دو۔" ڈیوک نے اس کے چہرہ کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا۔ "جوش کی حالت میں انسان بہت کچھ کہہ جاتا ہے۔ جس پر آخرکار حالت سکون میں افسوس کرنا پڑتا ہے۔ میں جانتا ہوں تم ذکی الحس عورت ہو۔ اگر کوئی بات ایسی ظاہر ہوئی جس سے تمہارے

قلب نازک کو صدمہ پہنچا . . ."

"پیارے ان باطل اندیشوں کو دل سے نکال دو۔" ڈچیس نے کہا "میں التجا کرتی ہوں کہ میرے خلاف کسی بدگمانی کو دل میں جگہ نہ دو۔ میں اس کام کو اپنی مرضی سے کرتی ہوں۔ اور کسی حال میں اس کی انجام دہی سے پیچھے نہ ہٹوں گی۔ کیونکہ میں جانتی ہوں۔ اس کا معاوضہ اس محبت کی بحالی کی صورت میں جو کبھی تمہیں مجھ سے تھی۔ خدا آپ دے گا۔"

ڈیوک نے بیگم کی طرف نہایت غور سے دیکھا۔ پھر ہلکی گہری آواز سے کہنے لگا۔ "لیوبنیا میں تمہارے اس نئے احسان کو تا زیست نہ بھولوں گا۔ اور ممنونیت ایک ایسا جذبہ ہے۔ جو بہت جلد محبت کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ڈرتا ہوں۔ کہیں اس محبت میں جو اس وقت تمہیں مجھ سے ہے . . ."

"آہ تم یہ کہنا چاہتے ہو کہیں ہمارے حالات سن کر میری محبت میں اور کمی نہ ہو جائے" ڈچیس نے فقرہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ "نہیں پیارے یہ ناممکن ہے۔ موقعہ دو۔ کہ میں اپنی محبت کی صداقت کو ثابت کر سکوں۔ میں یقین کرتی ہوں تم اس امتحان سے ہر طرح مطمئن ہو گے۔ میں پھر کہتی ہوں کہ تمہارے دلی حالات سے واقف ہونے سے میرا مقصد محض رفع استعجاب نہیں ہے۔ میں تمہاری معتمد بن کر اپنی محبت کا جواب حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ اور یہ جنس کتنی بھی گراں ہو۔ مجھے اس کی خریداری سے تامل نہ ہو گا۔ اس لئے اطمینان رکھو کہ تمہارے راز کے انکشاف سے میرے دل کو صدمہ نہیں ہو گا۔ میں اسے عہد ماضی کا بھولا ہوا واقعہ سمجھ کر نظر انداز کر دوں گی۔"

"لیوبنیا میں پھر تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں" ڈیوک نے کہا "مگر سر دست زیادہ کہنا نہیں چاہتا کل یہ سارا حال تم سے بیان کروں گا۔ اور یہ بھی بتاؤں گا کہ تم کس طرح میری مدد کر سکتی ہو۔ فی الحال تم مہمانوں کے پاس واپس چلی جاؤ۔ اور تسلی رکھو کہ میں تمہاری فیاضانہ امداد سے فائدہ اٹھانے میں تامل نہ کروں گا۔"

ڈیوک نے اس کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھوں سے کر ہونٹوں تک اٹھایا۔ مگر اس کی یہ حرکت بناوٹ یا دکھاوے کی نہ تھی۔ نہ وہ ایسے طریقوں سے ڈچیس کو اس خدمت کے لئے مجبور کرنا چاہتا تھا۔ جو وہ بالارادہ اپنے ذمہ لیتی تھی۔ نہیں۔ اس کی حالت اس شخص کی طرح تھی۔ جو سخت مشکلات میں گھرا ہوا کسی دوست کی غیبی امداد ملنے پر اس کا حد سے زیادہ احسان مند ہوتا ہے۔ آج تک وہ ایک نہایت بدکردار شوہر ثابت ہوا تھا۔ مگر لیوبنیا نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ مرد خواہ

کتنا سنگ دل - جابر اور سخت گیر ہو - عورت کی محبت کے بغیر اس کی زندگی دریائے ہستی میں بے ہوا کشتی کی طرح ہے - زنانہ اثر ہی وہ مرہم عیسیٰ ہے - جو دل مجروح کے اندمال اور جو صدر شکستہ کی بحالی و تقویت کا سامان مہیا کرتا ہے - جیسا ہم نے کہا ہے - ڈیوک نے بیگم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر لبوں کی طرف اٹھایا - مگر لیوینیا زار زار روتے ہوئے اس کے بازوؤں میں گر گئی - اور سسکیاں لینے لگی - اس کی حالت میں رنج و راحت کا ایک عجیب اشتراک تھا - راحت کھوئی ہوئی محبت کی بازیابی پر تھی - اور رنج شوہر کے لئے تھا جس کے فکر و غم نے اسے دل شکستہ بنا رکھا تھا - وہ اس کے سینہ سے لپٹ گئی - اور جب ڈیوک نے اس ۲۳ سالہ نازنین کے حسن عالم آشوب کو بار اول نظر غور سے دیکھا - جب اس کے سنہری بال ریشم کی طرح نرم اور تار زریں کی طرح چمکدار لمبی سپید گردن پر لہراتے ہوئے نظر آئے - جب اس کی موٹی نیلگوں آنکھیں جو اب تک اشک آلود تھیں - انداز محبت سے اس کے چہرہ کی طرف اٹھیں - تو ڈیوک آف مارچ مونٹ کا پتھر دل بھی موم ہو گیا - اور وہ اس ظلم و ستم کے لئے جو اس نے آج تک بیگم پر روا رکھا تھا - دل سے پشیمان ہوا - اس کے بازو بے اختیار اس کے گرد لپٹ گئے - اس نے اسے چھاتی سے لگایا اور شکستہ آواز سے اتنا ہی کہہ سکا "لیوینیا کاش میں اس محبت کے لائق ہوتا -"

ڈچس نے منت آمیز لہجہ میں کہا "پیارے ان گذری ہوئی باتوں کا جو اس قدر رنجدہ ہیں ذکر جانے دو -" پھر آنسو پونچھ کر شیریں انداز سے مسکراتے ہوئے کہنے لگی "یہ میری محبت کا امتحان ہے - سچ جانو میرے لئے خواہ کوئی کام تجویز کر دو گے میں اس سے پیچھے نہ ہٹوں گی - آہ تم نہیں جانتے ہو - قدرت نے عورت کی محبت میں کتنی زبردست طاقت رکھی ہے -"

"لیوینیا میں کل بتا دوں گا - کہ تم میرے لئے کیا کر سکتی ہو -" ڈیوک نے کہا - "اور اس بارہ میں ضروری ہدایات بھی دوں گا - کہ وہ کام کس طرح ہونا چاہئے - بس اب جاؤ -"

ڈچس نے ایک بار پھر اس کی طرف نظر محبت سے دیکھا - اور اس کے بعد کمرہ سے رخصت ہو گئی -

اس کے جانے پر ڈیوک تنہا رہ گیا - تو اپنے دل سے کہنے لگا "مجھے کامل یقین ہے کہ وہ میری خدمت سے دریغ نہ کرے گی - اس کو مجھ سے سچی محبت ہے - اور اس کی وفاداری پر بھی یقین کیا جا سکتا ہے - امید نہیں وہ میرے کسی راز کو ظاہر کرنا پسند کرے - جہاں تک ممکن ہوگا میری امداد ہی کرے گی -"

جیسا ناظرین نے معلوم کر لیا ہوگا۔ غریب لیونیا کو اپنی بے پار عبت کے باوجود اس بات کا بہت کم علم تھا۔ کہ میرا شوہر کس حد تک جرم و گناہ کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے۔ وہ اس کے ایک ہی گناہ سے واقف تھی۔ یعنی وہ جب اس نے اپنی بیگم کو ذلیل و رسوا کرنے کے لیئے بے وجہ ایک خوفناک سازش کی تھی۔ اور جس کا حال اس داستان میں پیشتر بیان ہو چکا ہے۔ بہرحال وہ اس بات کا مصمم ارادہ کر چکی تھی۔ کہ شوہر کی خدمت گذاری میں خواہ کیسی ہی مشکلات پیش آئیں اور کتنی ہی عجیب باتیں معلوم ہوں۔ میں ادائے فرض سے کوتاہی نہ کروں گی۔ بلکہ وہ اس خیال سے خوش تھی۔ کہ میں اپنی محبت کے اس تازہ ثبوت سے شوہر کے دل سے اگلی سب کدورتیں نکال دونگی اور آئندہ ہماری زندگی امن و راحت۔ محبت اور خوشی سے بسر ہوگی۔

اگلے دن کے اخباروں میں اس واردات کا جو مہارانی کے بنگلہ میں ہوئی تھی۔ کچھ حال درج تھا۔ مگر ناظرین کو اس بات سے آگاہ کرنے کے لیئے کہ اخبارات کو اس بارہ میں کس قدر حالات معلوم ہوئے تھے۔ ہم اس مضمون کو لفظ بہ لفظ درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں:۔

اقدامِ قتل کی پُراسرار واردات

کل رات اس خوشنما بنگلہ میں جو ہیز داڑ اور ناٹنگ ہل کے پاس باقی عمارات سے علیحدہ بنا ہوا ہے۔ ایک ایسی واردات ہوئی جس کا صحیح حال اب تک پردہ راز میں چھپا ہوا ہے۔ سنا ہے کہ اس بنگلہ میں ایک مالدار اور ذی عزت ہندوستانی خاتون جو اس ملک میں سیر و سیاحت کی غرض سے آئی تھی۔ رہتی ہے۔ اس کا نام لیڈی اندرا سننے میں آیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے ساتھ ایک خوبصورت ہندوستانی خادمہ بھی تھی جس کا عجیب نام سگونہ ہے۔ کل رات جب یہ عورت اس باغ میں جو بنگلہ سے ملحق ہے سیر کرتی پھر رہی تھی۔ ایک نامعلوم بدمعاش نے اس پر کسی تیز چاقو یا دھاردار آلہ سے اچانک وار کیا۔ اس موقعہ پر بدنصیب عورت کے منہ سے جو چیخ نکلی۔ اس کی آواز لیڈی اندرا کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ اور وہ ان چند مہمانوں کے ساتھ جو اس وقت اس کے پاس تھے دریافت حال کے لئے باغ میں نکلی۔ وہاں جا کر دیکھا۔ تو سگونہ زخمی اور بیہوش پڑی تھی۔ یہ لوگ اُسے فوراً اٹھا کر بنگلہ میں لے گئے۔ اور ڈاکٹر کو طلب کیا گیا۔ چنانچہ یہ معلوم کرنا باعث مسرت ہے کہ زخم کاری ثابت نہیں ہوا۔ اور سگونہ کے بہت جلد صحتیاب ہونے کی امید کی جاتی ہے۔ اس حادثہ کی اطلاع پولیس کو بھی دی گئی۔ اور وہ لوگ فوراً موقعہ پر پہنچ گئے۔ ان کی تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ملزم کے نقش پا ایک خاص مقام تک نظر آتے ہیں۔ مگر اس کے آگے موجود نہیں۔ لیڈی اندرا

اس بارہ میں کچھ حال بیان نہیں کر سکتیں کہ انکی خادمہ پر کس لئے وار کیا گیا۔ سردست سارا واقعہ پردہ راز میں چھپا ہوا ہے۔ مگر امید کی جاتی ہے کہ صحیح حالات بہت جلد ہدیہ ناظرین کئے جا سکیں گے۔

یہ مضمون تھا جو اگلے دن کے اخبار میں درج ہوا۔ اور اس سے ڈیوک آف مارخ مونٹ نے معلوم کیا۔ کہ برکر کا وار اندرا کی بجا اسکی خادمہ سگونہ پر ہوا۔ چونکہ اسے اس بات کا حال معلوم نہ تھا کہ سگونہ اس موقعہ پر اپنی مالکہ کا لباس پہنے ہوئے تھی۔ اس لئے اس نے سوچا۔ کہ برکر سے اندھیرے میں کوئی بھاری غلطی ہوئی ہے۔ پھر بھی اس مضمون سے اس کے دل کو یہ اطمینان ضرور ہو گیا۔ کہ اندرا اس بارہ میں بالکل خاموش ہے کہ اس جرم کا محرک کون تھا اور یہ واردات کس غرض سے عمل میں لائی گئی تھی۔

ڈیوک اپنی بیگم کے ساتھ بیٹھا ہوا ناشتہ کر رہا تھا۔ کہ مضمون پڑھ کر اس کے منہ سے کلمہ حیرت نکلا جس سے لیونیا چونک گئی۔

"عجیب بات ہے!" ڈیوک نے سرسری طور پر کہا۔ اور اس نے اخبار کا وہ مضمون بیگم کو بھی دکھایا۔

"بہت خوفناک واقعہ ہے!" ڈچس نے ساری عبارت پڑھ کر کہا۔ اور پھر کہنے لگی "مگر پیارے ہیو۔ تم نے اظہار تعجب کیوں کیا تھا؟"

"محض اس لئے کہ جہاں پیاری لیونیا" ڈیوک نے ایک مدت کے بعد لہجہ محبت اختیار کر کے جواب دیا۔ "جہاں میں تم کو بھیجنا چاہتا ہوں وہ یہی بنگلہ ہے۔ اور تمہیں اسی خاتون اندرا سے ملاقات کرنی ہوگی۔"

ڈچس کو ان الفاظ سے بہت تعجب ہوا۔ مگر یہ شبہ پھر بھی اس کے دل میں پیدا نہیں ہوا۔ کہ اس جرم سے جس کا اس مضمون میں ذکر تھا۔ میرے شوہر کا کچھ تعلق ہو سکتا ہے۔ پس کہنے لگی "بہت اچھا۔ جو حکم دو گے۔ میں اسے بسروچشم بجا لاؤں گی۔"

"لیونیا کل رات میں نے تم سے کہا تھا کہ میں ہر طرف دشمنوں سے گھرا ہوا ہوں" ڈیوک نے تقریر جاری رکھ کر کہا۔ "یہ عورت اندرا بھی ان میں سے ایک ہے۔ . . آہ میں دیکھتا ہوں تمہارے چہرہ پر حسد کی سرخی پیدا ہوتی ہے۔ مگر اطمینان رکھو۔ اس مشرقی عورت سے میرا تعلق کبھی ایسا نہ تھا جس کے لئے مجھے شرمسار ہونا پڑے۔ پھر بھی میں بیان نہیں کر سکتا کہ وہ کیوں میری دشمن ہے . . ."

نہ سہی میں یہ پوچھنا بھی نہیں چاہتی"۔ لیوبنیا نے کہا۔"نہیں جو کام میرے سپرد ہوا ہو۔ لہذا اور میں اسے آنکھیں بند کرکے کرنا منظور کروں گی۔"

"کام فقط یہ ہے کہ تم اندرا کے مکان پر جاکر اس سے ملو۔ اور اس پر اپنی شخصیت ظاہر کرو یعنی اسے بتاؤ کہ میں ڈچس آف مارچ مونٹ ہوں۔ اس کے بعد۔ ۔ ۔"

"ہاں اس کے بعد؟" لیوبنیا نے ڈیوک کو رکتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔

"اس کے بعد کہو کہ میں نے اپنے شوہر سے سنا ہے۔ تم اس کی دشمن ہو۔ اسباب خصومت بیان نہ کرتے ہوئے مان لینا کہ وہ اپنی سب خطائیں تسلیم کرتا ہے۔ اور پھر کہنا کہ میں اس کی طرف سے یہ التجا کرنے آئی ہوں کہ اس نے جو قصور کیے ہیں۔ انہیں بخش دو۔ معاف کر دو۔ لیوبنیا اس مطلب کے لیے تمہیں اس کے سامنے انتہائی انکسار اختیار کرنا پڑے۔ تو بھی کرنا۔ بلکہ ضرورت ہو تو دو زانو ہو کر ہاتھ جوڑ کر یہ بھی کہنا کہ اس کے لیے نہیں۔ تو میری خاطر اس کی خطاؤں سے درگذر کرو۔"

"آہ۔ کیا ایسی ہی خطرناک بات ہے۔" لیوبنیا کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ اور اس کے دل میں اخبار کا مضمون یاد کرکے ایک خوفناک شبہ پیدا ہو گیا جس نے اس کے چہرہ کی رنگت سپید کر دی

مگر ڈیوک نے بیگم کی حیرت و اضطراب کو نظر انداز کرکے تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "لیوبنیا تم نے وعدہ کیا تھا کہ میری ہر بات پر آنکھیں بند کرکے عمل کرو گی۔ اپنے اس عہد کو پورا کرو۔ میں تمہارا احسان مند پہلے ہی ہوں۔ آئندہ اس احسان کے بدلے سچی محبت کا بھی وعدہ کرتا ہوں۔"

ایک بار ڈچس کے جی میں آئی۔ کہ شوہر سے اس خوفناک شبہ کا جو اس کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ سب حال کہہ دے۔ مگر کچھ سوچ کر اپنے آپ سے کہنے لگی۔ "نہیں ناممکن ہے کہ اس نے ایسا فعل کیا ہو۔ اس کے علاوہ وار لوکرانی پر ہوا ہے۔ اور نوکرانی کا ایسے معاملات سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔"

وہ اس خیال سے بہت خوش ہوئی کہ میں نے اپنے شبہ کو ظاہر نہیں کیا۔ ورنہ اندیشہ تھا کہ وہ مجھ سے خفا ہو جاتا۔ اس کے علاوہ جب اس نے شوہر کے پر سکون چہرہ کی طرف دیکھا تو قدرتی طور پر یہی سمجھا کہ میرا گمان کسی حالت میں صحیح نہیں ہو سکتا۔

"اچھا تو مجھے اس عورت کے پاس کب جانا ہے؟" اس نے سوال کیا۔

"اسی وقت۔ لیوبنیا اسی وقت" ڈیوک نے جواب دیا۔ "ابھی گاڑی تیار کرنے کا حکم دے دو"

اور اس میں بیٹھ کر اس عورت کے مکان پر جاؤ۔ میری رائے میں بہتر ہوگا کہ ایک پرزہ کاغذ پر یہ الفاظ لکھ کر ساتھ لے جاؤ۔ کہ ڈچس آف مارچ مونٹ لیڈی اندرا سے ایک نہایت ضروری کام کے لیے ملنا چاہتی ہے مجھے امید ہے۔ اس رقعہ سے کسی طرح کی رکاوٹ پیش نہ آئے گی۔ البتہ دوسری صورت میں ممکن ہے وہ ملنے سے انکار کر دے۔ مگر لیوبنیا اس کا وعدہ کرو کہ جو کچھ اندرا تم سے کہے۔ یا جو الفاظ تم اس کے منہ سے سنو۔۔۔"

"میں وعدہ کرتی ہوں۔" ڈچس نے قطع کلام کر کے کہا "میں وعدہ کرتی ہوں کہ وہ عورت کچھ بھی کہے میں اپنی کوشش پوری سرگرمی سے جاری رکھوں گی۔"

اتنا کہہ کر لیوبنیا تبدیل لباس کے لئے اپنے کمرہ کی طرف گئی۔ ایک بار پھر اس کے دل میں وہی خوفناک شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ کیونکہ ڈیوک کی نگاہیں اپنے اندر عجیب طرح کا اثر رکھتی تھیں۔ اس کے علاوہ وہ بار بار کہہ رہا تھا۔ کہ اندرا کچھ بھی کہے۔ اس کے الفاظ کی پروا نہ کرنا۔ یہ باتیں ڈچس کے دل میں اس شبہ کو مضبوط کر رہی تھیں۔ کہ ڈیوک کا اس واردات سے جو اخبار میں درج تھی۔ ضرور کچھ تعلق ہے۔ مگر وہ اپنے قول پر صادق اور وعدہ کی پابند عورت تھی جہاں تک ممکن تھا۔ اس رنجیدہ اندیشہ کو دبانے کی کوشش کرتے ہوئے گاڑی میں بیٹھ کر مہارانی اندرا کے بنگلہ کی طرف روانہ ہوئی رستہ میں اور بنگلہ کے پاس پہنچکر جو خیالات ڈچس کے دل میں پیدا ہوئے۔ ان پر بحث کرنا لاحاصل ہے۔ آخر جب گاڑی اس باغ کے باہر کھڑی ہوئی جہاں شب گذشتہ اقدام قتل کی واردات ہوئی تھی۔ تو وہ بے اختیار کانپنے لگی۔ اور اس نے اپنے دل سے کہا "خدا نہ کرے اس دشمنی کا جو اس عورت کو میرے شوہر سے ہے۔ اس واردات سے جو یہاں ہوئی تھی۔ کچھ تعلق ہو۔ یا مجھے اس کے سلسلہ میں اس عورت کی منت والتجا پر مجبور ہونا پڑے۔"

گاڑیبان نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اس کے تھوڑی دیر بعد وفادار داروغہ مارک نے آکر اُسے کھول دیا۔ اس نے دیکھا کہ سڑک پر ایک خوشنما گاڑی جس پر تاج امارت کا نشان بنا ہوا تھا کھڑی ہے۔ اور ایک حسین عورت اس کے اندر بیٹھی ہوئی اُسے ہاتھ کے اشارہ سے بلا رہی تھی۔

لیوبنیا نے وہ رقعہ جو وہ گھر سے لکھ کر ساتھ لے گئی تھی مارک کو دیا اور کہا "مہربانی سے اس کو لیڈی اندرا کے پاس پہنچا دیجئے۔ میں یہیں اس کے جواب کا انتظار کرتی ہوں۔"

اس روز کرسٹینا اسٹین اپنے بھائی کے ساتھ اسابیلا ولنسنٹ سے ملنے گئی ہوئی تھی۔ اس لئے دوپہر کے قریب جب لیوبنیا اپنے شوہر کی گاڑی میں مہارانی کے بنگلہ پر پہنچی۔ تو اندرا اپنے کمرہ میں

اکیلی تھی۔ ذہن میں سے اس نے لیونیا کو گاڑی کی کھڑکی میں جُھک کر معرفی رقعہ داروغہ مارک کو پیش کرتے دیکھا۔ اور اسے یہ سوچکر سخت حیرت ہوئی کہ یہ عورت کون ہے جو اس طرح بے وقت ملنے آئی ہے اتنے میں داروغہ مارک وہی رقعہ اور ڈچس کا چھپا ہوا کارڈ لے کر حاضر ہوا۔ اندرا کو خط کا مضمون پڑھ کر بڑی حیرت ہوئی۔ مگر اس نے ضبط سے کام لیکر مارک سے پُرسکون لہجہ میں کہا "بیگم صاحب کو یہیں بھیجدو۔"

اندرا کو معلوم تھا۔ کہ ڈچس لیونیا بڑی نیک نہاد خوش اخلاق اور شیریں خصال عورت ہے اور اسکی سیرت اپنے شوہر سے بالکل ہی مختلف ہے۔ پھر بھی اس چند منٹ کے عرصہ میں جو ڈچس آف مارج مونٹ کی آمد سے پہلے گذرا۔ اندرا کے دل میں صدہا خیالات اس بارہ میں پیدا ہوئے۔ کہ اس وقت اسکی آمد کا مدعا کیا ہو سکتا ہے۔

اتنے میں لیونیا کمرہ میں داخل ہوئی۔ تو اندرا نے کھڑے ہو کر تعظیم دی۔ مارک رخصت ہو گیا اور کمرہ میں ڈچس اور مہارانی اندرا دونوں ہی رہ گئیں۔ ہرچند لیونیا کو معلوم نہ تھا کہ یہ خاتون جس سے ملنے کے لئے آئی ہوں۔ شاہی مراتب رکھتی ہے۔ تاہم ایک ہی نظر میں جو اس نے اندرا پر ڈالی۔ اس کے دل میں اس کی نسبت اچھے خیالات پیدا ہو گئے۔ لیونیا نے مہارانی کے حسن عالم آشوب کو حیرت و تعریف کی نظروں سے دیکھا۔ اور دوسری جانب اندرا نے بھی معلوم کر لیا۔ کہ ڈچس ایک باوقار پُراعتماد اور فراخ حوصلہ خاتون ہے۔ اور جیسا کہ ان اوصاف کی موجودگی میں عموماً ہوا کرتا ہے۔ اس کا دل پاک۔ اصول اعلےٰ اور ذہانت بلند ہے۔ ادھر لیونیا کے حسن جاذب نے ان آثار درد سے ملکر جو اس کی موٹی نیلگوں آنکھوں سے ظاہر تھے۔ نیز اس حلم و انکسار نے جو اس نے اندرا کے روبرو اختیار کیا۔ مشرقی خاتون کے دل میں بے اختیار اس کے لئے جذبہ رفاقت پیدا کر دیا۔

دونوں بیٹھ گئیں۔ تو پہلے ڈچس نے اس بے جا مداخلت پر عذرخواہی کی۔ اس وقت اسکی تھرائی ہوئی آواز ذہنی اضطراب و پریشانی کی مظہر تھی۔ اور نگاہ سے عجز و انکسار ظاہر ہوتا تھا۔

مگر اندرا نے فوراً ہی قطع کلام کر کے کہا "بیگم صاحب معذرت کی حاجت نہیں۔ رقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کسی نہایت اہم معاملہ پر گفتگو کرنے کے لئے تشریف لائی ہیں۔"

"ہاں وہ معاملہ واقعی میرے اور ایک اور شخص کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے۔" لیونیا نے تھرائی ہوئی آواز سے جواب دیا۔ "مگر سب سے پہلے مجھے یہ پوچھنے کی اجازت دیجئے۔ کہ آپ کی

خادمہ کا کیا حال ہے ؟" یہ کہتے ہوئے اس کی زبان میں قدرے لکنت پیدا ہو گئی۔ پھر اس نے کہا۔ "میں نے اس واقعہ کی خبر صبح کے اخباروں میں پڑھی تھی۔"

"بیگم صاحب خادمہ کی حالت ابھی تک تشویشناک ہے" اندرا نے اپنی موٹی سیاہ آنکھیں اس طرح ڈچس کے چہرہ پر جما کر کہا۔ گویا اس ذریعہ سے اس کے خیالات معلوم کرنا چاہتی تھی۔ "وہ بدستور بیہوش پڑی ہے۔ مگر ڈاکٹر کہتا ہے۔ شائد جانبر ہو سکے۔"

لیونیا تھوڑی دیر اس فکر میں رہی کہ میں اپنی آمد کا مدعا کس طرح ظاہر کروں۔ پھر کہنے لگی "آپ کو میرا آنا عجیب معلوم ہوگا۔ اور شائد اس کا مقصد جان کر اور بھی حیرت ہوگی۔ مگر نیک دل بانو میں لجاجت عرض کرتی ہوں کہ میرے شوہر نے آپ کو جو ضرر پہنچایا ہے۔ یا آپ کے خلاف اس نے جو خطائیں کی ہیں۔ انہیں میری خاطر بخش دیجیے۔"

اندرا نے ڈچس کی طرف اور زیادہ غور سے دیکھنا شروع کیا۔ حیران تھی۔ ڈیوک نے کن حالات کو بیگم کے روبرو ظاہر کیا ہوگا۔ اور وہ کس حد تک اس کے رازوں سے واقف ہو گئی ہے۔ اندرا کو خاموش دیکھ کر لیونیا سمجھ گئی۔ کہ اس کے دل میں کیا گذر رہی ہے۔ پس کہنے لگی "معزز خاتون مجھے معلوم نہیں میرے شوہر نے کیا تقصیر کی ہے۔ نہ میں سارے حالات جاننے کی آرزومند ہوں۔ مجھے اتنا ہی معلوم ہے کہ اس نے آپ کو کچھ ضرر پہنچایا ہے۔ اور آپ اس کا بدلہ لینے کی فکر میں ہیں۔ آپ کو طاقت انتقام بھی حاصل ہے۔ مگر سچ جانیئے۔ میرا شوہر اپنی خطاؤں پر سخت نادم ہے۔ وہ سچے دل سے معافی کا خواستگار ہے۔ اور میری زبانی اپنے اعمال پر تاسف و پشیمانی کا اظہار کرتا ہے۔ ممکن ہوتا تو خود آپ کے سامنے آکر التجا سے رحم کرتا۔ مگر اب میں اس کی طرف سے آپ کے قدموں میں دو زانو ہو کر معافی چاہتی ہوں۔"

یہ کہتے ہوئے لیونیا مہارانی کے قدموں میں بیٹھ گئی۔ اور اندرا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر اُسے منت آمیز طریقہ پر دباتے ہوئے التجائی نظروں سے اس کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگی۔ ایک ایسی بلند رتبہ خاتون کی طرف سے جس نے اپنی عمر میں کوئی خطا یا تقصیر نہیں کی تھی۔ اتنا انکسار دیکھ کر اندرا کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ اور وہ سمجھ گئی۔ کہ ڈیوک اس عورت کو صحیح حالات سے بیخبر رکھ کر اسے اپنا آلہ کار بنانا چاہتا ہے۔ اُسے اس نیک دل خاتون کی حالت واقعی قابل رحم معلوم ہوئی۔

کہنے لگی "بیگم صاحب اُٹھئے۔ آپ کو میرے سامنے دو زانو ہونا زیب نہیں دیتا۔ اُٹھئے میں

التجا کرتی ہوں ماں آہ۔ آپ روتی ہیں۔ خدا کے لئے آنسو پونچھ ڈالئے۔ آپ کی اس حالت کا میرے دل پہ بہت اثر ہوتا ہے۔"

"رحم دل بانو" لیونیا نے آنکھیں پونچھتے ہوئے تھرائی ہوئی آواز سے کہا۔ "آپ کی صورت کہہ رہی ہے کہ آپ اس دنیا میں نیکی کا فرشتہ ہیں۔ میں آپ کے انداز سے معلوم کرتی ہوں کہ آپ میری التجاؤں کو نامنظور نہ کریں گی۔ میں نہیں جانتی۔ میرے بدنصیب شوہر نے کیا خطائیں کی ہیں۔ بہر حال مجھے یقین ہے کہ آپ اس کی خطاؤں سے درگذر کریں گی۔۔۔"

"میڈم سچ جانئے۔" مہارانی نے صحیح شاہانہ وقار سے قطع کلام کرکے کہا۔ "آپ کے شوہر نے کچھ بھی تقصیر کی ہو مگر اس کا تعلق میری نیکی یا وقار نسوانی سے نہیں ہے۔"

"نہیں۔ بانو نہیں۔" ڈچس نے جلدی سے کہا۔ "میں دیکھتی ہوں۔ نیکی اور عصمت آپ کی صورت سے نمایاں اور آپ کی نگاہوں سے آشکار ہیں۔ خدا جانتا ہے میں ایسے شبہات کو دل میں جگہ دے کر آپ کی توہین نہیں کرسکتی۔ مگر وہ خطائیں یا تقصیریں خواہ کچھ ہوں میں آپ کے قدموں میں گر کر ان کے لئے معافی چاہتی ہوں۔ میں آپ کے رحم پر ہوں۔ اور آپ کو اختیار ہے۔ جو سلوک چاہیں۔ کریں۔ اگر آپ میرے شوہر کی خطاؤں کو اس لئے بیان کرنا چاہتی ہیں۔ کہ ان سے آپ کی فیاضی اور درگذر کی عظمت ظاہر ہو۔ تو میں انہیں سننے کو تیار ہوں۔ لیکن اگر آپ ان کا ذکر چھوڑ دیں۔ کیونکہ میں جانتی ہوں۔ وہ بیان ضرور رنجدہ ہوگا۔ تو آپ کے رحم و درگذر کی عظمت کو میں پھر بھی تسلیم کروں گی۔ اور آپ کو اپنی محسنہ سمجھ کر ہمیشہ دعائے خیر سے یاد کیا کروں گی۔"

"اٹھو بیگم۔ ڈچس آف مارچ مونٹ اٹھو۔" اندرا نے تھرائی ہوئی آواز سے کہا اور آنسو کا ایک قطرہ اس کے زرد فام رخساروں پر ڈھلکا۔ "خطا یا تقصیر آپ کے شوہر کی ہے۔ آپ نے میرے حق میں کچھ برائی نہیں کی۔ آپ کی پاکبازی اور خلوص نیت آپ کے چہرہ سے ظاہر ہے۔ خدا کے لئے میرے سامنے دوزانو ہوکر مجھکو گنہگار نہ بنائیے۔"

"نیک دل خاتون میں اس وقت تک آپ کے پاؤں نہ چھوڑوں گی۔ جب تک آپ معافی کا وعدہ نہ کریں گی۔" ڈچس نے اسی حالت میں بیٹھے ہوئے کہا۔ "آپ نہیں جانتی ہیں کہ میری آئندہ راحت کا دارومدار آپ کی معافی پر ہے۔ میں نے اپنے شوہر کو پریشانی اور مصیبت کی حالت میں دیکھا ہے اس سے اظہار حال کے لئے ملتجی ہوئی۔ اس نے کہا چند دشمن میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں

اور ان میں سے ایک اس نے آپ کو ظاہر کیا۔ اس نے مجھے آپ سے معافی مانگنے کے لیے بھیجا ہے اور میں حاضر ہوں۔ اب اگر آپ میری التجا منظور کر کے اسے معافی دینے کا وعدہ کریں تو میں اپنی خدمت کے معاوضہ میں کھوئی ہوئی محبت واپس لے سکتی ہوں۔ ورنہ نہیں۔ اب آپ کو معلوم ہو گیا کہ میرے لئے یہ معاملہ کتنا اہم ہے۔ اگر آپ میری التجا قبول کریں۔ تو میں ہمیشہ آپ سے بہنوں کی طرح محبت کروں گی۔ آہ آپ روتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری التجا رائیگاں نہیں ہوئی۔ اور آپ میری درخواست ضرور قبول کریں گی۔"

"ڈچس آف مارچ مونٹ اٹھئے۔" اندرا نے جذبات سے پُرآواز میں کہا۔ "اور جا کر اپنے شوہر سے کہہ دیجیے۔ کہ آپ کی خاطر میں نے وہ سب باتیں جو اس نے میرے خلاف کی تھیں معاف کر دی ہیں۔"

"مہربان خاتون" ڈچس نے اندرا کا ہاتھ لبوں سے لگا کر اٹھتے ہوئے کہا۔ "آپ نے میرے زخمی دل پر مرہم کا فور رکھا ہے۔ آپ کے لفظوں نے میرے سینہ میں بھی راحت پیدا کر دی ہے ..."

"مگر بیگم صاحب" مہارانی نے جلدی سے قطع کلام کر کے کہا۔ "میرے الفاظ یاد رکھئے۔ میں آپ کے شوہر کی صرف وہ خطائیں معاف کرتی ہوں۔ جو اس نے میرے خلاف کی ہیں۔ مہربانی سے میرے الفاظ کو اسی پیرایہ میں اس کے کانوں تک پہنچا دیجئے۔"

لیونیا کا چہرہ ان لفظوں کو سن کر پیلا پڑ گیا۔ اور اندرا کو یہ دیکھ کر بہت رنج ہوا۔ کہ اس شرط نے نیک دل عورت کی خوشی کو آدھا کر دیا ہے۔ "بانو" ڈچس نے مضطرب لہجہ میں کہا "میں آخری جملہ کا مطلب میں نہیں سمجھی۔ آخر یہ شرط کس لئے ...؟"

"میرے الفاظ کا مطلب اور اس شرط کی اہمیت کو آپ کا شوہر خود سمجھ لیگا" اندرا نے جواب دیا۔ بہر حال آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس خدمت گذاری کے لئے آپ کا شوہر ضرور آپ کا شکر گذار ہو گا۔ میری طرف سے جا کر اسے کہہ دیجیے۔ کہ میں نے اپنے متعلق اس کی سب خطائیں آپ کی خاطر معاف کر دی ہیں۔ یہ آخری الفاظ ضرور کہئے گا کیونکہ دوسری صورت میں میں ہرگز اس کو معاف نہ کرتی۔"

"آہ میں سمجھ گئی" ڈچس نے جواب تک فرط حیرت سے خاموش تھی۔ چونک کر کہا "معلوم ہوتا ہے۔ کوئی شخص اور بھی ہے۔ جس کے خلاف میرے شوہر نے خطائیں کی ہیں۔ اوہ۔ کیا

ایسا ہو سکتا ہے . . . اندرلینیا اپنے فقرہ کو نامکمل ہی چھوڑ کر جذبات کے زیر اثر ایک صوفے پر بیٹھ گئی خیال آیا۔ وہ دوسرا شخص سگونہ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ غالباً اسی کی خاطر یہ معافی شروع کی جا رہی ہے۔ مہارانی اندرا بھی اس کے خیالات کو سمجھ گئی۔ مگر چونکہ اس کے شبہات کی تردید نہ کر سکتی تھی۔ اس لئے خود اس کو رنج ہوا۔ مگر مجبور تھی۔

"اب آپ واپس تشریف لے جائیے" اس نے نرم آواز سے کہا "اور وہ الفاظ جو میں نے کہے اپنے شوہر کے کانوں تک پہنچا دیجئے۔"

ڈچس کچھ اور کہنا چاہتی تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ پھر مہارانی کے قدموں میں دو زانو ہو کر اور زیادہ منت کرے۔ مگر جذبات کے ہجوم نے بے بس کر دیا۔ تھوڑی دیر تک بے جان کی طرح چپ چاپ اپنی جگہ پر کھڑی رہی۔ پھر پرجوش لہجہ میں کچھ کہنے کی کوشش کی۔ مگر نہ کہہ سکی۔ آخر اسی حالت اضطراب میں جلدی سے مہارانی کا ہاتھ انداز تشکر سے دبا کر کمرہ سے رخصت ہو گئی۔

گاڑی میں بیٹھ کر وہ شدت غم سے نڈھال پیچھے جھک گئی۔ اور رونے لگی۔ کیونکہ اسے یقین ہو گیا۔ کہ جو قاتلانہ وار سگونہ پر کیا گیا ہے۔ اس میں ضرور میرے شوہر کا ہاتھ ہے۔

لیکن جیسا ناظرین کو معلوم ہے۔ یہ اس کی غلط فہمی تھی۔ کیونکہ اندرا نے جس کے لئے اپنی معافی کو مشروط کیا۔ وہ سگونہ نہیں۔ کوئی اور ہی تھا۔

باب ۱۱۴

خوانچہ والا

اب آئیے بر کر کے پیچھے چلیں جسے ہم نے ڈیوک آف ملرج مونٹ سے ڈنڈوں اور مہروں کا بھرا ہوا بٹوہ لے کر اس کے عالی شان محل سے رخصت ہوتے چھوڑا تھا۔ ڈیوڑھی سے نکل کر وہ پاس ہی ایک ادنیٰ شراب خانہ میں گیا۔ جہاں پہلے بھی اس کی آمد و رفت تھی۔ مگر وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اس بیہودہ لباس میں وہاں کوئی پہچان نہ سکے گا۔ شراب خانہ میں اس نے بہت سی تیز شراب پی۔ پھر کچھ کھانا زہر مار کر کے آرام کرنے کو ایک چارپائی پر لیٹ گیا۔ اب اس کا ارادہ یہ تھا۔ کہ کل صدر مقام سے رخصت ہو کر کسی بندرگاہ کو چلدوں۔ اور وہاں سے جہاز پر سوار ہو کر فرانس جا پہنچوں۔ جہاں وہ اپنی باقی زندگی امن سے بسر کرنے کی نیت رکھتا تھا یہ بیان کرنا لاحاصل ہو گا۔ کہ سونے سے پہلے اس نے

کمرہ کی تنہائی میں ڈیوک آف مارچ مونٹ کا دیا ہوا بٹوہ کھول کر اس بات کا اچھی طرح اطمینان کر لیا کہ ڈیوک نے ادائے معاوضہ میں کوتاہ دستی تو نہیں کی۔ مگر بٹوہ میں اس سے بہت زیادہ انعام نکلا۔ جس کا ڈیوک نے اندرا پر قاتلانہ وار کرنے کے سلسلہ میں اس سے وعدہ کیا تھا۔

دوسری صبح کو ناشتہ پر بر کرنے ایک اخبار اٹھا کر دیکھنا شروع کیا۔ تو بنگلہ بیزواٹر کی واردات کی وہی کیفیت جو پیشتر درج کی جا چکی ہے۔ اس کی نظر سے بھی گذری۔ مگر جب اس نے معلوم کیا کہ اندرا کے بدلے ایک اور عورت زخمی ہوئی ہے۔ تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ وہ تھوڑی دیر سکتہ کی حالت میں چپ چاپ تصویر حیرت بنا بیٹھا رہا۔ لیکن پھر خیال آیا کہ مجھے فقط انعام سے غرض تھی۔ وہ مل گیا۔ اب اس کی پروا نہیں کہ وار کس پر ہوا۔ کیونکہ مردہ دوزخ میں جائے یا جنت میں۔ ملا جی کو تو فقط حلوے مانڈے سے کام ہوتا ہے۔

یکایک ایک اور خیال اس کو بے چین کرنے لگا۔ جو یہ تھا کہ ڈیوک نے یہ بھاری انعام اندرا کے قتل کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور اس جرم کی وجوہ کچھ بھی ہوں۔ وہ حالات جن کی بدولت اسے قتل کرانا منظور تھا۔ بہرحال اب بھی موجود ہوں گے۔ ایسا ہو تو کیوں نہ دوبارہ اس انعام کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ چونکہ یہ شخص سنگ دل اور سیاہ کار ہونے کے علاوہ انتہا درجے حریص اور زر پرست بھی تھا۔ اس لئے طمع کے بس میں ہو کر یہ نہیں سوچا۔ کہ بصورت موجودہ میرے لئے ایک دن اور لندن میں ٹھیرنا اور ڈیوک سے مل کر اس سوال پر بحث کرنا کتنا خطرناک ہوگا۔ کچھ تو وہ ارتکاب جرم میں فطرتاً دلیر تھا۔ کچھ اپنی گذشتہ کامیابیوں اور ہر بار پولیس کی حراست سے نکل بھاگنے کے واقعات نے اسکو یقین دلا دیا تھا کہ میری ذات قانون کی پابندیوں سے بالاتر ہے۔ علاوہ بریں وہ جان چکا تھا کہ بھیس بدلنے سے میری صورت میں اتنی تبدیلی ہو چکی ہے۔ کہ سابقہ دوست و آشنا تک نہیں پہچان سکتے۔ غرض ان سب باتوں نے اس نئے ارادہ کو بہت جلد مضبوط کر دیا۔ اور اس نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا۔ کہ میرے لئے ایک دن اور لندن میں ٹھیرنا اشد ضروری ہے۔ اگر ڈیوک نے اندرا کو مروانا منظور کر لیا تو تنہا اس کام کو کر کے چلا جاؤنگا۔ ورنہ دوسرے دن فرانس کو رخصت ہو جاؤنگا۔

ڈیوک آف مارچ مونٹ سے شام ہی کو ملنا ہو سکتا تھا۔ اس لئے سوال پیدا ہوا کہ دن کس طرح بسر کیا جائے۔ ایک تو اس کی بے چین طبیعت دن بھر شراب خانہ میں پڑے رہنے سے مانع تھی۔ دوسرے خیال آیا کہ کمرہ میں بند رہنے سے اوروں کو بدگمانی ہوگی۔ پھر یہ بھی سوچا کہ میں

نے جو بھیس بدلا ہوا ہے اس میں کوئی ماہر سراغ رساں بھی پہچان نہیں سکتا۔ پس ان لوگوں کی نظروں کے سامنے جو میری تلاش میں سرگرداں بازار کا گشت کر رہے ہیں تب بجت سے پھرتے رہنے اور بھی مزہ آنے گا۔ یہ سب باتیں سوچ کر وہ سویرے سے ہی شراب خانہ سے نکلا۔ اور بازاروں کا چکر کاٹنے لگا مگر بے مطلب آوارہ پھرنے سے طبیعت بہت جلد اکتا گئی۔ اس لیے سوچا کیوں نہ ایسی ترکیب اختیار کی جائے جس سے آرام کا موقع بھی مل جائے۔ اور نفع بھی حاصل ہو۔ اس خیال کے آتے ہی وہ تجویز پیش نظر ہوئی جس کا ذکر جیک سمڈلے سے یہودی لباس لیتے وقت ہوا تھا۔ اور جو یہ تھی کہ جس طرح ادنیٰ طبقہ کے یہودی لوگ متفرق چیزوں کو خوانچہ میں رکھ کر بیچتے پھرا کرتے ہیں۔ اسی طرح کیا جائے۔ خیال آنا تھا کہ وہ اس کے عمل پر آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ ضروری سامان فوراً خرید لیا۔ اور سہ پہر کے ۲ بجے شہر کے حصہ ایسٹ اینڈ میں ایک خالی مکان کے دروازہ پر خوانچہ رکھ کر بیٹھ گیا۔

اس حالت میں بیٹھے بیٹھے اس کے دل میں کئی طرح کے خیالات پیدا ہوئے۔ اور ان کے سلسلہ میں جیک سمڈلے کی غداری اور اس کی سزا کا بھی خیال آیا۔

دل سے کہنے لگا۔ کم بخت کتنا بزدل نکلا۔ ایک پرانے ساتھی کے روپیہ پر قبضہ کر کے اس طرح چھپ جانا بھلا کچھ انسانیت ہے۔ مگر کیا ہوا۔ میں نے بھی نا بکار کو وہ سبق دیا ہے کہ عمر بھر یاد رکھیگا ایک گھنٹہ بھی تو حرام کی دولت پر خوشی منانے نہیں پایا۔ پتہ لگتے ہی میں اس کے سر پر جا دھمکا۔ اور کوڑی پیسے تک سب کچھ اگلوا لیا۔ مگر اس کی کم ظرفی ثابت ہو گئی۔ واقعی یہ شخص سخت بزدل ہے۔ ورنہ ضرور مجھ سے انتقام لینے کی کوشش کرتا۔ خیر ایک بات یقینی ہے۔ وہ میرے خلاف پولیس میں اطلاع دینے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس صورت میں خود بھی پکڑا جائے گا۔ گویا میرے لئے اس کی طرف سے کسی طرح کا اندیشہ نہیں ہے۔ ...“

وہ انہی فکروں میں تھا۔ کہ نظر اٹھائی تو معلوم ہوا وہی اس کا پرانا دشمن بڈھا جو نیقن کارنابی بازار کے دوسری جانب سے اس کی طرف چلا آ رہا ہے۔ وہ بڈھا جو کا کہن سال گورکن اس وقت زرد رو اور کمزور تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مہینوں بیمار رہ کے چارپائی سے اٹھا ہے۔ کچھ مالی نقصان کا غم اور کچھ اس بیہوش کرنے والی دوا کا اثر جو برکنز نے شراب میں گھول کر دی تھی۔ دونوں نے اس کی حالت زار بنا رکھی تھی۔

جونیقن کو سیدھا اپنی طرف آتے دیکھ کر برکنز بہت گھبرایا اور کہنے لگا۔ ”خدایا۔ یہ منحوس کہاں سے آ دھمکا۔ ڈرتا ہوں۔ کہیں اس لمبی سفید داڑھی اور سیاہ چشمے کے اندر بھی پہچان نہ لے۔ مگر نہیں میں

بھی کہتا ہے وقوف ہوں۔ جونیتھن کی آنکھیں صرافہ رسانوں کی آنکھوں سے تیز نہیں ہو سکتیں۔ جب وہ پہچاننے سے قاصر ہے۔ تو یہ بے چارہ کیا پہچانے گا۔" داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے "میری صورت بالکل یہودیوں سے ملتی ہے۔ بس یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابھی سیدھا یروشلم سے آرہا ہوں۔"

اتنے میں بڈھا گھڑیالی اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ اب اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر چھوٹے سکے تلاش کرتا ہوا کہنے لگا "کیوں جی یہ سامان کس بھاؤ بیچتے ہو؟"

برکر نے اس کا جواب بڑے اختصار کے ساتھ دیا۔ اور وہ بھی لہجہ میں ایسی تبدیلی پیدا کر کے کہ آواز یہودیوں سے بالکل ملتی تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جونیتھن کارنابی کو میرا اصلی لہجہ بھولا نہ ہوگا۔

"میں دو چار چیزیں خریدنا چاہتا ہوں۔" جونیتھن نے کہا "جس گھر میں رہتا ہوں۔ اس کی مالکن ایسی چیزوں کی بہت شوقین ہے۔ اور چونکہ مجھ سے عنایت و مہربانی کا سلوک کرتی ہے۔ اس لئے میں کچھ تحفہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔"

برکر نے کچھ چیزیں دیں اور ان کی قیمت وصول کر لی۔ ساتھ ہی بڈھے گورکن کی طرف اس طرح دیکھا۔ گویا تہ دل سے اس کے جہنم داخل ہونے کا آرزو مند ہے۔ مگر جونیتھن پھر بھی کھڑا رہا۔ اس کے مزاج میں استفسار کا مادہ غالب تھا۔ سوچا پہلی بار لندن آیا ہوں۔ اس لئے ان سب باتوں کا جو بیشتر معلوم نہیں۔ پورا حال معلوم کرنا چاہئے۔

کہنے لگا "میں نے ایسی چیزیں اس شہر میں آنے سے پہلے نہیں دیکھی تھیں۔ ان میں کونسا مصالحہ ڈالا جاتا ہے؟"

"چاک" برکر نے مختصر طور پر جواب دیا۔

"چاک" مسٹر کارنابی نے انداز حیرت سے کہا "ارے کیا چاک کا رنگ کالا بھی ہوتا ہے؟ یہ مجھے آج تک معلوم نہ تھا۔"

"چاک نہیں تو کوئلہ" برکر نے غرا کر کہا۔ اور دل ہی دل میں اس ملعون بڈھے کو سیکڑوں گالیاں دیں۔

"اور یہاں میں خوشبو کیونکر بسائی جاتی ہے؟"

"معلوم نہیں" برکر نے جواب دیا۔

جونیتھن کے دل میں یہ شبہ اب تک پیدا نہ ہوا تھا۔ کہ یہ نمائشی یہودی دراصل وہی سیاہ کار برکر ہے جو میرے قتل کے درپے تھا۔ اس بے معنی جواب پر کسی قدر غصہ سے کہنے لگا "بھلے آدمی تم کو جواب تو معقولیت سے دینا چاہیے۔ گاہکوں سے ایسی بے رخی اچھی نہیں ہوتی۔"

برکر چپ رہا۔ اور جونیتھن کارنابی منہ میں بڑبڑاتا وہاں سے رخصت ہوگیا۔

اس کے جانے پر برکر اپنے آپ سے کہنے لگا "شکر ہے کم بخت نے پہچانا نہیں۔ اچھا ہوا کہ چلا گیا۔ ورنہ ایک بار تو معلوم ہوتا تھا۔ کہ اسکی آنکھیں میری داڑھی اور جبہ کو چھیدتی ہوئی اندر کا حال معلوم کر رہی ہیں۔"

اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ ڈیوک آف ایرح مونٹ سامنے سے پیدل چلے آرہے ہیں وہ ابھی نئی داشتہ مسز آکسنڈن کی سکونت کا انتظام کر کے آئے تھے۔ اور اس خیال سے خوش تھے۔ کہ یہ عورت روپیہ اور عیش کے بدلے میرا راز پوشیدہ رکھ سکے گی۔ کم از کم یہ رائے تھی جو انہوں نے ایک گھنٹہ کی گفتگو میں مسز آکسنڈن کی نسبت قائم کی تھی۔ اس لئے اس پہلو سے وہ ہر طرح مطمئن تھے۔ البتہ کئی اور باتیں موجب اضطراب تھیں۔ ڈچس نے اندرا کی ملاقات کا سب حال آکر بیان کر دیا تھا۔ اور اس سے ڈیوک کے اندیشوں میں کسی طرح کمی نہ ہوئی تھی۔

بازار میں چلتے ہوئے وہ اس وقت بھی دل ہی دل میں کہہ رہا تھا "اس کا یہ کہنا۔ کہ میں نے اپنے متعلق سب خطائیں معاف کر دی ہیں۔ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اوروں کے متعلق جن کے معاملات سے اُسے دلچسپی ہے۔ معافی دینے کو تیار نہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ کون ہے جس کے معاملات سے وہ اتنی دلچسپی لے رہی ہے؟ غالباً وہی ہے جسے میں نے چند مرتبہ دیکھا تھا۔ جو یقیناً انگلستان میں رہتا۔ اور اس مشرقی عورت سے تعلقات رکھتا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ اس عورت کا اوک لینڈ ہیلس میں آنا محض فریب تھا۔ حقیقت میں وہ اسی کی تحریک سے وہاں گئی تھی۔ پس میرے لئے سب سے زیادہ خطرناک وجود اسی عورت کا ہے۔ کیونکہ وہ سب کام اسکی معرفت کرتا ہے۔ اگر اندرا میری راہ سے ہٹ جائے۔ تو وہ بھی بے اختیار ہو جائے گا۔ کیونکہ سامنے آنے کی جرأت کر نہیں سکتا۔ دوسروں کی وساطت سے ہی کام کرتا ہے۔ آہ! اگر اب بھی اندرا کا کانٹا نکل جائے۔ تو میں بڑی آسانی سے ساری دنیا کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔"

وہ چلتے چلتے رک گیا۔ نظر اٹھائی تو دیکھا قریباً دس گز کے فاصلہ پر برکر کھڑا ہے وہی اسکی سپید داڑھی۔ وہی لمبا جبہ۔ پہلے اسکو اپنے حواس پر شک ہوا۔ مگر جب غور سے دیکھا۔ تو

معلوم ہوا کہ برکہ ہی ہے۔ جو یہودی لباس پہنے ہاتھ میں خوانچہ لئے کھڑا تھا۔ دل سے کہنے لگا۔ "کتنا بیوقوف ہے کہ اس خطرہ میں اب تک لنڈن سے نہیں گیا۔"

مگر اس کے ساتھ ہی دل میں خوشی کی لہر بھی پیدا ہوئی۔ جیب سے بٹوہ نکال کر اس طرح ہاتھ میں لے لیا۔ گویا اس بناوٹی یہودی کو خیرات دینا چاہتا ہے۔ اور پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ بازار میں بہت کم لوگ گذر رہے تھے۔ اور پولیس کے سپاہی کا نشان تک نظر نہ آتا تھا۔

بٹوہ کو ہاتھ میں لئے یوں یوں ہلاتے ہوئے ماچ مونٹ نے دبی آواز میں جلدی سے پوچھا۔ "اب تک لنڈن میں رہ کر کیا کر رہے ہو؟"

"حضور کچھ تجارت کر رہا ہوں۔" برکہ نے جواب دیا "لیکن مذاق برطرف میں تو شام تک وقت ٹلنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کیونکہ شام کو میرا ارادہ آپ سے ملنے کا تھا۔"

"کس لئے؟" ڈیوک نے جلدی سے پوچھا۔

"محض اس لئے کہ کل رات جو کچھ ہوا۔ اس میں خامی رہ گئی۔" برکہ نے جواب دیا۔ "خدا شاہد ہے اس میں میرا قصور کچھ نہ تھا۔ نہ وہ بیوقوف خادمہ اپنی مالکن کا لباس پہن کر سامنے آتی۔ نہ میں اس پر وار کرتا۔ غلطی کی بڑی وجہ یہ ہوئی۔ کہ اس کا چہرہ نقاب سے ڈھکا ہوا تھا۔۔"

"مجھے اس کا حال معلوم ہو چکا ہے۔" ڈیوک نے قطع کلام کر کے کہا۔ "اور میں جانتا ہوں غلطی تمہاری نہ تھی۔ پس جو کچھ ہوا اس کے لئے میں تم کو قصوروار نہیں سمجھتا۔"

"مگر اب بھی کیا بگڑا ہے۔" برکہ نے کہا۔ "آپ چاہیں تو غلطی کی اصلاح اب بھی ہو سکتی ہے۔ اور یقین فرمائیے کہ دوسرا وار ضرور ہی صحیح ہوگا۔"

"اچھا تو شام کو میرے مکان کے پچھلی طرف گلی میں ملنا۔" ڈیوک نے جلدی سے کہا۔ اور نمائش کی خاطر ایک شلنگ اس کے خوانچہ میں ڈال کر رخصت ہو گیا۔

"میں پہلے ہی جانتا تھا۔ کہ مان جائے گا۔" برکہ نے دل سے کہا۔ "امیروں میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ جس بات کا ارادہ کر لیں۔ اسے پورا کئے بغیر چین نہیں لیتے۔ ڈیوک اس عورت اندورا کی جان لینا چاہتا ہے۔ اور میرے لئے یہ کام کچھ مشکل نہیں۔۔۔ ارے یہ بڈھا کدھر سے منہ اٹھائے ادھر ہی کو چلا آتا ہے۔ خدا اس کا ستیاناس کرے۔"

اس کا اشارہ جیکسن کارنابی کی طرف تھا۔ جو سینٹ جیمز کی طرف چلا آتا تھا۔ پہلے تو برکہ کے جی میں آئی۔ کہ خوانچہ پھینک کر ایک طرف کو بھاگ چلوں۔ مگر چونکہ بہت سے آدمی بازار میں گذر رہے

تھے۔ اور ایسی حرکت ضرور مشکوک نظر آتی۔ اس لئے جرأت نہ کر سکا۔ نیز یہ بھی خیال آیا۔ کہ شاید میرا گمان غلط ہو۔ اور وہ کسی اور کام کے لئے جا رہا ہو۔ پھر بھی احتیاطاً اس نے بازار کے دونو طرف غور سے دیکھا مگر نہ کوئی پولیس کا سپاہی نہ ایسا آدمی جس پر جاسوس کا گمان ہوتا۔ دکھائی دیا۔ پس وہ چپ چاپ وہیں کھڑا رہا۔ مگر اپنے دل میں اس بات کا عہد کر لیا۔ کہ جیسے ہی جونیتھن کارنابی نظروں سے غائب ہوا میں فوراً یہاں سے چل دوں گا۔ اس وقت یہ سوچ کر کہ میں نے ناحق ان خطروں میں پڑنا منظور کیا۔ اس نے اپنے آپ کو ملامت بھی کی۔ مگر یہ بعد از وقت پشیمانی بے سود تھی اتنے میں بڈھا گورکن سیدھا اس کی طرف چلا آیا۔ جس سے برکر کی بے چینی اور بڑھ گئی۔ مگر پاس آنے پر اس نے دیکھا کہ بڈھے کی صورت سے غصہ یا انتقام کی بجائے سکون و اطمینان کے آثار ظاہر ہوتے تھے۔ دل سے کہنے لگا "معلوم نہیں۔ کم بخت پھر کس لئے آیا ہے؟"

جونیتھن کارنابی پاس آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا "میں کچھ چیزیں اور خریدنا چاہتا ہوں۔ گھر کی مالک عورت نے ان پہلی چیزوں کو جو میں لے گیا تھا۔ بہت پسند کیا ہے۔"

"پھر کتنی دوں؟" برکر نے لہجہ بدل کر ادنےٰ طبقہ کے یہودیوں کی نقل اتارتے ہوئے پوچھا۔

جونیتھن نے تعداد بیان کی۔ اور قیمت دے دی۔ برکر نے رقم جیب میں رکھ لی۔ مگر پھر بھی گورکن کی طرف چھپی نظروں سے دیکھتا رہا۔ بہر حال کوئی ایسی بات ظاہر نہ ہوئی جس سے اسکے اندیشوں کی تصدیق ہوتی۔

لیکن سر دست ہم ان دونوں کو یہیں چھوڑ کر بعض اور واقعات کا ذکر کرتے ہیں جن کا بیان سلسلہ داستان ملانے کے لئے ضروری ہے۔

ناظرین کو یاد ہو گا کہ جیک سمڈ ہے اسکی بی بی اور برکر کی گرفتاری کے متعلق سرکاری طور پر انعامات مشتہر کئے گئے تھے۔ اور پولیس ان میں سے ہر ایک کو بڑی کوشش اور جانکاہی سے تلاش کر رہی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ رز کوب کے مکان واقع لیمبتھ میں تہ خانہ کے جو ہولناک انکشافات ہوئے تھے۔ ان کے باعث لوگوں میں سخت جوش پھیلا ہوا تھا۔ اور افسران انصاف عام رائے سے مجبور ہو کر شب و روز اس کوشش میں تھے۔ کہ اس خوفناک جماعت کے آدمیوں کو جتنا جلد ممکن ہو۔ گرفتار کر کے حاضر عدالت کریں۔ باقیوں سے بہت زیادہ پولیس کو برکر کی گرفتاری کی فکر تھی۔ یہ شخص لوپول کے کنجوس وکیل ہالرڈ کے قتل میں مجرم ثابت ہو چکا تھا۔ اور اس کے بعد جیلخانہ سے بھاگ کر سمڈ ہے رز کوب کے مکان میں اس نے خفیہ پولیس کے آدمیوں کی جو گت بنائی

تھی اس کا تقاضہ یہ تھا کہ اس شیطان بصورت انسان کو گرفتار کر کے جس قدر جلد ممکن ہو اس کی ناپاک زندگی کا خاتمہ کیا جائے۔ مگر اب تک برک اور سمڈلے دونو پولیس کی گرفت سے محفوظ تھے۔ اور بظاہر ان کی گرفتاری کے آثار بھی نظر نہ آتے تھے۔

یہ حالات تھے جن میں حکام پولیس کے اصرار پر وزیر وزارت نے کوئی نئی تدبیر عمل میں لانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اس مطلب کے اشتہارات شائع کئے گئے۔ کہ برک کے سوا اس جماعت کا کوئی آدمی اگر اس قسم کی اطلاع مہیا کرے جس سے باقی آدمی پکڑے جا سکیں تو اسے وعدہ معافی دی جائیگی۔ آگے چل کر یہ بھی کہا تھا۔ کہ اگر اس جماعت کا کوئی آدمی تنہا برک کو گرفتار کرا دے۔ تو اس کو بھی وعدہ معافی دیا جا سکتا ہے۔ یہ اشتہارات اسی روز صبح کو چھپ کر شائع ہوئے تھے۔ اور جس وقت برک حصہ وسٹ اینڈ میں خوانچہ لئے سودا فروخت کرتا پھر رہا تھا شہر میں اس کی گرفتاری کے اشتہارات جابجا تقسیم ہو رہے تھے۔

افسران پولیس نے ان اشتہاروں کی لندن کے ادنے حصوں میں خاص سرگرمی سے اشاعت کی۔ کیونکہ ان کا خیال تھا۔ کہ اس جماعت کے آدمی اگر لندن میں رہتے ہیں۔ تو ضرور انہی اطراف میں ہوں گے۔ اتفاق سے ایک اشتہار کسی طرح جیک سمڈلے کے ہاتھ بھی آ گیا۔ جب وہ بھیس بدل کر علاقہ سینٹ لوگ کا گشت کر رہا تھا۔ اشتہار کا مضمون پڑھ کر اس کے دل پر بہت اثر ہوا۔ اور اس نے فوراً اس سے فائدہ اٹھانے کا ارادہ کر لیا۔ وہ اس اعلان کا مطلب اچھی طرح سمجھ گیا تھا۔ یعنی اگر اس جماعت کا کوئی آدمی باقیوں کی مخبری کرے گا۔ تو سرکار کی طرف سے اس پر رحم کر کے اس کی جان بچائی جائے گی۔ گو اس صورت میں بھی اس کو عمر قید کالے پانی کی سزا ملنا یقینی تھا۔

جیسا ہمارے ناظرین نے معلوم کیا ہوگا۔ جیک سمڈلے اس جماعت کے آدمیوں میں سب سے زیادہ بزدل اور ڈرپوک تھا۔ اس میں شک نہیں اوروں کی تحریک پر اس نے بھی جرم کی زندگی اختیار کر لی تھی۔ مگر پھانسی کے تختہ کا خوف اسے ہر وقت دامنگیر رہتا تھا۔ سرکاری جلاد کے ہاتھوں اپنی قبل از وقت موت کے خیال سے وہ اتنا ڈرتا تھا۔ کہ تعجب ہوتا ہے۔ اس خوف نے اسے جرم کی زندگی سے روکنے میں کیوں نہ مدد دی۔ شائد اسکی وجہ یہ ہو۔ کہ جو آدمی جرم کرتا ہے۔ وہ اپنے دل میں سمجھتا ہے کہ اس کا حال کبھی کسی کو معلوم نہ ہوگا۔ بہرصورت اس وقت اعلان معافی پڑھ کر جیک سمڈلے نے جان بچانے کا بہت اچھا موقعہ دیکھا۔ ساتھ ہی خیال آیا۔ کہ برک سے اس تشدد کا جو اس نے حال میں کیا تھا۔ انتقام بھی خوب لیا جا سکے گا۔ سمڈلے کو عمر قید کالے پانی کی سزا کا اتنا خوف نہ تھا جتنا

پھانسی کی قبل از وقت موت کا ۔ اگر پھانسی کے منظر کو کسی طرح دل سے مٹایا جا سکے ۔ مگر اس خوفناک نظر کی تصویر ذہن سے خارج کرنا ممکن ہے ۔ تو پھر اسکی خوشی میں کلام نہ تھا ۔ وہ اپنی باقی زندگی کسی دور افتادہ ملک میں بھی اطمینان سے بسر کرنے کو تیار تھا ۔ یہ خیالات اس اشتہار کو پڑھ کر ذرکسیز کے دل میں جلد جلد پیدا ہوئے ۔ اور اس نے بہت جلد اپنا ارادہ پختہ کر لیا ۔ چنانچہ چھپا ہوا اشتہار ہاتھ میں لیکر وہ برکر کو تلاش کرنے چلا ۔

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس وقت اس نے بھیس بدلا ہوا تھا ۔ مگر اس کے لباس کی تفصیل بیان کرنا لاحاصل ہوگا ۔ مختصر یہ کہ برکر کے مشوروں سے فائدہ اٹھا کر اس نے اپنی صورت میں ایسی تبدیلی کر لی تھی ۔ کہ کوئی تیز نظر جاسوس بھی اسکو پہچان نہ سکتا تھا ۔ پس وہ بڑے اطمینان سے چلتا لندن کے مختلف بازاروں میں گھومتا رہا ۔ اور گو رستے میں کئی بار پولیس کے سپاہیوں سے ملاقات ہوئی ۔ تاہم کسی کو اس پر شک نہیں ہوا ۔ برکر کی نسبت وہ اچھی طرح جانتا تھا ۔ کہ ضرور شہر کے اس حصے میں جہاں امرا آباد ہیں ۔ کسی نئے شکار کی گھات میں پھر رہا ہوگا ۔

"مجھے پورا یقین ہے" ۔ اس نے اپنے دل سے کہا ۔ "وہ اب تک یہودی لباس ہی پہنے پھرتا ہے ۔ کیونکہ یہ اس کے بدن پر خوب سجتا ہے ۔ اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس بھیس میں کوئی مجھے پہچان نہیں سکتا ۔ میری نسبت اسے گمان تک نہیں ہو سکتا کہ اس کی مخبری کرونگا ۔ اس لئے امید نہیں کہ کوئی نیا بھیس بدلا ۔ یا لندن سے رخصت ہونا ضروری سمجھا ہو ۔ علاوہ بریں اس نے کہا تھا کہ ایک نفع بخش کام میرے ہاتھ میں ہے ۔ اور برکر ایسا آدمی نہیں ۔ کہ کام کئے بغیر رخصت ہونا منظور کرے ۔ بس وہ لندن ہی میں ہوگا ۔ اور چونکہ میری سلامتی اس کی گرفتاری میں ہے ۔ اس لئے مجھے ضرور اسے تلاش کر کے گرفتار کرانا چاہئے ۔ اس کے بعد بیبی بھی پکڑی جائے گی ۔ مگر اپنی جان بچانے کے لئے مجھے اس کی بھی کیا پروا ہے ۔ اس کے علاوہ وہ ہمیشہ مجھے تنگ کیا کرتی تھی ۔ وہ مجھے بزدل اور ڈرپوک کہتی ۔ مجھ پر بے جا حکومت کرتی اور اس طرح دباتی تھی ۔ گویا میں اس کا زرخرید غلام تھا ۔ خیر میں کسی پر رحم نہ کروں گا ۔ مجھے اپنی ہی سلامتی کی فکر کرنی چاہئے"

یہ خیالات تھے جو لندن کے بازاروں میں برکر کو تلاش کرتے ہوئے جیک سمتھ کے دل میں پیدا ہوئے ۔ بہت دیر حصہ ویسٹ اینڈ میں گھومنے کے بعد آخر اس وقت جب وہ کسی حد تک مایوس ہونے لگا تھا ۔ برکر کا وہی لباس جو اس نے اسکو دیا کیا تھا نظر آیا ۔ اور اسے دیکھتے ہی اس کے دل میں خوشی کی لہر پیدا ہوگئی ۔ اس نے دور ہی سے پہچان لیا کہ یہ برکر ہے ۔ اس نے کسی طرح

کی غلط فہمی ممکن نہ تھی۔ وہی لمبی سپید داڑھی۔ وہی ڈھیلا سیاہ چغہ اور وہی چوڑے حاشیہ کی ٹوپی بے شک اب اس کے ہاتھ میں ایک خوانچہ بھی تھا۔ مگر کیا اس کی صلاح خود جیک نے اسے دفعتاً نہ دی تھی۔ جب اسے یہودی وضع کا لباس پیش کیا گیا تھا۔

اپنے دشمن کو سامنے دیکھ کر جیک بڈھے فرط مسرت سے کانپنے لگا۔ تلاطم سمندر میں کسی ناخدا کو ساحل زمین دیکھ کر بھی اتنی خوشی نہ ہوئی ہوگی جیسی بڈھے کو مجرم کے نظر آنے سے ہوئی۔ کیونکہ اب اس کی اپنی جان بچ جانا یقینی تھا۔ مگر آہ۔ اگر اس وقت بڑکر دفعتاً کسی طرف بھاگ نکلے۔ تو کیا ہو؟ جیک بڈھے نے ڈرتے ڈرتے چاروں طرف دیکھا۔ مگر اس پاس کوئی سپاہی نظر نہ آیا۔ بڑکر کی طرف نظر ڈالی تو وہ ایک عجیب وضع بڈھے سے جو ناظرین کو معلوم ہے وہ شخص کارنابی تھا محو گفتگو دکھائی دیا۔ ایک بار پھر چاروں طرف دیکھا۔ مگر سپاہی کا کہیں نام و نشان بھی نہ تھا۔ خدا معلوم آج ان کی بیکاری تھی یا سب کو بھرتی تالے پکڑ کر لے گئے تھے۔ اپنی جگہ سے وہ ہلنا نہ چاہتا تھا کہ مبادا بڑکر کسی طرف بھاگ کر نظروں سے اوجھل ہو جائے۔

اتنے میں ہم نے دیکھا کہ بڑکر کچھ چیزیں خرید کر ایک طرف چلنے لگا۔ اب وہ اسی مقام کی طرف آ رہا تھا جس جگہ جیک بڈھے کھڑا تھا۔ وہ بڑکر سودا فروخت کرنے کے بہت مقاموں میں چلنے لگا تھا۔ جیک بڈھے نے اسے چلتے دیکھا۔ تو ایک بار جی میں آئی۔ کہ چور چور کا نعرہ لگا کر لوگوں کو اس کے تعاقب میں ڈال دوں۔ پھر سوچا۔ کہ ایسا کرنا عاقبت اندیشی کے خلاف ہوگا۔ اول اس بات کا اندیشہ ہے کہ بڑکر اس شور و غل کو سن کر فوراً چھو جائے گا۔ اور میں چونکہ اس حصہ شہر سے پوری طرح واقف نہیں۔ اس لئے اگر وہ کسی گلی میں چھپ گیا۔ تو پھر ہاتھ آنا مشکل ہوگا۔ دوسرے یہ خیال کرتا ہے کہ یہ آدمی حقیقت میں بڑکر نہیں۔ یہودی نسل ہی کا آدمی ہو۔ اور مجھے صرف اس کے لباس پر دھوکا ہوا ہو۔ یہ سب خیالات بجلی کی تیزی سے اس کے دماغ سے گذر گئے۔ اور تھوڑی دیر تک وہ اس بات کا فیصلہ کرنے سے قاصر رہا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ دفعتاً ایک خاص تجویز اس کے ذہن میں پیدا ہوئی۔ وہ تیزی سے چل کر اس شخص کارنابی کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا۔

"آپ اس بڈھے یہودی سے کیا باتیں کر رہے تھے"

بجو رکن جو پہلے ہی لندن والوں سے ڈرا ہوا تھا۔ ایک اجنبی کے منہ سے اس طرح کا سوال سن کر پہلے چونک گیا پھر کہنے لگا "میں اس سے کچھ سودا خرید رہا تھا"

"مگر آپ کو اس کا چہرہ کیا عجیب معلوم نہیں ہوا؟" جیک نے پوچھا۔ "آپ نے غور کر کے نہیں دیکھا

کہ اس کی صورت مجرمانہ تھی؟"

"صاحب میں نے اس پہلو پر کچھ غور نہیں کیا۔" بونیفس نے کچھ سوچ کر جواب دیا۔ "البتہ آپ کے کہنے سے مجھے بھی خیال آتا ہے۔۔۔"

"اس کی صورت کیا واقعی یہودیوں کی طرح تھی؟" جیک سمڈلے نے پوچھا۔ "اور آپ نے یہ بھی دیکھا کہ اس کے جبہ میں سامنے کی طرف ایک بڑا سا شگاف اس جگہ موجود تھا۔" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے کوٹ کے بائیں جانب ہاتھ لگا کر بتایا۔

"غالباً یہ ٹھیک تھا۔" بڈھے گورکن نے جواب دیا۔ "مگر کیا آپ کی رائے میں۔۔۔؟"

"بس میں سمجھ گیا وہی ہے۔" سمڈلے نے جلدی سے کہا۔ "اب آپ مہربانی سے واپس جا کر اس یہودی کو باتوں میں لگائے رکھئے اور جس طرح ممکن ہو تھوڑی دیر روکنے کی کوشش کیجئے۔ وہ بہت پرانا بدمعاش ہے۔ اور پولیس ایک مدت سے اس کو تلاش کر رہی تھی۔ مگر یاد رکھئے آپ کی کسی حرکت سے اس کے دل میں ذرا بھی شبہ پیدا نہ ہو۔۔۔"

"استغفراللہ!" بونیفس نے مضطرب ہو کر کہا۔ "یہ شہر لندن بھی عجیب مقام ہے۔ جہاں قدم قدم پر بدمعاشوں سے واسطہ پڑتا ہے۔"

"خدا کے لئے وقت ضائع نہ کیجئے۔ بلکہ جیسا میں نے کہا ہے۔ اسے روک کر باتوں میں لگائے رکھئے۔ دیکھئے وہ پھر ٹھیر گیا۔ اب کوئی عورت اس سے سودا لے رہی ہے۔ جلدی کیجئے۔ اور جس طرح ممکن ہو۔ تھوڑی دیر روکے رکھئے۔ ورنہ سارا حال پھر بنا دونگا۔"

بونیفس کو ناگہانی جھنجھٹ سے الجھن ہوئی۔ اور جیک سمڈلے نے حالت اضطراب میں اس خیال سے چاروں طرف دیکھا۔ کہ شاید کوئی سپاہی اب بھی نظر آجائے۔ اس اثنا میں بوڑھا گورکن جسے مخلصی ہونے پر خوشی تھی کسی سال خوردہ یہودی کی طرح لڑکھڑاتی چال سے بازار کے دوسرے سرے پر چل رہا تھا۔ اور آخر اس کے موڑ پر پہنچ گیا تھا کہ ایک بوڑھی عورت نے کچھ سودا خریدنے کے لئے روک لیا اور کرنے بہت پیچ و تاب کھائے۔ اور اس موقع پر بڑھیا کو دل ہی دل میں گالیاں بھی خوب دیں۔ مگر کیا کرتا۔ بناوٹ قائم رکھنے کو ناچار ٹھیرنا پڑا۔ چنانچہ اسی لہجہ میں کہنے لگا۔ "مائی جلدی کر۔ جو چیز لینی ہو لے۔ مجھے بازار پہنچنے جانا ہے۔"

مگر عورت بڑی سست الوجود تھی۔ اس نے خوانچہ سے کئی چیزیں اٹھا اٹھا کر بڑے غور سے دیکھیں کسی کو رکھا کسی کو پھر اٹھایا۔ اور اس کے بعد جیب میں ہاتھ ڈال کر بہت دیر نقدی تلاش کرتی رہی۔ بر گر کو

اس وقت سودا بیچنے کی بالکل پروا نہ تھی۔ دل ہی دل میں اس روک پر بہت مضطرب تھا۔ مگر اس خیال سے کچھ کہنے کی جرأت بھی نہ کر سکا کہ مبادا کسی بات سے کوئی شک پیدا ہو جائے۔ آخر بڑی دیر کے بعد بڑھیا نے کاغذ میں لپٹے ہوئے چھوٹے سکوں کی ایک پڑیا نکالی۔ اسے بڑی احتیاط کے ساتھ کھولا۔ اور سکوں کو ایک ایک کر کے گنا۔ جس وقت وہ اس کام میں مشغول تھی۔ برک کی نگاہ اس کاغذ پر جا پڑی جس میں نقدی لپٹی ہوئی تھی۔ اور اس نے اس کا چھپا ہوا مضمون دیکھ لیا۔ معلوم ہوا اس کی گرفتاری کا اشتہار ہے جس کے ساتھ گرفتار کرانے والے کے لئے وعدہ معافی کا سرکاری اعلان درج ہے۔

"لو بڑے میاں آدمی۔ یہ ان چیزوں کی قیمت ہے۔" عورت نے بڑے تکلف سے تین پنس دیتے ہوئے کہا۔ "خدا کرے تم اس نقدی سے وہی فائدہ حاصل کر سکو۔ جو کسی سچے عیسائی کو حاصل ہو سکتا ہے۔"

"مہربانی سے ان سکوں کو کاغذ ہی میں لپٹا رہنے دو۔" برک نے کہا۔ "اس طرح ان کے سنبھالنے میں سہولت ہوتی ہے۔"

"بہت اچھا۔ بہت اچھا۔" بڑھیا نے جیسا اس طرز کی عورتوں کا شیوہ ہے۔ فضول گفتگو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "میں ابھی نانبائی کی دوکان پر گئی تھی۔ وہاں اس کا ہفتہ وار حساب چکایا۔ تو اس نے یہ چھوٹے سکے دے دیے۔ میں ابھی ان کو ہاتھ میں لئے کھڑی تھی۔ کہ اتنے میں ایک سپاہی نے اندر آکر اشتہاروں کا ایک پلندہ میز پر ڈال دیا۔ اور نانبائی سے کہنے لگا۔ سنو مسٹر اوٹ کیک ان اشتہاروں کو اپنے گاہکوں میں تقسیم کر دینا خصوصاً ان میں جو غریب ہیں۔"

"کہا ہو گا۔" برک نے بے صبری سے کہا۔ "لیکن معاف کرو۔ میری نماز قضا ہوئی جاتی ہے۔ میں بہت جلد جانا چاہتا ہوں۔۔۔"

"میں بھی تم کو روکنا نہیں چاہتی" بالتوفی عورت نے جلدی سے کہا۔ "میں تو فقط یہ کہہ رہی تھی۔ کہ جب وہ سپاہی چلا گیا۔ تو مسٹر اوٹ کیک نے کہا۔ یہ اشتہار ردی کا کام خوب دیں گے۔ کیونکہ ان میں چھوٹے سکے اچھی طرح لپیٹے جا سکتے ہیں۔"

"واقعی" برک نے حالت اضطراب میں کہا۔ اور پھر عورت کے ہاتھ سے اشتہار میں لپٹے ہوئے تین پنس لے کر تیزی سے ایک طرف چلنے لگا۔

بڑھیا وہیں کھڑے ہو کر برک کی طرف جو لمبے لمبے ڈگ بھرتا چلا جا رہا تھا تعجب سے دیکھنے لگی۔ اور بولی حیرت ہے میں نے آج تک کسی بڈھے یہودی کو اس تیزی سے چلتے نہیں دیکھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کوئی بڑا ہی پابند مذہب آدمی ہے۔ نماز میں شامل ہونے کے لئے کس تیزی سے چلا جا رہا ہے

غریب بیچارہ میں کہہ سکتی ہوں۔ اس پہلو سے وہ کئی عیسائیوں سے اچھا ہے۔"

ادھر ہرکر پوری تیزی سے چلتا ہوا اشتہار کو خوانچہ پر رکھے ساتھ ساتھ اس کا مضمون بھی پڑھتا جاتا تھا۔

اسے پڑھ کر اپنے آپ سے کہنے لگا "بھئی واہ۔ کیا چال سوجھی ہے۔ گورنمنٹ کو ایسی ادنے کارروائیوں سے شرم آنی چاہیے۔ بھلا یہ بھی کوئی انسانیت ہے کہ ایک غریب آدمی کو مصیبت میں ڈالنے کے لئے اس کے ساتھیوں کو رشوت سے للچایا جاتا ہے۔"

مضمون پڑھ کر اسے قدرتی طور پر بہت اضطراب ہوا۔ کیونکہ اس سے معلوم ہو گیا کہ حکام اس کی گرفتاری کے لئے بڑی سرگرمی سے جدوجہد کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی جیک سمڈلے کا بھی خیال آیا۔ اور وہ اپنے آپ سے کہنے لگا "میری بلائے میں وقت آگیا ہے کہ مجھے لنڈن کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہنا چاہیے۔ اب ڈیوک سے ملنے کی کوشش بھی فضول ہوگی۔ جان ہے تو جہان ہے۔ اپنی سلامتی کو خطرہ میں ڈالکر دینا عقلمندوں کا کام نہیں۔ بہتر یہی ہے کہ لنڈن سے بہت دور نکل جاؤں۔ نہ یہاں رہوں گا۔ نہ گرفتاری کی فکر ہوگی۔"

وہ اپنے دل سے اسی طرح کی باتیں کر رہا تھا۔ کہ کسی نے پیچھے سے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا جس سے ہرکر اتنا گھبرایا کہ خوانچہ کا سودا سب کا سب درہم برہم ہو گیا۔ مڑ کر دیکھا۔ تو وہی منحوس بڈھا جونیتھن کارنابی تھا۔ ہرکر کے لئے ضبط کرنا مشکل ہو گیا۔ جی میں آئی کہ کم بخت کے منہ پر تان کر گھونسا دوں اور خود ایک طرف کو بھاگ جاؤں۔ مگر بازار میں نظر ڈالی۔ تو معلوم ہوا خلقت کے ہجوم سے رستہ رکا ہوا ہے۔ ایسی حالت میں بھاگ کر بچ جانا سخت مشکل نظر آیا۔ اور ایسی کوشش بھی خطرناک معلوم ہوئی۔ بڈھے گورکن کی طرف دیکھا۔ تو اس کی صورت عجیب نظر آئی۔ اور اس کا بار بار واپس آنا بھی مشکوک معلوم ہوا۔

"میں تھوڑا سودا اور خریدنا چاہتا ہوں" جونیتھن کارنابی نے کہا "تمہاری چیزیں خوب ہیں۔ اور تم آپ بھی بڑے لائق آدمی معلوم ہوتے ہو۔۔۔"

"خدا تیرا ستیاناس کرے" ہرکر نے دبی زبان سے کہا "منحوس پھر کہاں سے آمرا۔"

"کیا کہا؟" کارنابی نے اس کے منہ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ اور چونکہ جیک سمڈلے کے لفظوں سے اس کے دل میں کچھ شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ اس لئے اس نے مصنوعی یہودی کے چہرہ کی طرف زیادہ غور سے دیکھا۔ آن واحد میں اس نے ہرکر کی آنکھیں پہچان لیں۔ اور معلوم ہو گیا کہ یہ تو وہی بدمعاش ہے۔ جو میرا

روپیہ چرا کر لے آیا تھا۔

دونوں حالت میں پاس پاس کھڑے تھے کہ پولیس کے دو آدمی موڑ سے نکل کر سامنے آگئے۔ اور انہوں نے آتے ہی برکر کو پکڑ لیا "شکر ہے موذی پکڑا گیا۔" ایک نے اپنے مضبوط ڈنڈے کو اس طرح ہلا کر کہا۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس نے ذرا بھی مزاحمت کی تو سر پاش پاش کر دیا جائے گا۔

برکر نے بہت جدوجہد کی اس نے منتیں بھی کیں۔ اور گالیاں بھی دیں۔ مگر ڈھیلے چینٹ نے اس کی کوشش کو بڑی حد تک مسدود کر دیا۔ اور پولیس کے سپاہیوں نے اسے جلد ہی مغلوب کر لیا۔ جونیتھن کارنابی کو جب معلوم ہوا کہ اس یہودی لباس کی تہہ میں وہی شیطان مخفی ہے۔ جو ڈوبرج میں میری جان کے پیچھے پڑ گیا تھا۔ تو اسے اتنی حیرت ہوئی۔ کہ بہت دیر تک کھڑے چپ چاپ دیکھا کیا۔ سپاہیوں نے فوراً ایک کرایہ کی گاڑی طلب کی۔ اور برکر کو اس میں سوار کر کے تھانہ لے چلے۔ بڈھا جونیتھن کارنابی اس خیال سے ساتھ ہو لیا کہ چل کر کارروائی دیکھیں گے۔ یا اگر ضرورت ہوئی تو اس کے خلاف شہادت دیں گے۔

اس جگہ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب سمارٹ نے جونیتھن کارنابی سے باتیں کرنے کے بعد پولیس کے ایک سپاہی کو بازار میں چلتے دیکھا تو وہ دوڑ کر اس کے پاس گیا۔ اور مضطرب لہجہ میں کہنے لگا۔

"دیکھو اس بڈھے یہودی کو جو سامنے جا رہا ہے۔ فوراً گرفتار کر لو۔ یہ شخص حقیقت میں برکر ہے"

"کیا کہا۔ برکر؟" سپاہی نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ "واہ۔ تب تو اچھا شکار ہاتھ آیا۔ مگر میں اکیلا اسے گرفتار نہ کر سکوں گا۔ کیونکہ بڑا خطرناک آدمی ہے۔ تم میرے ساتھ چلو۔ دونوں مل کر پکڑیں"۔

"نہیں بابا۔ مجھ کو تو معاف ہی رکھو۔" جیک نے اس خیال سے ڈر کر کہا کہ اگر برکر کو معلوم ہو گیا۔ کہ اسی نے مخبری کی ہے تو جیتا نہ چھوڑے گا۔"

"اچھا یہ تو بتاؤ ہے کہاں؟"

"وہ دیکھو بازار کے سرے پر نظر آ رہا ہے" جیک سمارٹ نے اشارہ کر کے کہا۔

"اچھا تو میں اکیلا ہی اسے پکڑتا ہوں۔ یا خیر وہیں تھوڑی دور ایک اور سپاہی کھڑا ہے پہلے اسی کو بلاتا ہوں" اتنا کہہ کر وہ پیچھے مڑا۔ تھوڑے فاصلہ پر اسے ایک اور سپاہی مل گیا۔ اور یہ دونوں ایک گلی سے گذر کر برکر کے سامنے جا پہنچے۔ اس کے بعد جیسا بیان کیا گیا ہے انہوں نے اسے گرفتار کر لیا۔

جیک سمارٹ نے یہ ساری کارروائی ایک مکان کے دروازہ میں کھڑے ہو کر دیکھی۔ اور آخر جب پولیس کے آدمی برکر کو گاڑی میں بٹھا کر بو سٹریٹ کے تھانہ میں لے گئے۔ تو یہ بھی اس خیال سے پیچھے ہو لیا کہ سرکاری گواہ بن کر وعدہ معافی سے فائدہ اٹھاؤں اور اپنی جان بچانے کا سامان پیدا کر دوں۔

سترھویں جلد ختم ہوئی

نئی اور قابل دید کتابیں

دلپذیر ۔ شیکسپیر کی سب سے زیادہ شہرت یافتہ تصنیف "ایز یو لائک اٹ" کا نہایت دلکش ترجمہ۔ مصنف کا نام ہمارے ناظرین کسی توضیح کا محتاج نہیں۔ کتاب عمدہ کاغذ پر نہایت خوشخط چھپی ہے۔ اتفاق سے گنتی کی چند کاپیاں لگ گئی ہیں۔ جلد طلب فرمائیے۔ پھر کسی قیمت پر نہ ملے گی۔ ۱۲۸ صفحے قیمت ۸/

فراق ۔ جرمنی کے نامی شاعر اور ادیب شلر کی ایک دلکش تصنیف کو ہندوستانی مذاق کے سانچے میں ڈھالا گیا ہے۔ اس کتاب میں دنیا کے نشیب و فراز۔ اقبال ہو گئے آل کار اور محبت کے حقیقی معیار کا بہ ترتیب پیش کیا گیا ہے۔ ۱۲۲ صفحے قیمت ۸/

ظفر کی موت ۔ بلجیم کے یگانہ روزگار مصنف مارس میٹرلنک کی ایک عمدہ تصنیف کا ترجمہ ہندوستانی پیرایہ میں۔ اس کتاب میں ایک ماں کی محبت کا جلوہ دکھا کر ان جذبات کو نمایاں کیا گیا ہے۔ جو قلب انسانی میں رہتے ہیں۔ مگر جن کا اظہار زبان سے غیر ممکن ہے۔ ۸۴ صفحے قیمت ۴/

بگڑے دل ۔ فرانس کے مشہور ظریف مصنف مولیئر کی کتاب مس انتھروپ کا ترجمہ۔ طرز ادا۔ انداز بیان اور خصائل نگاری میں یہ مصنف بے نظیر مانا گیا ہے۔ ۹۳ صفحے قیمت ۸/

روح سیاست ۔ امریکن صدر حکومت مقتول و مغفور ابراہام لنکن سے متعلق ایک پر لطف ناٹک ۴۴ صفحے قیمت عہ

جان ظرافت ۔ فرانسیسی مصنف مولیئر کی ایک دلکش کامیڈی کا ترجمہ۔ یہ کتاب متین و مہذب ظرافت کا عمدہ نمونہ ہے ۹۶ صفحے قیمت ۱۲/

جنگ اٹلی و ترکی ۔ نومبر ۱۹۱۱ء سے اگست ۱۹۱۲ء تک کے ہولناک جنگ طرابلس کے اندرونی معاملات اور جنگ کے خونین آشام معرکے۔ بحری و بری لڑائیوں کے سین۔ ظلم و سفاکی کے وحشت ناک منظر۔ مظلومی اور بے کسی کی دردناک تصویریں۔ حریت آزادی اور وطن پرستی کے قابل تعریف جذبات ہمدردی اور حمیت اسلام کے موثر نمونے اور اس کے ساتھ جذبات اسلام کے بہترین نقشے نہایت سلیس پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت ۸/

بیچاری بیگم عصمت لطیف کے فضائل و کمالات اور نیک کرداری کے نیک نتائج بدی اور بداطواری کے عبرت انگیز نتائج ہمت اور استقلال کی نمایاں فتح۔ خباثت اور بدباطنی کی شرمناک شکست اور نیکی اور بدی کے سبق آموز حالات نہایت دلچسپ اور خوبصورت پیرائے میں درج کئے گئے ہیں۔ اس کی دلچسپی اور خوبی کے لئے اس قدر کہنا کافی ہے کہ یورپ کی تین زبانوں میں ترجمہ ہو چکا۔ قیمت عم

اسرار مصر - اسرار مصر کی طرز معاشرت۔ میاں بیوی کی سچی اور بے انتہا محبت۔ سازش۔ خوفناک سازش کی درازدستی۔ مکاری۔ عیاری اور جعلسازی۔ زن۔ زمین اور زر کا معاملہ۔ نیکی اور بدی کا مقابلہ۔ شرافت و وفاداری کا امتحان۔ آخر کار نیکی کی فتح اور بدی کا نتیجہ بد۔ نہایت دلدوز اور موثر پیرائے میں کیا گیا ہے۔ عربی کے ایک معرکۃ الآرا ناول کا نہایت دلچسپ ترجمہ قالب دیا ہے قیمت عمہ/

انقلاب ایران - شاہان ایران کی قسمتوں کے عروج و زوال کے نقشے۔ ایران کی تہذیب شائستگی۔ اس کی مذہبی۔ اخلاقی اور سیاسی حالتوں کے فوٹو۔ قرون اسلام کے برگزیدہ مسلمانوں کے پرجوش کارنامے اور اسلام کی شاندار فتوحات کے سین نہایت ہی دلکش اور موزوں پیرائے میں دکھلائے گئے ہیں۔ قیمت عہ/

گلاب اور چمپا - نیک بیبیوں کے شریفانہ اطوار۔ سن رسیدہ اور جاہل عورتوں کی اوہام پرستی۔ الھڑ اور نوخیز دلہنوں کی کوتاہ اندیشی۔ جہالت اور بے علمی کے خوفناک نتائج اپنی طبیعت پر قابو نہ رکھنے والے مردوں کی کمزوری۔ ساس بہوؤں اور سوکن سوکنوں کی باہمی چشمک وغیرہ نہایت عجیب حالات عمدہ دلچسپ اور دلکش پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں۔ قیمت عہ/

دولت عثمانیہ کے موروثی ہیرے - ایک انگریزی ناول کا ترجمہ جس میں یورپ کے جرائم پیشہ گروہ کی عیارانہ چالبازیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ سراغ رسانی کا ایک سنسنی پیدا کرنے والا ناول ہے۔ جسے آپ ایک دفعہ شروع کر کے ختم کئے بغیر نہیں چھوڑ سکتے قیمت ۸ر

دیورانی جیٹھانی - نیک نفسی۔ حسن تدبیر اور پاک دلی کے منفعت اور آرام دہ۔ حسد۔ تنگ دلی اور دوسروں کی برائی چاہنے کے برباد کن نتائج کے متعلق ایک مفید و موثر نتیجہ خیز ناول ہے قیمت

انتقام ناتمام - بستر مرگ کی ایک خوفناک وصیت ایک حسین دوشیزہ کی ہولناک مقصد کے لئے تیاری۔ عزم بالجزم اور ہمت مردانہ کی حیرت انگیز تصویر۔ حسن و عشق کی چالبازیاں۔ مکار دولتمندوں کی ریشہ دوانیاں۔ پاک محبت اور شرافت طبعی کی مسرت آمیز فتح و عیاری و بے ایمانی کی شرمناک شکست نہایت دلکش پیرائے میں بیان کی گئی ہے قیمت ۵ر

لکشمی - ایک محبت و الفت کی دیوی۔ عزت و عصمت کی ملکہ۔ نیکی اور پاکبازی کی سنہری مورت اخلاق و مروت کی مجسم تصویر۔ شوہر پر قربان ہونے والی دھرم پتنی اور پتی برت کو دل سے پالنے والی نیک استری کی دردبھری داستان نہایت دلکش اور رقت خیز پیرائے میں بیان کی گئی ہے قابل دید ناول ہے قیمت ۱۰ر

لال برادرس اینڈ کو پبلشرز روڈ لوکھا لاہور

خونی تلوار

رینالڈس کے بینظیر تاریخی ناول میکر آف گلنکو کا اردو ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

رینالڈس کے ناولوں میں بالکل نیا اور نہایت لاجواب جس کا ترجمہ اب پہلی بار اردو میں کیا گیا ہے۔ اس ناول کا پلاٹ بالکل ایسے ہی سانحہ پر حاوی ہے۔ جیسا ۱۹۱۹ء میں امرتسر میں پیش آیا تھا۔ ایسے ہولناک واقعہ پر رینالڈس کی تحریر۔ یہ پوچھئے نہیں اس میں کیسی کچھ دلچسپیاں مرکوز ہیں۔

گلنکو کا قتل عام ایک تاریخی واقعہ ہے۔ اتنا خوفناک کہ مورخ اب تک اس کا ذکر کرتے ہوئے کانپتے ہیں رینالڈس نے اپنی جادو نگاری سے اس واقعہ کو جس رنگ میں پیش کیا ہے۔ وہ اسی کا حصہ سمجھنا چاہئے۔

حب وطن اور قومی غیرت کی تصویر۔ آزادی کی حمایت میں قربانی کا نظارہ۔ سیاسی مظالم کی نہ بھولنے والی داستان۔ مکمل ۵۰۰ صفحہ قیمت ۲ روپیہ

باپ کا قاتل

رینالڈس کے زبردست ناول پیری سا بدلا کا ترجمہ

منشی شمیم الدین صاحب بلھوری کے قلم سے

کیا یہ بتانے کی حاجت ہے کہ یہ ناول کتنا دلچسپ ہے؟ کیا اس کا نام ہی نفس مضمون کا مظہر نہیں ہے؟

باپ اپنے چھوٹے بچہ کو زانو پر بٹھا کر پیار کرتا۔ اور اس کے نرم چکیلے اور گھونگھر والے بالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے یہاں تک کہ محبت میں وہ اپنی قابل فخر انسانی حالت کو بھی قطعی فراموش کر دیتا ہے اور صرف یہ امید اس کے لئے باعث راحت ہوتی ہے کہ میں اپنے بچہ کے لئے وافر دولت کما سکوں۔ اسی فکر میں اس کی ساری زندگی بسر ہوتی ہے۔ الٰہی یہی بچہ جوان ہو کر باپ کو قتل کرے!... یہی ننھے ننھے ہاتھ اتنے قوی ہو جائیں کہ اس پر محبت دل میں خنجر بھونک دیں جو ہر وقت اسی کے لئے فکرمند اور مضطرب رہتا تھا۔ کیا فطرت انسانی اس درجہ قابل نفرین ہو سکتی ہے نہایت زوردار۔ بڑا اہم اور ضخامت درجہ سبق آموز مکمل ۲ جلدیں ۵۱۶ صفحے قیمت ۱۲/

لال چند اینڈ سنز پبلشرز نولکھا لاہور

ہمارے مطبوعات کی مختصر فہرست

وہ ناول جو اب تک ہمارے اہتمام سے شائع ہوئے ہیں منجملہ

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
فسانہ لندن (۷ حصے)	مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۲۴۰	۵ عہ
" (۵ حصے)	" (سلسلہ ثانی)	"	۲۶۶۴	۵ عہ
باپ کا قاتل (۲ حصے)	بیری ساونڈ	منشی شمیم الدین صاحب لاہوری	۵۱۶	۱۲/
خونی تلوار	میبیکر آف گلنکو	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۸۵۸	لعہ/

مارس لیبلانک

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
انقلاب یورپ	۸۱۳	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۵۱۰	للعہ/
شریف بدمعاش (۲ حصے)	کنفشنز آف آرسین لوپن	"	۱۷۰	۱۲/
چلتا پرزہ	آخری حصہ	"	۵۶	۸/
خونی ہیرا (۲ حصے)	ایرسٹ آف آرسین لوپن	"	۱۶۱	۸/
خونی چراغ	جیوش لیمپ	"	۱۰۳	۱۲/

ایڈگر جیمپن اور مارس لیبلانک

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
نقلی نواب	آرسین لوپن	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴	۱۲/

ولیم لکیو

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
منزل مقصود	ہشڈاپ	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۵۰	۱۲/

الگزینڈر ڈوماس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
وطن پرست	ریجینٹس ڈاٹر	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۴۰	۱۲/

رابرٹ ہچنز اور لارڈ فریڈرک ہملٹن

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
روحوں کا خراج	ٹریبیوٹ آف سولز	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۱۴۴	۱۰/

شاعر رابندر ناتھ ٹیگور وغیرہ

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
افسانہ بنگال	...	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۱۲۵	۱۲/
کانٹوں کا تاج	ٹکٹ	...	۳۵	۱/

لال بہادر سنس، پارسنز روڈ نولکھا لاہور